

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ  
وَعَلِّمْ قُلُوبَنَا حَقِيقَاتِهَا  
وَأَعِزِّمْ دِينَنَا بِحَقِّهَا  
وَأَقِمْ لِقَائَنَا بِمَنْزِلَتِهَا  
وَأَجْعَلْ لِقَائَنَا بِمَنْزِلَتِهَا  
وَأَجْعَلْ لِقَائَنَا بِمَنْزِلَتِهَا



# کتابخانہ اسلامی

مرتبہ: حفیظ الدین نظر اکبر آبادی



پبلشر: ایچ ایم آر پبلشرز، حیدرآباد سندھ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَارْحَمِهِمْ  
وَجْعَلْ لَهُمْ جَنَّاتٍ وَعُيُونًا وَمَنْزِلًا وَمَقَامًا مَرْضُومًا



مِلَّةُ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ  
وَأُمَّةُ رَسُوْلِهِ

مُرْتَبًا حَفِيظُ الدِّينِ لَطْرَ الْكَبْرِيَاءِ



نَاشِرُ الْبَحْرَيْنِ اِرْبَابِيَّةِ مَطْبَعَةُ حَمِيْدِ اَبَادِ سَنَدَه



دعا کیجئے نظر کے واسطے بھی  
میسر ہو اسے حج کی سعادت

حفیظ الدین نظر اکبر آبادی کا پچھلے  
دنوں انتقال ہو گیا ہے۔  
دعا کریں اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے اور انکو  
اپنی جو اور رحمت میں جگہ دے۔ آمین شہ آئین





مَعْدَةٌ وَنَصِيحَةٌ مَسْكُوتَةٌ لِرَسُولِ اللَّهِ الْكَرِيمِ

الآنَ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

# گلستانِ اولیاء

ترتیب  
حفیظ الدین نظر اکبر آبادی (مرحوم)

تألیف

## انجمن ارباب نظر

پتھری قلعہ، حیدرآباد سندھ، پاکستان

1988



## اشاعت چہارم

84433

نام کتاب: "گلستان اولیاء"

مُرتبہ: حفیظ الدین نظر اکبر آبادی

نگراں: سلیم نظر شیخ و جاوید نظر شیخ

اشاعت: ۱۹۸۸ء ۱۴۰۸ھ

تعداد: ایک ہزار

ہدیہ: دعائے خیر

ناشر:

انجمن ارباب نظر  
پختہ قلعہ جیدر آباد سندھ

چوتھے ایڈیشن کے ناشر

شعبہ نشر و اشاعت فون نمبر ۷۱۴۴۳۹

ادارۃ منہاج القرآن سندھ

۱/۶، مالک پلازہ عقب جہانگیر پارک داؤد پورہ روڈ صدر کراچی



# حمد باری تعالیٰ

## نظر اکبر آبادی

اے خدا شان تیری عالی ہے  
 دونوں عالم کا تو ہی والی ہے  
 یہ کرشمہ ہے تیری قدرت کا  
 ہسکی ہسکی جو ڈالی ڈالی ہے  
 دونوں عالم کا تو ہے انداتا  
 تیرے در کا ہر اک سوالی ہے  
 ہر زبان پر ہے تذکرہ تیرا  
 تو ہی آقا ہے تو ہی والی ہے  
 تیرا جلوہ ہے ذرے ذرے میں  
 ذات تیری ہی بے مثالی ہے  
 کیا سے کیا ہو گیا وہ دنیا میں  
 تمونے جس پر نگاہ ڈالی ہے  
 کوئی تجھ سا نہیں دو عالم میں  
 شان تیری بڑی نرالی ہے



# نعت رسول اکرم ﷺ

## نظر اکبر آبادی

کیا پوچھتے ہو ہم سے نظر کیا نظر آیا

ہر شے میں محمد ہی کا جلوہ نظر آیا  
جس سمت اٹھیں ساقی کو شرکی نگاہیں

تاحد نظر نور کا دریا نظر آیا  
دم توڑنے والے تمھے مدینے کے مسافر

جان آگئی جب گنبد خضر نظر آیا  
جب میں نے سلیقے سے لیا نام محمد

انداز مقدر کا سنورتا نظر آیا  
سرم نے جھکایا تھا درپاک نبی پر

سجدے سے جو سر اٹھا تو کعبہ نظر آیا  
بے ساختہ نظروں میں کھینچی عرش کی تصویر

جب سرور کو بین کار و صفہ نظر آیا  
ہر اک نے سر شریبا نام محمد

بخشش کا یہی ایک سہارا نظر آیا  
ہو پوچھنے والا تو یہ جب ریل سے پوچھے

جلوے میں محمد کے تجھے کیا نظر آیا  
نہر جھک گیا تعظیم کو دل نے کئے سجدے

جس وقت نظر گنبد خضر نظر آیا



## عرض نظر

پروردگار عالم کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے مجھے یہ مبارک موقع عطا فرمایا کہ میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے مختصر حالات زندگی اور اوصاف حمیدہ ترتیب دیکر ایک کتاب کی صورت میں پیش کروں تاکہ اس دور کے تعلیم یافتہ نوجوان ان برگزیدہ ہستیوں سے متعارف ہو سکیں۔

اے اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت سمجھئے یا عشق رسول اکرمؐ کا صدقہ یا ان اولیاء کرام کی ادنیٰ کرامت کہ مجھ سا عاجز و کم مائیہ انسان برگزیدہ ہستیوں کے اوصاف حمیدہ ترتیب دینے کا ارادہ کرے اور اس کو پائے تکمیل تک پہنچا دے۔

ناچیز نے اپنی بساط کے مطابق اس مختصر کتاب کے ذریعہ عظیم و جلیل القدر ہستیوں سے متعارف کرانے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ ترقی یافتہ اختصار پسند طبیعتوں پر بار نہ ہو۔ جس قدر واقعات درج کئے گئے ہیں بہت گہری تلاش کے بعد معتبر کتب سے ماخوذ ہیں۔ امید ہے کہ عاشقان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اہل سلسلہ و عقیدت مند اور تعلیم یافتہ اختصار پسند نوجوان ایک طاثرانہ نگاہ میں ان جلیل القدر ہستیوں سے متعارف ہو جائیں گے۔

میں اس کتاب کو انہیں فرزند ان توحید کے نام منسوب کرتا ہوں۔

نیاز مند :- حفیظ الدین نظر اکبر آبادی

جمن شاہ کاپڑ۔ حیدرآباد سندھ



# تلاشِ حق

عالی جناب سید احمد یوسف صاحب

وزیر تعلیم صوبہ سندھ و ایڈمنسٹریٹر اوقاف اور میئر بلدیہ اعلیٰ حیدرآباد۔

جناب حفیظ الدین نظر اکبر آبادی کی مرتب کردہ کتاب "گلستانِ اولیاء" میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ اور چاروں سلسلوں کے اولیاء کرام سے مختصر انداز میں کامیاب تعارف کرایا گیا ہے۔ جو معتبر کتب تصوف سے حاصل کردہ صحیح حالات پر مشتمل ہیں اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہی کوئی مبالغہ آمیزی سے کام لیا گیا ہے۔ آداب ہشائخین اور عقیدت مندی کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

جناب حفیظ الدین نظر اکبر آبادی نے وقت کی اہم ضرورت کو محسوس کیا۔ "گلستانِ اولیاء" مرتب کر کے واقعی ایک عظیم خدمت انجام دی ہے۔ جو اس نسل کے لئے ایک دینی علمی سرمایہ ہے۔ امید ہے کہ عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبِ سلسلہ و عقیدت مند حضرات خصوصاً اس دور کا تعلیم یافتہ اختصار پسند طبقہ اسے بے حد پسند فرمائیں گے۔ اس کتاب کا مطالعہ نئی نسل کے لئے تلاشِ حق میں معاون ثابت ہو گا۔

سید احمد یوسف



## حسین گلدرستہ

ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی - ایم۔ اے۔ قاضی

مفتی اہلسنت حیدر آباد - ناظم تعلیمات دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد  
 اولیائے کرام وہ مقدس ہستیاں ہیں جن کے دم سے یہ عالم آباد اور جہاں  
 شاد ہے، ان سے جو وابستہ ہو اوہ بامراد ہے، ان کی تعریف لوح محفوظ میں رقم  
 ہے۔ قرآن کریم ازل سے ان کی توصیف کر رہا ہے۔ قیامت میں اور اس کے  
 ما بعد بھی ان کے اوصاف کا چرچا ہے۔ بشارت اور مسرت ان کی دونوں جگہ  
 منزل قرار دی گئی ہے۔ نظام کائناتی ان کے دم سے برقرار رکھا گیا ہے۔  
 نبی کا سایہ تو نہیں لیکن نبوت کا سایہ ولایت کی شکل میں ہے۔ اور اولیائے  
 کاملین، نبی نور صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور جانشین ہوتے ہیں۔ ان کی  
 ہر ہر اسنت مصطفیٰ کے تابع ہوتی ہے۔

اللہ رب العزت نے انہیں مختلف صفات سے یاد فرمایا خدا کے ہاں  
 یہ متقین، صالحین، صدیقین، عابدین، خاشعین، مومنین، ذاکرین اور دیگر  
 القاب سے ممتاز ہیں۔

اس سے بڑھ کر، احادیث قدسیہ میں۔ رب العالمین نے ان کی آخری  
 منزل سلوک کی قوتوں کو اپنی قوتیں قرار دیا اور انہیں وہ طاقت بخشی کہ یہ کچھ  
 فیصلے بھی تبدیل کر سکتے ہیں۔

ایسے ہی بزرگان دین اور اولیائے کاملین کی پاک زندگیوں کا تذکرہ  
 اور ان کے احوال کو، جناب حفیظ الدین نظر اکبر آبادی نے جمع کیا ہے۔ تذکرے



تو بہت سے پڑھے۔ دیکھے، سنے لیکن اس مجموعے میں خصوصیت یہ ہے کہ تصوف سے متعلق بنیادی باتیں بھی عام قاری کے ذہن میں بیٹھ جائیں گی، ہر سلسلہ عالیہ کے روشن ستاروں کو جمع کیا ہے۔ اس طرح ایک حسین گلدستہ تیار کیا ہے جو جامع بھی ہے اور مختصر بھی۔۔۔۔۔ فقیر نے اس حسین و خوبصورت مجموعہ کو بغور دیکھا اور ہر شخص کے لئے مفید پایا۔

دُعا ہے کہ خدائے عزوجل اس محنت کو اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کے صدقے قبول فرمائے اور صلاح دارین پہنچے نوازے، آمین،

ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی۔ ایم اے قاضی

مفتی اہلسنت حیدرآباد

دارالعلوم احسن البرکات



## رُوحانی اقدار

عالمی تربیت جناب صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نقشبندی

مہتمم و مفتی رکن الاسلام جامعہ مجددیہ ہیرا آباد - حیدرآباد - سندھ،  
چیف آرگنائزر، جمعیت علمائے پاکستان حیدرآباد ڈویژن۔

جناب نظر اکبر آبادی صاحب حیدرآباد کے جانے پہچانے شعراء اور ادباء  
میں شمار ہوتے ہیں، انہوں نے اپنے قلم کو لغو اور بے معنی اشعار اور افسانوں میں  
صرف کرنے کے بجائے اللہ کے پاک اور مقبول بندوں کی مدح اور ثناء اور انکی  
سیرت نگاری میں لگایا ہے جو ایک انتہائی قابل تعریف اور لائق صد ستائش  
کارنامہ ہے اور ان کے ہم مذاق اور ہم مشرب ساتھیوں کے لئے ایک قابل تقلید  
نمونہ ہے۔

اس دور پر آشوب میں جب کہ ہر طرف فحش جنسی اور جاسوسی کتابوں اور  
رسالوں کی بھرمار ہے۔ ایسی کتابوں کی سخت ضرورت ہے۔ جو اخلاقی دینی  
اور رُوحانی اقدار کو اجاگر کر سکیں۔ جناب نظر اکبر آبادی صاحب نے اس اہم  
ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے نہایت عمدہ موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور  
بہت اچھے انداز سے مردانِ خدا کے حالات کو تحریر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کتابوں کو پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور  
اپنی زندگیوں کو محبوبانِ الہی کی سیرتِ مقدسہ کے سانچوں میں ڈھالنے کی توفیق  
نصیب فرمائے اور جناب نظر اکبر آبادی صاحب کی اس پر خلوص کوشش و کاوش  
کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے۔

محمد زبیر

مہتمم و مفتی رکن الاسلام جامعہ مجددیہ، ہیرا آباد حیدرآباد



# دعوتِ معرفتِ الہی

پیرِ طریقتِ عالمِ تربیتِ پیرِ روحی شاہ صاحب

قادری، قائلی، مدظلہ، عالی، کراچی

تذکرگانِ معرفتِ حق سبحانہ، تعالیٰ کی سیرابی کیلئے  
یہ کتابِ گلستانِ اولیاء اور اس کے مضامین میں بہترین  
سعی کی گئی ہے جو قابلِ ستائش ہے۔

توقع ہے کہ حصولِ معرفتِ حق یہ نئی نسل کے لئے یہ  
کتاب اور اس کے مضامین معاون ثابت ہوں گے۔

مولا تعالیٰ حفیظ الدین نظر آبادی کی عمر اور علم میں اضافہ  
فرمائیے اور ان کی اس محنت کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت  
بخشے۔ آمین ثم آمین

دعاگو

روحی



# کوشش علمی

عالی مرتبت پیر طریقت قبلہ پیر محمد زرولی خان صاحب مدظلہ  
دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مرشد آباد شریف، ذیل پاک حیدر آباد۔

فقیر نے گلستان اولیاء کے مسودہ کا مطالعہ کیا واقعی ایک روحانی علمی کوشش  
ہے اس کتاب میں محترم حفیظ الدین نظر اکبر آبادی صاحب نے اولیاء کرام کے  
واقعات اور کراماتیں بڑی محنت اور معتبر کتب سے اکٹھی کی ہیں۔  
تصوف سے متعلق اہم اور بنیادی باتیں بہت آسان کر کے پیش کی گئی  
ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ چاروں سلسلوں کے اولیاء کرام کے تذکرے بڑی  
حسین خوبی سے اس کتاب میں جمع کئے گئے ہیں۔

محترم جناب نظر اکبر آبادی نے جس طرح اس کتاب کو ترتیب دیا ہے  
وہ قابل ستائش ہے۔

امید ہے کہ موجودہ دور کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے یہ کتاب  
اور اس کے مضامین عظیم رہبری فرمائیں گے۔ فقیر کی دلی دعا ہے کہ پیروردگار عالم  
اپنے حبیب پاک اور اولیاء کرام کے طفیل ان کی محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول  
فرمائے۔ آمین شہد آمین

فقیر دعا گو ہے۔

پیر محمد زرولی خان



# قابل ستائش

عالیجناب حکیم سید نصیر احمد اشرف دہلوی

چیرمین شہری اتحاد کونسلرز گروپ۔ بلدیہ اعلیٰ حیدرآباد۔  
جناب نظر اکبر آبادی کی تصنیف جو مستند کتب جو اولیاء اللہ  
اور صوفیائے عظام سے متعلق کئی صدی سے مستند مشاہیر کرام شائع  
کرتے رہے ہیں اس کی عروج موصوف نے اپنی اس تصنیف میں سمو  
دی ہے اولیاء اللہ کا مرتبہ کیا ہے ارشاد ربانی ہے :-

الَاٰتِ اَوْ لِیَآءِ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

ہمارے پیش رو اکابرین و مشاہیرین نے جس طرح قصص الانبیاء

کی اشاعت فرما کر انبیاء کرام کے اوصاف حمیدہ بیان کئے اور

کس طرح انہوں نے بنی آدم کو حق کی راہ دکھائی۔ جناب نظر

اکبر آبادی نے بھی قصص الاولیاء کو جس طرح ترتیب دیا ہے وہ

قابل ستائش ہے۔ انشاء اللہ زیر مطالعہ کتاب بھی جس طرح

قصص الانبیاء نے بھٹکی ہوئی مخلوق کو حق کی راہ دکھائی

اسی طرح یہ کتاب بھی اس ترقی یافتہ دور میں نئی روشنی کے

بے بہرہ اور خصوصاً نوجوانوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگی۔

اور مسلمانوں میں صحیح معنوں میں عبادت و ریاضت کا شوق و

جذبہ بڑھائے گی۔ میری دعا ہے کہ باری تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے

صدقے میں اور بزرگان دین کی حجت کے طفیل انہیں کامیاب

و کامران فرمائے۔ آمین

مشتی خاک

سید نصیر احمد اشرف



## سرمایہ عظیم

خطیب العصر حضرت علامہ عبد الوحید ربّانی مدظلہ، ملتان

”گلستانِ اولیاء“ ایک روحانی اور علمی کوشش کا نتیجہ ہے۔ جناب  
حفیظ الدین نظر اکبر آبادی صاحب نے یہ کتاب مرتب کر کے عشاقِ اولیاء کیلئے  
ایک عظیم خزانہ مہیا کیا ہے۔

اس مادیت کے دور میں اس کتاب کا مطالعہ نوجوان نسل  
کے لئے ایک علمی متاع ہے۔

اولیاء اللہ کی روحانیت اور اولیاء اللہ کی کرامات کو سمجھنے کے لئے  
یہ کتاب ایک روحانی انقلاب پیدا کرے گی۔ اولیاء اللہ کی تاریخ اس  
کتاب میں جس محنت کے ساتھ اکٹھی کی گئی ہے وہ ایک عظیم سرمایہ ہے

عبد الوحید ربّانی، ملتان



## مشعلِ راہ

عظیم المرتبت جناب پروفیسر رفعت علی خان صاحب مدظلہ

سابق پرنسپل سٹی کالج حیدرآباد سندھ

عموماً ہر ذمی شعور فرد کی زندگی میں ایک دور ایسا بھی آتا ہے جب مادی قدروں سے اکتا کر قلبی سکون حاصل کرنے کے لئے روحانی اقدار کی جانب مائل نظر آتا ہے۔ یہ جذبہ روحانی کبھی سرسری سطح پر اور کبھی گہرائی و گیرائی اختیار کر لیتا ہے۔ ستھہرے ذوق کے حامل افراد مادہ پرستی کے بجائے روحانی اخلاقی قدروں کے پرستار نظر آتے ہیں۔

ہر زمانے میں ایسے شاعروں کی تعداد قابل ذکر رہی ہے جنہوں نے غزل، قصیدہ، ثنوی اور دوسری اصنافِ سخن کے ساتھ ساتھ حمد و نعت اور منقبت کو اپنا موضوعِ سخن بنایا اور توحیدِ الہی کے بعد نبی اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگانِ دین سے اپنے قلبی و روحانی تعلق کو بڑی عقیدت اور احترام کے ساتھ پیش کیا۔

اُردو شاعری میں حضرت خواجہ میر درد، مومن خان مومن، محسن کاکوری، مولانا حالی، ظفر علی خاں، علامہ اقبال، احمد رضا، اصغر گوندوی، حفیظ جالندھری، جگر مراد آبادی، میکش اکبر آبادی وغیرہ وغیرہ کے اسمائے گرامی اس سخن میں قابل ذکر ہیں۔ ان شعرا و حضرات میں بعض نے حمدیہ اور نعتیہ اشعار کے علاوہ منقبتیں



بھی لکھی ہیں۔

لیکن بعض اوقات شاعر اپنے جذبات سے مغلوب ہو کر شاعری کے علاوہ نثر میں بھی اپنے خیالات اور افکار کی ترجمانی کرتا ہے کیونکہ نثر میں نہ صرف خیالات و نظریات کو قرینہ اور تسلسل سے پیش کیا جاسکتا ہے بلکہ اسے موثر اور موزوں انداز میں عام قارئین کی ذہنی سطح تک بھی پہنچایا جاسکتا ہے نظر اکبر آبادی بھی چونکہ بنیادی طور پر ایک فطری شاعر ہیں اور ایک فوہیل عرصہ سے مختلف اصناف سخن میں شاعری کر رہے ہیں۔ عمر کی پختگی و سنجیدگی اور ذہنی ارتقا کے تقاضے نیز مطالعہ کتب دینی کے تحت انہیں اس امر کا بھی احساس ہوا کہ جب تک انسان روحانی قدروں سے نا آشنا رہے گا اسے قلبی سکون میسر نہ آسکے گا۔ وہ مادی قدروں کے ساتھ ساتھ روحانی اقدار کا استخراج بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ چنانچہ وہ بزرگان دین کے حالات زندگی، ان کے متصوفانہ خیالات اور روحانی کمالات کے مطالعہ کو نہ صرف تسکین قلب کا ذریعہ بلکہ مسلمانوں کی انفرادی و اجتماعی اور اخلاقی و روحانی زندگی کی اصلاح کا موثر وسیلہ سمجھتے ہیں۔

اسی نظریہ کے تحت نظر اکبری آبادی نے متعدد کتابوں سے بزرگان دین سے منسوب مواد اکٹھا کر کے کتابی صورت میں پیش کیا ہے۔

عام قارئین اور طلباء برادری کو اس تالیف سے ایک بڑی سہولت یہ حاصل ہو سکے گی کہ وہ ضخیم کتابوں کے مطالعہ کے بجائے اس تالیف سے مکمل استفادہ کر سکیں گے۔

مختلف اور متعدد کتابوں کی تلخیص ہونے کے باوجود اس تالیف کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں بزرگان دین کے اہم واقعات زندگی، اقوال زریں اور



روحانی کمالات کو مناسب شرح و بسط کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اور ان کے مرکزی خیال (CENTRAL IDEA) میں کوئی فرق رونما نہیں ہوا۔

یہ کتاب "گلستان اولیاء" اس دور میں عام قارئین کے لئے یوں بھی مفید ثابت ہو سکتی ہے کہ وہ دورِ حاضر کے لئے بے پناہ معاشرتی و معاشی اور سیاسی مسائل میں گھرے ہوئے ہونے کے باوجود اس جامع کتاب کے لئے کم از کم وقت نکال کر مستفیض ہو سکتے ہیں۔

میرے خیال میں ایک مسلمان طالب علم کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ مطالعہ قرآن کے ساتھ ساتھ سیرت نبویؐ اور بزرگ بزرگ دین کی حیاتِ طیبہ سے پوری طرح آگاہ رہے اس لئے دین اسلام کو جیسے دینِ فطرت بھی کہا جاتا ہے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے ایسی کتب سے بڑی مدد مل سکتی ہے، اور یوں بھی بزرگانِ دین کے حالاتِ زندگی اور روحانی اور دنیوی کارنامے ہمیں بصیرت اور رہنمائی عطا کرتے ہیں۔

نظرِ صاحب نے انہیں حقائق کو ملحوظ رکھتے ہوئے بلا تخصیص مسلمانوں کے تقریباً سبھی اہم بزرگانِ دین کے معمولاتِ زندگی کے علاوہ ان کے متصوفانہ خیالات زریں اقوال اور طریقہ رشد و ہدایت کو مناسب پیرایہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

امید ہے کہ یہ کتاب طلباء اور عام قارئین کے لئے مزید مطالع اور تحقیق کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوگی۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

پروفیسر رفعت علی خان



# اظہار خیال

الحاج رفیق احمد درباری

چیرمین زکوٰۃ و عشر کمیٹی سب ڈویژن سٹی حیدرآباد۔

خداوند قدوس کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ مجھے اس نے ایک ایسی کتاب پر اظہار خیال کرنے کا موقع عنایت فرمایا ہے کہ جس میں حضور سرور کائنات فخر موجودات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں سلسلوں کے اولیاء کرام سے مختصر اور کامیاب تعارف کرایا گیا ہے جو معتبر کتب سے ماخوذ ہے۔

اس ترقی یافتہ دور میں ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ اس دور کا تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ طویل مضامین پڑھنے سے گریز کرتا ہے یہی سبب ہے کہ اپنے آقاؤں اور رہنماؤں کے اوصاف حمیدہ سے بے خبر ہے حقیقت یہ ہے کہ ان ہی جلیل القدر ہستیوں کی بدولت ہم اس تاریخی کفرستان میں کلمہ طیبہ پڑھنے والے نظر آ رہے ہیں۔

لازمی ہے کہ ہم اپنے آقاؤں اور رہنماؤں کے کارناموں اور اوصاف حمیدہ سے باخبر ہوں۔ جناب حفیظ الدین نظر اکبر آبادی صاحب نے ان عظیم اور جلیل القدر ہستیوں سے کامیاب و مختصر انداز میں اپنی مرتب کردہ کتاب گلستان اولیاء کے ذریعہ تعارف کرانے کی سعی جمیل کی ہے جو صدائقِ حسین ہے جناب حفیظ الدین نظر اکبر آبادی جن کا شمار حیدرآباد کے ممتاز شعرا میں ہوتا ہے۔ آپ سماجی کارکن بھی ہیں اور کئی ادبی و مذہبی انجمنوں سے وابستہ ہیں اور آل پاکستان



اگرہ امیر ابو العزائی ایسوسی ایشن رجسٹرڈ حیدر آباد سندھ کے بھی اہم عہدیدار  
ہیں حلقہ نمبر ۱۳ وارڈ ڈی کے آپ ناظم صلوات بھی ہیں۔ حیدر آباد کی مذہبی تقریبات  
میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

جناب نظر اکبر آبادی صاحب نے وقت کی ضرورت کو محسوس کیا اور  
”گلستان اولیاء“ مرتب کر کے ایک عظیم خدمت انجام دی ہے۔ جسے کبھی  
فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ جو ایک علمی خزانہ ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ  
پروردگار عالم اپنے حبیب پاک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام  
کے طفیل ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

حاجی رفیق احمد درباری

یکم جنوری ۱۹۸۵ء





۱۱۹	حضرت خواجہ غریب نواز کے اشادات عالیہ	۱۹	۲۳	اسلامی عقیدوں کا خلاصہ
۱۲۲	حضور رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ	۲۰	۲۵	حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۲۶	شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر سروردی	۲۱		حضور اکرم کے جسد مبارک کو لغو ذبا اللہ
۱۳۱	شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا فاتنی	۲۲	۳۰	چوری کرنا کام کوشش۔
۱۳۵	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ	۲۳	۴۰	حقیقت
۱۴۰	حضرت شیخ فرید الدین مسعود بابا گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ	۲۴	۴۱	ایک نکتہ
۱۴۸	حضرت مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ	۲۵	۴۳	بزرگانِ خدا پرست کی چار قسمیں
۱۵۶	حضرت مولانا شاہ علاؤ الدین شاہ ولایت	۲۶	۴۶	توجہ طلب
۱۶۲	حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ	۲۷	۴۷	ولایت کے متعلق عقائد
۱۶۸	حضرت نظام الدین محبوب الہی قدس سرہ العزیز	۲۸	۵۰	حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
۱۸۳	حضرت خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلوی	۲۹	۶۹	امام طریقیہ حضرت سید نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ
۱۸۴	حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ	۳۰	۷۹	حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
۱۸۶	حضرت محبوب جل و علا سیدنا امیر ابو العلاء رحمۃ اللہ علیہ	۳۱	۸۴	لفظ چشت کی وجہ تسمیہ
۲۰۲	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	۳۲	۸۵	نسبت چشت کی خصوصیت
۲۰۶	امام اہلسنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی	۳۳	۸۶	سوانح عمری حضرت خواجہ غریب نواز رح
۲۱۱	تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ انوار بریلوی	۳۴	۱۰۱	تعارف عمارات درگاہ شریف خواجہ غریب نواز رح
۲۲۱	الخلازہ مغلیہ اگرہ (کبر آباد) کے صاحب کمال تبرک	۳۵	۱۰۸	تعارف روضہ مبارک حضرت خواجہ ہند لولی رح
۲۲۷	نماز کی اہمیت	۳۶	۱۱۰	حضرت خواجہ غریب نواز کی شادیاں اور اولادیں
۲۳۰	زکوٰۃ	۳۷	۱۱۵	حضرت خواجہ غریب نواز کے خلفائے عظام
۲۳۱	آداب حاضری / ایصالِ ثواب کا طریقہ	۳۸		





میر کی جانب جب اٹھیکئی میرے آقا کی نظر  
خود بدل جائیگا اندازِ مقدر دیکھنا

(نظر اکبر آبادی)

قارئینِ حضرات سے التماس سے ہے کہ اس سے  
کتاب کو آپ بھی سپرٹریٹ اور اپنے اجاب کو بھی پڑھنے کیلئے دیکھیں

حی علی الصلوٰۃ

نماز پنہنگانہ پر سختی سے عمل کیجئے یہ ذریعہ نجات  
بھی ہے اور قریبِ الہی کا ذریعہ بھی۔



84433



# اسلامی عقیدوں کا خلاصہ

۱۱۔ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت اور بندگی کی جائے وہ بے پروہ ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہاں اس کا محتاج ہے۔

۱۲۔ لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے جتنے نبی اور رسول بھیجے ان میں ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اللہ کے نبیوں اور رسولوں کی تعظیم کرے۔ اور یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور عزت والے بندے ہیں اور ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں کے سردار ہیں اور آخری نبی ہیں۔

۱۳۔ بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اتاریں یہ سب کتابیں اور صحیفے حق ہیں۔ اور سب کلام اللہ ہیں اور ان میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا سب پر ایمان ضروری ہے۔ ان کتابوں میں سب سے افضل کتاب قرآن عظیم ہے جو سب سے افضل رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا اور اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ رکھی ہے۔

۱۴۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایک نورانی مخلوق ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے معصوم اور فرماں بردار بندے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو خدا کا حکم ہوتا ہے ان کی غذا اللہ تعالیٰ کا ذکر اور عبادت ہے۔



جن خدا کی مخلوق ہے یہ آگ سے پیدا کئے گئے ہیں انسانوں کی طرح کھاتے پیتے جلتے مرتے ہیں۔ ان میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بے دین بھی، بُرے بھی ہیں اور کھلے بھی، ان میں جو شریک کا فرہوتے ہیں۔ انھیں شیطان کہا جاتا ہے۔

۶۱) جس طرح ہم لوگ پیدا ہوتے اور مرتے ہیں اور ہر چیز فنا ہو جاتی اور مٹی رہتی ہے اسی طرح ایک دن ایسا آئے گا کہ یہ ساری دنیا فرشتے پہاڑ، جانور، آدمی، زمین و آسمان اور ان کے اندر کی سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ خدا کی ذات کے سوا کوئی چیز بھی باقی نہ رہے گی اس کو قیامت کہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ مردے قبروں سے اٹھیں گے سب کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا اس کا نام حشر ہے۔ پھر میزان (ترازو) قائم ہوگی۔ اور سب کا حساب کتاب ہوگا۔ مسلمان دکانر اور نیک دیکر کے تمام اعمال تو لے جائیں گے اور ان کے اچھے بُرے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اچھے آدمی جنت میں داخل کئے جائیں گے اور کافر و دوزخ میں ڈال دئے جائیں گے۔

۶۲) جہنم کے اوپر ایک پل ہے جسے صراط کہتے ہیں یہ بال سے باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے سب لوگوں کو اسی پر سے گزرنا ہوگا جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے۔

۶۳) دنیا میں جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کا علم پہلے ہی سے تھا ان تمام باتوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے مطابق لکھ دیا اور جو لکھ دیا وہی ہوگا اس میں بال برابر فرق نہ آئے گا اسے تقدیر کہتے ہیں۔

(ماخوذ - معراج المؤمنین)



## حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں۔ ایک آن کے لئے آپ پر موت طاری ہوئی تھی۔ اس کے بعد پھر آپ کی وہی حیات جسمانی ہے اور آپ کی تمام قوتیں آج بھی اسی طرح کام کر رہی ہیں جیسے آج سے چودہ سو برس قبل کر رہی تھیں۔

شہدائے کرام کی حیات تو قرآن حکیم کی نص قطعی سے ثابت ہے جب شہید زندہ ہوتے ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو شہداء سے قطعاً افضل ہیں آپ کی حیات میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ اُمت کا اس امر پر اجماع ہے کہ انبیاء کرام کی حیات حقیقی جسمانی دنیا کی سی ہوتی ہے۔

حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا کہ جمعہ افضل الیام ہے اس دن کثرت سے بچھ پر درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود بچھ پر پیش کیا جاتا ہے اس پر صحابہ نے عرض کی حضور کیسے جب کہ پڑیا بوسیدہ ہو جائیں گی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے۔

ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جس شخص سے روح القدس (جبریل) نے بات کر لی زمین کو اجازت نہیں کہ اس کے جسم کو کھائے۔

جماد و روح القدس سے کلام کرنے والے کا یہ مرتبہ ہے کہ اس کو



زمین نہیں کھاتی تو اس ہستی پاک کے جسم مقدس کی کیا شان ہوگی جس کے جسم میں ہزاروں جبریل سمائے ہوئے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ عیسیٰ بن مریم آسمان سے اتریں گے۔ پھر اگر میری قبر پر کھڑے ہو کر مجھے آواز دیں تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔  
کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

صحابہ کرام کا بیان ہے کہ ہمیں روضہ نبوی سے اذان و اقامت کی آواز آیا کرتی تھی۔ سعید بن مسیب فرماتے ہیں جب بھی نماز کا وقت آیا اذان کی آواز سنائی دیتی تھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں ایک سرخ ٹیلے کے نزدیک سے گذرا اور حضرت موسیٰ کو دیکھا۔ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

## حضور امام الانبیاء ہیں

شب معراج جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس پہنچے تو وہاں تمام انبیاء کرام آپ کے استقبال کے لئے موجود تھے نماز کا وقت ہوا تو جب ریل امین نے اذان کہی اور حضور کو سند امامت کھڑا کر دیا۔ حضور امام ہوئے اور تمام انبیاء کرام مقتدری سب نے



کی اقتداء میں نماز ادا کی اور حضور کو امام الانبیاء ہونے کا شرف حاصل ہوا۔  
شبِ معراج انبیاء کرام سے حضور کی ملاقات بھی ہوئی اور انبیاء کرام  
نے حضور کی عظمت کے خطبے بھی ارشاد فرمائے۔ جو اس امر کی دلیل ہیں کہ انبیاء  
کرام پر ایک آن کے لئے موت طاری ہوتی ہے اور اس کے بعد پھر ان کی وہی حیات  
جسمانی ہے۔

## زندہ رسولؐ

امام احمد اپنی مسند میں اس حدیث کو روایت کرتے ہیں کہ ایک  
روز مروان روضہ اقدس پر حاضر ہوا دیکھا کہ ایک شخص حضور علیہ السلام  
کے روضہ مبارک پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہے کہنے لگا تم جانتے ہو  
یہ کیا کر رہے ہو۔ وہ شخص حضرت ابوالیوب انصاری تھے۔ انہوں نے  
مروان کی بات سن کر فوراً جواب دیا۔ میں حضور نبی کریم کی خدمت میں  
آیا ہوں کسی تھپڑ کے پاس تو نہیں آیا۔

سبحان اللہ کیسا پیارا اور کتنا مدلل جواب ہے۔ حضرت ابوالیوب  
انصاری فرماتے ہیں کہ روضہ اقدس پر حاضری حضور کی خدمت میں حاضری  
کے مترادف ہے کیونکہ حضور زندہ ہیں اور آپ کو وہی حیات جسمانی حاصل  
ہے۔

اس لئے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینے میں حاضر ہونے  
والے کو یہ کہنا مکروہ ہے کہ میں نے قبر نبیؐ کی زیارت کی۔ بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ  
میں نے حضور نبی کریم کی زیارت کی کیونکہ حضور اب بھی اپنی حقیقی دنیاوی  
جسمانی حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور اپنے تمام اعلیٰ و ارفع میں جلوہ فرما ہیں  
حجاب ہماری طرف سے ہے وہ تو سورج ہیں اور اپنی نوری شعاعوں سے عالم کو روشنی  
پہنچا رہے ہیں۔  
(ماخوذ روح ایمان)



## سُلطان نور الدین زنگی

سلطان نور الدین زنگی ولد عماد الدین زنگی ایک درویش صفت حاکم تھا۔ چھ ماہ حلب کو دار الخلافہ بنایا کرتا تھا اور چھ ماہ دمشق میں تیار کرتا تھا۔ ایک بار حج کے موقعہ پر نور الدین زنگی نے خواجہ عثمان ہارونیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں شامل ہو گیا۔

جب خواجہ عثمانؒ حج کے لئے ہزاروں سے مکہ معظمہ تشریف لائے تھے تو ان کے ہمراہ خواجہ عثمان ہارونیؒ کے مرید خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ بھی موجود تھے خواجہ معین الدین حسن چشتی بعد میں اجمیر شریف ہندوستان تشریف لے آئے تھے۔

ادراجمیر ہی میں خواجہ صاحب کا وصال ہوا اس لحاظ سے خواجہ خواجگان سلطان ہند معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری سلطان نور الدین زنگی کے پیر بھائی تھے۔

(نوٹ ۱) خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ سے متعلق مزید اس مضمون کے آخر میں انشاء اللہ تحریر کر دوں گا۔

خواجہ عثمان ہارونیؒ کا سلسلہ طریقت اور شجرہ شریف یوں ہے۔  
 خواجہ عثمان ہارونیؒ - خواجہ حاجی محمد شریف زندانیؒ - خواجہ محمد زود چشتیؒ  
 خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی سمرندیؒ - خواجہ محمد زاہد چشتیؒ - خواجہ  
 ابو احمد چشتیؒ - خواجہ ابواسحاق شامی چشتی سالار چشتیانؒ - خواجہ  
 علو حمشاد دنیوریؒ - خواجہ شیخ امین الدینؒ - خواجہ بوہمیرہ بصریؒ -  
 خواجہ سعید الدینؒ - المعروف خلیفۃ المرشیؒ - حضرت سلطان ابراہیمؒ



شیخ ابوالفیضؒ - خواجہ فیصل عیاضؒ - شیخ ابوالفضلؒ - خواجہ عبدالواحد  
 بن زیدؒ - خواجہ حسن بصریؒ - حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ - سرور کائنات نخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ  
 علیہ وسلم -

## دینی درس گاہ

سلطان نور الدین زنگی نے مصر میں ایک دینی مدرسہ بھی قائم کیا  
 تھا جو آج کل جامع ازہر قاہرہ کے نام سے مشہور ہے اور اسلامی دنیا  
 کا سب سے بڑا دارالعلوم ہے -

## القرآن

نماز - مسجد کی زینت اور آبادی ہے مسجدیں وہی  
 آباد کرتے ہیں جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے۔  
 اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور خدا کے سوا کسی  
 سے نہ ڈرے بے شک وہ راہ پانے والوں میں  
 سے ہوں گے۔



## حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد مبارک کو نعوذ باللہ چوری کرنے کی ناکام کوشش

انگلستان کے بادشاہ رچرڈ شیردل نے انگلستان - فرانس، اسپین اور جرمنی کے چیدہ چیدہ پارلیوں کو اکٹھا کیا اور اس اجلاس میں رچرڈ نے یوں تقریر کی۔

اے کلیسا کے محافظو۔ چار سال قبل جب میں نے آپ لوگوں سے خطاب کیا تھا تو یہ تجویز پائی تھی کہ دین محمدی کو نیست و نابود کرنے کے لئے دنیائے اسلام میں جتنے قلمی نسخے قرآن کے ہیں وہ خرید لئے جائیں اور انھیں جلا دیا جائے۔ نہ ہی مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن باقی رہے گی نہ ہی ان کا دین ترقی پذیر ہو سکے گا۔ لہذا ہمارے نمائندوں نے ترکی اور مصر میں ہزاروں قرآنی نسخے خریدے اور بعد میں ان کو جلا دیا۔ لیکن بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے ایک طبقہ نے قرآن پاک کو حفظ کیا، ہوا ہے اس طبقہ کو حفاظ کرام کہا جاتا ہے اگر کوئی نسخہ گم ہو جائے یا چوری ہو جائے تو یہ قرآن کے حافظ اپنے کاتبوں سے دوبارہ قرآن شریف لکھوا دیتے ہیں درپہر نئے نسخے تیار ہو جاتے ہیں۔

ہمارے نمائندے جو اسلامی ببادہ میں قرآنی نسخے خرید رہے



تھے اور پھر جلا دیا کرتے تھے اور جن کو ہم نے ایک لاکھ پونڈ دے کر اسلامی ممالک میں بھیجا تھا کافی روپیہ ضائع کر کے انگلستان آگئے اور ہماری یہ اسکیم بڑی طرح ناکام ہو گئی۔

### ایسا ہم نے

نرالی اسکیم ۲۔ سوچی ہے اس اسکیم کو میں آپ کے سامنے پیش کرنے سے پہلے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ آج کل سلطان نور الدین زنگی مسلمانوں کا بادشاہ یا خلیفہ ہے مصر میں اس کا گورنر صلاح الدین ایوبی نامی آنکھوں میں خاک ڈال کر اسے دھوکا دے کر اور جامع ازہر قاہرہ کے صدر مدرس رپرنسپل کو چکمہ دے کر دونوں جوان عیسائی پادری مسلمانوں کے لبادہ میں قرآن اور حدیث کی تعلیم کے لئے قاہرہ بھیجیں گے جب عربی علوم و فنون دیاں سے سیکھ لیں گے۔

تو ہم دونوں کو مسلمانوں کے شہر مدینہ۔ علماء اور صوفیاء کے لباس میں بھجی دیں گے۔ دن کو یہ دونوں حضرات اللہ اللہ کی تسبیح کیا کریں گے قرآن پڑھا کریں گے اور رات کو یہ دونوں مسلمانوں کے پیغمبر کی قبر کی جانب سرنگ کھودا کریں گے۔

مسجد نبوی کے ساتھ ہی کوئی مکان کرایہ پر لے لیا جائے گا یا خرید لیا جائے گا اس مکان میں یہ دونوں عبادات کیا کریں گے جب سرنگ مکمل ہو جائے گی تو یہ دونوں حضرات مسلمانوں کے پیغمبر اسلام کی میت وہاں سے چرا کر انگلستان لے آئیں گے پھر ہم تمام دنیا کو بتائیں گے کہ پیغمبر اسلام کی میت انگلستان پہنچ گئی ہے۔

اس طرح اسلام کو سخت ضعف پہنچے گا اور لاکھوں کروڑوں مسلمان عیسائی مذہب اختیار کر لیں گے۔ ایک عیسائی نے سوال کیا کیا مسلمانوں کے



پنجمی کی میت اب وقت تک صحیح سلامت ہوگی ان کو تو وفات پائے ہوئے  
پانچ سو سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے میت سلامت رہ ہی نہیں سکتی۔

رچرڈ نے جواب دیا۔ انبیاء کی میت (DEADBODIES)

کو مٹی یا دیمک یا دیگر خبثات الارض نہیں کھاتے وہ محفوظ رہتی ہے۔

پادری نے کہا۔ جب تم محمد کو نبی مانتے ہو تو بادشاہ سلامت گستاخی  
مخاف آپ عیسائی کیسے رہے آپ تو عیسائیت سے نکل گئے آپ تو مسلمان  
ہو گئے۔ رچرڈ نے کہا نہیں میں دل سے انھیں نہیں مانتا۔ میں یسوع مسیح  
کو آخری نبی مانتا ہوں۔ یہودی موسیٰ کو آخری نبی مانتے ہیں۔ عیسائی  
عیسیٰ کو آخری نبی مانتے ہیں۔ مسلمان محمد کو آخری نبی مانتے ہیں  
تم اس بحث میں مت پڑو مجھے اپنی اسکیم عمل کو چلانے دو۔

مسلمانوں کے پنجمی کی میت انگلستان آجائے گی تم تماشہ دیکھتے  
رہو کیا بنتا ہے۔ میں تمام پادریوں سے گزارش کروں گا کہ اس اسکیم  
کو انتہائی خفیہ رکھیں تاکہ سلطان نور الدین زنگی یا صلاح الدین ایوبی  
گورنر مصر اور گورنر مدینہ کو علم نہ ہو۔

اب میں آپ کے سامنے ان دونوں جہادوں کو پیش کر دوں گا جو مسلمانوں  
کا لہادہ میں جامع ازہر قاہرہ دمصر بھجے جا رہے ہیں برائے حصول عربی  
علوم و فنون تم اس کے بعد ان کو مدینہ کی طرف روانہ کر دیا جائے گا۔

اس واقعہ کے چار سال بعد

ان دونوں عیسائیوں نے مسلمان صوفیاء کا لباس پہن کر مدینہ شریف  
میں ایک مکان روضہ نبوی کے بالکل قریب خرید لیا اور وہاں بیٹھ کر دن  
کو اللہ اللہ کرنے لگے اور رات کو سرنگ کھودنی شروع کر دی۔ سرنگ



کی سٹی یہ لوگ بوری میں ڈال کر باہر پھینک آتے تھے۔

## سلطان نورالدین زنگی

تازہ تازہ ہی حلب سے دمشق پہنچے تھے کہ ایک رات سردر کائنات  
فخر موجودات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سلطان نورالدین زنگی کو خواب  
میں ملے اور فرمایا۔

نورالدین یہ کتے مجھے تنگ کر رہے ہیں ان کی تلاش کر اور انھیں سزا  
دے ان دونوں عیسائیوں کی شکلیں بھی خواب میں نورالدین کو دکھا دیں۔  
نورالدین زنگی جب صبح بیدار ہوا تو وہ سمجھ نہ سکا اور اپنے وزیر کو طلب  
کیا اور ان کی خدمت میں سردر کائنات کی خواب میں زیارت کا قصہ  
پیش کیا وزیر نے کہا فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ نبی اکرم کا چہرہ مبارک  
خواب میں دیکھنا مبارک ہو۔ چنانچہ نورالدین زنگی مطمئن ہو گیا۔

## دوسری رات

دوبارہ نبی اکرم خواب میں تشریف لائے اور فرمایا ان دو خبیث  
آدمیوں کی تلاش کر۔ خواجہ عثمان ہارونی جیسے کامل درویش کا مرید  
ہو کر بھی یہ بات تیری سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں  
نورالدین زنگی نے صبح اپنے وزراء کو پھر بلا یا اور مشورہ کہنا  
انہوں نے رائے دی کہ حضور سردر کائنات نے اس بات کی طرف  
اشارہ کیا ہے کہ تمہارے مرشد خواجہ عثمان ہارونی؟ ایک کامل درویش  
ہیں وغیرہ وغیرہ نبی اکرم کی دوبارہ خواب میں زیارت بہت بہت



مبارک ہو۔ سلطان نورالدین زنگی پھر مطمئن ہو گیا۔

## تیسری رات

پھر حضور سرور کائنات خواب میں تشریف لائے اور فرمایا۔ نورالدین میں تم سے آخری بار کہتا ہوں کہ ان دو خبیث انسانوں کو فوراً تلاش کر دو دن سے میں تمہیں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ بات تمہاری سبجھ میں کیوں نہیں آتی ہے اگر تم نے یہ کام نہیں کیا تو میں یہ کام کسی اور کے سپرد کر دوں گا۔ مدینہ منورہ پہنچ کر تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ قصہ کیا ہے۔ صبح اٹھتے ہی نورالدین زنگی نے اپنے وزیر اعلیٰ جمال الدین کو بلا یا اور کہا میرے ساتھ بیس خدام اور پچاس سپاہی گھوڑوں پر فوراً تیار ہو کر مدینہ شریف چلیں اب مشورہ لینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ مجھے دو مجرموں کی شکل خواب میں دکھادی گئی ہے مجھے ان دونوں مجرموں کو پکڑنا ہے۔ دونوں مجرم باریش سفید رنگ اور نیلی آنکھوں والے ہیں۔ مجھے ان کا جرم نہیں بتایا گیا ہے مگر مجھے ہر صورت میں مدینہ منورہ پہنچ کر دو خبیثوں کو پکڑنا ہے۔

## روانگی

یہ قافلہ دن رات سفر کرتا رہا اور سات روز کے بعد مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ سلطان نورالدین زنگی کی اچانک آمد پر گورنر مدینہ حیران رہ گیا کیونکہ ماضی میں زنگی ہمیشہ اطلاع دے کر مدینہ شریف آیا کرتا تھا اور اب بغیر اطلاع کے سلطان کی آمد سے مدینہ شریف کے



حکام پریشان حیران ہوئے۔

سلطان نورالدین زنگی کے حکم سے مدینہ شریف میں ڈھنڈورا  
پٹوایا گیا کہ بعد نماز فجر کل تمام بالغ مرد ساکنان مدینہ ۲۰۰  
کی قطار میں بادشاہ کے سامنے سے گزریں ہر جوڑے کو ایک ایک  
اشرفی بطور شاہی عنایات خسروی دی جائے گی عورتیں اور بچے  
نہ آئیں۔

چنانچہ باشندگان مدینہ منورہ سلطان نورالدین زنگی کے  
سامنے ڈھنڈورا ہو کر گزرنے لگے اور اشرفیاں تقسیم ہوتی رہیں۔  
طلائی دینار تختہ اور ہدیت ہر جوڑے کو ملتے رہے۔ سلطان  
نورالدین زنگی طلائی دینار تقسیم کرتے وقت ہر جوڑے کو  
گہری نظر سے دیکھتا

گورنر مدینہ اور دیگر حکام شہر بھی سخت حیران تھے کہ نورالدین  
کو کیا ہو گیا ہے جب تمام بالغ افراد گزر گئے تو سلطان نورالدین  
زنگی نے گورنر مدینہ سے پوچھا کہ اب کوئی مرد باقی تو نہیں رہ گیا ہے  
گورنر مدینہ نے جواب دیا کہ تمام آبادی مردوں کی گزر چکی ہے سوائے  
مستورات اور بچوں کے کوئی باقی نہیں رہا ہے۔

ایک مقامی سپاہی بولا حضور والا صرف ڈونیک متقی پر سگاہ  
صوفی منش ترکی کے مسلمان باشندے رہ گئے ہیں۔ وہ مسجد  
بنوی کے ساتھ ہی رہائش پذیر ہیں۔ کسی سے کچھ نہیں لیتے ہیں۔  
شب و روز عبادت میں مشغول رہتے ہیں اکثر درود شریف کا ورد  
کرتے رہتے ہیں اس لئے وہ حاضر نہیں ہوئے۔



سلطان نورالدین زنگی نے ان دونوں کو بھی بلا لے کا حکم دیا جب وہ آئے تو سلطان نے ایک نظر میں دونوں کو پہچان لیا کہ یہ دونوں وہی ہیں جن کی شکلیں حضور سرور کائنات فخر موجودات نے خواب میں دکھلائی تھیں۔

بادشاہ نے ان سے دریافت کیا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم ترک باشندے ہیں۔ یہاں حج کرنے آئے تھے۔ حج کی سعادت کے حصول کے بعد مدینہ طیبہ زیارت نبوی کو حاضر ہوئے اور حضور پر نور کے پروس میں رہائش کی تمنا اور شوق نے ہمیں یہیں کا کر دیا۔

سلطان نورالدین ان کو ان ہی کے ڈیرہ مسکن پر لے گیا۔ بہت تلاش و تجسس کی مگر وہاں سوائے دو عدد نسخہ جات قرآن پاک اور چار احادیث کی قلمی کتب کے اور کچھ بھی دستیاب نہیں ہوا۔ کوئی مشتبہ چیز ایسی نظر نہ آئی جو کہ خواب کے مضمون کی تائید کرتی ہو۔ بادشاہ بہت ہی پریشان و متفکر ہوا۔

## سفارتش

ادھر اہالیانِ مدینہ منورہ دونوں درویشوں کی رہائی کی سفارش کے لئے ڈنڈہ زار کی تعداد میں جمع ہو گئے یہ سب ان حضرات کے مرید تھے۔ کہنے لگے کہ یہ دونوں اصحاب نیک اور بزرگ ہیں۔ دونوں درویش اکثر روزہ رکھتے ہیں روزانہ بقیع میں زیارت کو جاتے ہیں۔ اس سال قحط کے دوران اہالیانِ مدینہ کی دامے درمے سخنے امداد بھی



کر چکے ہیں۔ کسی سے کچھ نہیں لیتے بلکہ تقامی باشندوں کی وقتاً  
وقتاً مالی امداد بھی کرتے رہتے ہیں۔

## سلطان نور الدین زنگی

بہت متفکر ہو گیا اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اسی جگہ پر نفل  
پڑھنے کے لئے جاؤ نماز پر بیٹھ گیا۔ نفلوں کے بعد اس نے دعائے مانگی  
اے میرے پروردگار میری مشکل حل کر۔

حضور سرور کائنات نے خواب میں ان دونوں کی تلاش اور گرفتاری  
کا حکم دیا تھا۔ لیکن یہاں ان کا جرم ثابت نہیں ہوتا ہے۔

معاذ خواجہ عثمان ہارونی کا ہاتھ اس کمرے کے کونے میں نظر آیا اور اس  
ہاتھ نے اشارہ جاؤ نماز کی طرف کیا۔ جہاں نور الدین زنگی نے نفل  
پڑھے تھے یہ مصلیٰ ایک بورسے پر پڑ بچھا تھا۔ بورسے کو اٹھایا تو اس کے نیچے  
ایک تھپر تھا جب اس تھپر کو اٹھایا گیا تو ایک سرنگ نمودار ہوئی جو کہ  
بہت گہری کھدی ہوئی تھی۔ اور بڑی دُور تک چلی گئی تھی۔

سلطان نور الدین زنگی تمام معاملہ بھانپ گیا۔ دونوں ملعونوں پر  
جب سختی کی گئی تو انہوں نے تمام سازش کا انکشاف کر دیا۔ کہ انہیں  
شاہ انگلستان نے اس مذہب کا کام پر مامور کیا تھا۔

سلطان نور الدین زنگی نے ان دونوں ملعونوں کو اپنے ہاتھ سے  
اپنی تلوار سے داخل جہنم کیا۔ اور بعد میں ان کی منجوس لاشوں کو  
جلا کر خاک تر کر دیا۔



## بنیادیں

اس کے بعد سلطان نور الدین زنگی مدینہ منورہ میں پانچ ماہ قیام پذیر رہا۔ حجرہ پاکِ روضہ اقدس کے گرد سلطان نے گہری بنیادیں کھدوائیں پھر لوہا سیسہ اور تانبہ بگھلو کر بنیادیں سطح زمین تک بھر دی گئیں۔ تاکہ ملعونوں کو پھر کبھی ایسی جسارت نہ ہو اور نہ ہی روضہ نبوی تک رسائی کا خواب دیکھیں۔

## دیدار

جب پانچ ماہ کے بعد نور الدین زنگی مدینہ سے حلب پہنچا تو حضورِ سرور کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ددمنٹ دیدار دیکر شاباش دی اور فرمایا۔ نور الدین تو داعیِ خواجہ عثمان ہاروتی کا سچا مرید ہے اور صالح سلطان ہے ہم تم سے بہت خوش ہیں۔

چنانچہ اس طرح اس مذہب کو شش اسکیم کا خاتمہ ہوا اس کے بعد پھر کسی ملعون کو اس قسم کی جسارت کی دوبارہ جرأت نہ ہوتی۔

اس کے بعد بھی نور الدین اکثر روتا رہتا اور کہا کرتا کہ میری خوش قسمتی کہ حضورِ سرور کائنات نے اس خدمتِ جلیلہ کے لئے مجھ جیسے گنہگار اور عاصی کو منتخب کیا۔

۱۱۵۴ء میں سلطان نور الدین زنگی کا دصال ہوا ان کے



بعد صلاح الدین ایوبی گورنر مصر نے نظام سلطنت سنبھالا۔  
 اس واقعہ کے پندرہ بیس سال بعد سلطان صلاح الدین  
 ایوبی نے صلیبی جنگیں لڑیں اور چرڈ کو شکست دی۔  
 سلطان صلاح الدین ایوبی نے ۵ اکتوبر ۱۱۸۷ء کو بیت المقدس  
 فتح کر لیا تھا۔

## القرآن

نماز: بے حیائیوں اور بدکارپول سے روکتی ہے۔  
 نماز: رب عزوجل سے کلام کا شرف دلاتی ہے۔

نماز فرض کی تکمیل وہ جو کرتے ہیں!

وہ اپنا دامن دل رحمتوں سے بھرتے ہیں

نظر کی یاد دہی



## حقیقت

بعض حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اہل قبور کوئی بات نہیں سن سکتے حالانکہ احادیث میں کثرت سے اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ جب تم قبروں پر جا کر السلام علیکم یا اہل القبور کہتے ہو تو وہ وعلیکم السلام کہتے ہیں اور جب تم ان کے لئے دعا و مغفرت کرتے ہو تو وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں اور اگر تمہاری حالت اچھی ہے تو تمہارے والدین اور رشتہ دار جو مر چکے ہیں خوش ہوتے ہیں اور اگر تمہاری حالت بری ہوتی ہے تو وہ مغموم ہوتے ہیں۔

اگر مردے سن نہیں سکتے تو پھر سلام کا جواب سلام اور دعا کا جواب دعا میں کیسے دیتے ہیں۔ یہ تو عوام مردوں کی بات ہے لیکن وہ خاصانِ خدا اور اہل اللہ جو اس دنیاوی زندگی میں حدیثِ قدسی بصبغی فی لیسع بنی سبطش کے مطابق اللہ کی قوت سے دیکھتے ہیں اور اللہ کی قوت سے سنتے ہیں اور اللہ کے قوت سے چلتے ہیں تو ان کے لئے تو بدرجہ اولیٰ اور بدرجہ اتم بعد مرگ لوگوں کی باتیں سننے کی توفیق ہونی چاہئے جب عوام سن سکتے ہیں تو خواص کیوں نہیں سن سکتے۔

دوسری بات یہ ہے انسان جب مرنا ہے تو اس کا جسم مرجاتا ہے روح زندہ رہتی ہے اس لئے جب اہل قبور سے کوئی بات کی جاتی ہے تو ان کی روح سن کر جواب دیتی ہے اور ہمارے لئے دعا کرتی ہے۔ بلکہ ان کا تصرف اس قدر بڑھا ہوا ہوتا ہے کہ وہ آپ



کے کاموں میں بھی امداد کرتے ہیں۔

قرآن کریم میں شہداء کو مردہ کہنے کی سخت ممانعت آئی ہے جب شہداء زندہ ہیں تو صدیقین یعنی اولیاء اللہ اور انبیاء علیہ السلام بھی زندہ ہیں بلکہ بدرجہ اتم زندہ ہیں کیونکہ قرآن مجید میں ان کے مراتب اس ترتیب سے بتائے گئے ہیں: **مَلَاَیَا ذٰلِکَ لَقِیْنَا وَ الشَّہِدَآءَ وَ الصَّٰلِحِیْنَ**۔

اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا مرتبہ شہداء سے زیادہ بلند ہے جب شہید زندہ ہیں تو انبیاء اور اولیاء کرام ان سے بھی زیادہ زندہ ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا ہے۔

**اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا یَسُوْذُوْنَ بِمَیْتٍ قَتَلُوْنَ مِنْ دَارِ اِلٰہِ**۔  
یعنی اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں۔

## ایک نکتہ

یہاں ایک نکتہ بیان کرنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ روح زندہ رہتی ہے اور مرنے کے بعد عالم برزخ یا عالم ارواح میں موجود رہتی ہے عالم ارواح میں نہ زمین ہے نہ آسمان، نہ سورج، نہ زمان، یاد رہے کہ زمان اور مکان اس وقت وجود میں آئے جب زمین اور سورج پیدا ہوئے سورج کی رفتار سے وقت یعنی سال، ماہ، دن اور گھنٹے وجود میں آئے اور زمین کے پیدا ہونے کے ساتھ مکان وجود میں آیا۔ زمین اور



آسمان پیدا ہونے سے پہلے نہ وقت تھا نہ زمان نہ مکان۔ بلکہ لا محدودیت  
 تھی۔ اس طرح کائنات کے فنا ہو جانے کے بعد بھی وقت  
 زمان و مکان ختم ہو جائیں گے اور لا محدودیت رہ جائیگی۔  
 چنانچہ جب کوئی آدمی فوت ہوتا ہے تو اس کی روح عالم ارواح  
 میں موجود ہوتی ہے۔ جہاں نہ کوئی زمان ہے نہ مکان، بس لا محدودیت  
 قائم ہے چونکہ روحیں مکان و زمان کی قید سے آزاد ہیں اس لئے  
 وہ ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہوتی ہے۔

## الحديث

نماز قبر کی ظلمت کو خور سے بدلتی ہے۔

نماز وزن اعمال کے وقت نمازی کی حجت ہے

نماز پڑھنے سے تکمیل زندگی ہوگی

اسی سے قبر مسلمان میں روشنی ہوگی

(نظر اکبر آبادی)



## بزرگانِ خدا پرست کی چار قسمیں

اول :- صاحبِ سلوک جو ریاضت و عبادت و ہدایت میں مصروف رہتے ہیں اور یہ ہی بزرگ صاحبِ خدمت ہوتے ہیں۔ ان کی توجہ اور انتظامِ ظاہری سے دنیا کا انتظام ہے اور سلوک کو شش کا نام ہے۔

دوئم :- مجذوب جو صرف کششِ باطنی سے خدا کی طرف اس درجہ پہنچ گئے کہ ان کی توجہ کسی غیر و شر کی طرف نہیں اس واسطے اس درجہ کو عظیم یعنی بانجھ عورت کی طرح کہا ہے۔

سوئم :- سالک مجذوب اعلیٰ ترین درجہ ہے کیونکہ بعد تکمیل تمام مدارجِ سلوک ایسی معتدل کیفیت جذب پیدا ہو جاتی ہے جس سے عالم فیضیاب ہو سکتا ہے۔

چہارم :- مجذوب سالک جن کو اول ایک کشش اور بے خودی تھی مگر بعد تھوڑے دن کے وہ خودی میں آ جاتے ہیں اور وہ کیفیت جاتی رہتی ہے۔

اب یہاں پر کچھ کیفیت چاروں طبقہ حضرات صوفیہ کی بھی جاننا ضروری ہے کیونکہ اکثر لوگ نا فہمی سے ایک کو ترجیح دوسرے پر طنز کر دیتے ہیں اور یہ امر طالب کو نقصان دیتا ہے۔

حضراتِ قادریہ کے یہاں آئینہ دل کو جلا دینا اور صاف



کرنا اور نفس کا وجود خاک کر دینا ہے۔ ایک شیطان انسان کے ساتھ ہے اس کا کام یہ ہے کہ ہر وقت بُرائی کے خیالات دل میں ڈالتا ہے جس طرح بد آدمی کی صحبت میں اس کے بُرے خیال دل میں اثر کرتے ہیں۔ اور دوسرا انسان میں ذاتی عیب ہے جس کو خواہش کہتے ہیں۔ خواہ نیک ہو یا بد مگر بدی کی خواہش کا مددگار شیطان موجود ہے اس لئے اکثر یہ غالب رہتی ہے لہذا شیطان تو لا حول و غیرہ سے بھاگتا ہے مگر نفس علیحدہ نہیں ہو سکتا اس واسطے انسان دہوکے میں رہتا ہے اور مدتوں باوجود نیک کام کرنے کے اپنی بُرائی سے خود واقف نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ کوئی دوسرا واقف ہو۔ اس نفس کو قابو میں لانا بہت مشکل ہے۔ شیطان سے بچنا آسان ہے مگر یہ حضرت انسان کے جزو حقیقت ہیں مرتے وقت تک ان کا داؤ چلتا ہے تو کام کر جاتے ہیں۔ اور ان کا اثر دل میں اس طرح ہے جیسے پتھر پر پیکر کر دیتے ہیں۔ اور شیطان کا اثر مثل ہوا کے ہے کہ کبھی اثر کرتا ہے اور کبھی اثر نہیں کرتا ہے۔ لہذا نفس کو خاک میں ملانا ایک نہایت مشکل درجہ ہے جو بڑے بڑے بزرگوں میں بجز توفیقِ الہی صرف تقدس اور عبادت سے ناممکن ہے اس واسطے اس طریقہ میں سب درزشوں پر اس درزش کو مقدم رکھا ہے۔

اور حضراتِ قادر یہ کا یہ خیال ہے کہ جب آئینہ صاف ہو گیا اور نفس کی سیاہی جاتی رہی تو پھر کونین کا جلوہ بمقتضائے



دل میں اسرارِ خدائی کے نہاں رکھتے ہیں  
ایک غنجہ میں طلسمِ دو جہاں رکھتے ہیں

حضراتِ چہشت :- اہل بہشت کے یہاں قوتِ عشقیہ الہیہ  
کو بڑھانا مقصدِ اصل ہے۔ لہذا ابتداً ان چیزوں سے اس قوت  
کو بھڑکاتے ہیں جو ظاہری فطرتاً روح کو مرغوب ہیں جیسے سماع  
و جمال و ذکرِ جہری و ضرب اللہ وغیرہ۔

آخر میں قوتِ عشقیہ بھڑک کر سوائے معشوق کے سب چیزوں  
کو بھلا دیتی ہے اور بجز فنا فی اللہ اور کچھ باقی نہیں رہتا اور یہی اصلی  
غرض انسانِ کامل ہونے سے ہے اور ان کا یہ خیال ہے کہ جب عشق  
حاصل ہو گیا تو حضوری و انکساری و تقرب اور صفائی وغیرہ سب  
کچھ حاصل ہو گیا۔

حضراتِ نقشبندیہ عالیہ کے یہاں حضوری قوتِ فکر یہ اور صحت

خیال اور نقشِ درنگِ محبوب کا جھانا مقصودِ اصل ہے۔ لہذا مراقبہ  
و مکاشفہ و خاموشی و اذکارِ خفیہ وغیرہ سے اس قوت کو جلاتے  
ہیں اور بھڑکانے والی چیزیں مثل سماع و اذکارِ جہریہ وغیرہ سے  
پرہیز کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ جب صورتِ حضوری جم جاتی  
ہے تو فنا و بقا و عشق سب کچھ حاصل ہو گیا۔ اور یہی اصلی غرض  
انسانِ کامل ہونے سے ہے۔



حضرات سہروردیہ کے یہاں ریاضت و مجاہدات جسمیہ اور غلبہ سنت نبویہ سے جمال الہی کا مشاہدہ ہو کر درجہ مزاج پر پہنچنا چاہئے جو انتہائے درجہ تقرب رسول علیہ السلام ہے اور یہ ہی مقصد انسان کا ہے۔

### توجہ طلب

ان چہار طبقات پر غور کیا جائے تو صرف مادہ کا فرق ہے یعنی طالب میں اگر قوت عشقیہ غالب ہے تو اسی ورزش سے رسائی آسان ہوگی اور جس میں انکسار اور تحمل مشقت اور ثبات و قرار کا مادہ ہوگا وہ اسی طریقہ سے کامیاب ہو جائے گا۔ اسی واسطے قانون قدرت نے مزاج بھی دموں صغراوی و بلغمی سوداوی بنائے ہیں جو ہر ایک کا اثر اور خاصہ جدا ہے یا یوں کہا جائے کہ جشتیہ قادریہ صغراوی دموں مزاج ہیں اور نقت بندیہ و سہروردیہ بلغمی و سوداوی مزاج رکھتے ہیں اور ہر چہار وجود انسان کے لئے ضروری ہیں۔

اور مولانا محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مراد آیتہ قرآن میں کہ ہم زمین پر انسان کو اپنا خلیفہ کریں گے۔ یہ ہے کہ انتظام عالم اس فرد سے وابستہ رہے گا۔ چنانچہ غوث و قطب و ابدال وغیرہ اس عہد پر مامور ہیں۔

(ماخذ: اسرار علانیہ -)

(مصنف: جناب مولانا مولوی المفتی الیہ محمد اعظم شاہ صاحب)



## ولایت کے متعلق عقائد

ولایت : ایک قرب خاص ہے جو رب تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے خاص برگزیدہ بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

ولایت عبادت و ریاضت کے زور سے حاصل نہیں کی جاسکتی یہ محض رب کی رضا پر منحصر ہے البتہ اعمال صالحہ ذریعہ ثابت ہو سکتے ہیں بعض کو ولایت مال کے پیٹ ہی میں مل جاتی ہے۔

عقیدہ ۲۔ امت میں سب سے زیادہ معرفت و قرب الہی حضرت صدیق اکبر کو پھر فاروق اعظم، پھر ذوالنورین پھر مولا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو درجہ بدرجہ حاصل ہے۔

ہاں مرتبہ تکمیل پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جانب کمالات نبوت شیخین کو فرمایا اور جانب کمالات ولایت حضرت مولا مشکل کشاکش کو تو جملہ اولیاء نے مابعد مولا علی کرم اللہ وجہہ کے گھر سے یہ نعمت پائی ہے اور سب انہیں کے دست نگر تھے اور ہیں اور رہیں گے۔

عقیدہ ۳۔ طریقت منافی شریعت نہیں وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے بعض جاہل صوفیا کہہ تے ہیں کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے یہ سراسر گمراہی ہے اس طرح خود کو شریعت سے آزاد سمجھنا کھلا ہوا کفر و الحاد ہے۔

عقیدہ ۴۔ کوئی دلی کیسا ہی عظیم ہوا حکام شرعیہ کی پابندی



سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ بعض سر پھرے جو یہ بکدیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے راستہ کی چاہت ان کو جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں۔ ہم تو پہنچ گئے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا جواب دیا کہ بے شک پہنچے مگر کہاں؟

جہنم کو۔ البتہ مجذوبیت کی عقل زائل ہو گئی ہو تو اور بابت ہے مگر پھر بھی مجذوب شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔

عقیدہ ۲۔ اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی طاقت دی ہے اس میں جو اصحاب خدمت ہیں ان کو تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے وہ سیاہ سفید کے مختار بنا دیئے جاتے ہیں یہ حضرات بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب ہوتے ہیں ان کو سارے اختیارات و تصرفات حضور کی نیابت ہی میں ملتے ہیں اس سے علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں ان میں بہت سے ہاکان و ہایکون۔ اور تمام لوح محفوظ پر مطلع ہوتے ہیں۔

عقیدہ ۲۔ کرامت اولیاء حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔

مردے زندہ کرنا۔ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا۔ مغرب سے مشرق تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا غرض تمام خوارق عادات اولیاء سے ممکن ہیں۔ سوائے ان معجزات کے جن کی بابت دوسروں کے لئے ممانعت ثابت ہو چکی ہے۔

عقیدہ ۲۔ اولیاء اللہ سے مدد مانگنا محبوب ہے یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں۔ اولیاء اللہ کو فاعل حقیقی اور



فَاعِلِ مُسْتَقِلِّ جَانَايَ غَلَطٍ هِيَ مُسْلِمَانِ كَبْهَى اِيْسَا خِيَالِ نَهِيْسِ كَرْتَا۔  
 عَقِيْدَہ ۲۵۔ اَدِيَا رِ الشَّدْ كِي مَنَزَارَاتِ پَر حَاضِرِي بَا عَثِ بَرَكْتِ هِي۔  
 عَنْدَہ ۱۔ اَدِيَا، كَرَامِ اِنِي قَبْرُوں مِيں حَيَاتِ اَبَدِي كِي سَا تَحْ زَنْدَہ هِيں۔  
 اِس مِں سُو چِنِي سَمَجْھِنِي سُنِنِي اَوْر دِي كْھِنِي كِي صِلَا حِيْتِ پِھلِي سِي سِي بِيْتِ زِيَا دَہ  
 قُوْر ہُو جَا تِي هِي۔

عَقِيْدَہ ۲۵۔ اِنہِيں اِيصالِ ثَلَبِ كَر نَا مَہْمَايْتِ مُسْتَحْسِنِ اَوْر بَاہُوْتِ  
 حَسَنَاتِ و بَرَكَاتِ هِي جِسِي اَدبِ سِي ہَم نَذَرِ نِيَا زِ كِھْتِي هِيں مَخْصُوصًا  
 كِيَا رِہُوں شَرِيفِ كِي نَا تَحْ مَہْمَايْتِ عَظِيْمِ بَرَكَاتِ هِي۔  
 عَقِيْدَہ ۲۵۔ عَرَسِ اَدِيَا نِي كَرَامِ لِي عِنِي قُرْآنِ خَوَانِي و نَعْتِ خَوَانِي و عَطْ  
 اَوْر نَا تَحْ خَوَانِي مَہْمَايْتِ عَمْدَہ چِي نِيَزِيں هِيں۔

## الحديث

نِيَا زِ ہَمَارِي لِي سِ دَرَجِي بَلَنْدِي كَا مَوْجِبِ هِي۔  
 جُو شَخْصِ اِنِي كْھَرِيں و صَنُو و غَسْلِ كَر كِي مَرْغِ اَدَا  
 كَر تِي مَسْجِدِ مِيں جَا تَا ہِي تُو اِيكِ قَدَمِ پَر اِيكِ كِنَاہِ مَحْوِ  
 و تَا ہِي، دُوسَرِي قَدَمِ پَر اِيكِ دَرَجِي بَلَنْدِ ہُو تَا ہِي۔

(مسلم شریف)



# تذکرہ

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالقادر یکم رمضان المبارک ۷۳۶ھ کی شب بغداد کے قریب جیلان گیلان میں پیدا ہوئے۔ والد بزرگوار کا اسم گرامی ابوصالح اور لقب جنگی دوست تھا آپ کے والد کا یہ لقب اس بنا پر مشہور ہوا کہ راہ خدا میں جہاد کے لئے بے پناہ شہیدائی تھے آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مبارک فاطمہ اور کنیت ام الخیر تھی۔ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ وہ اپنی کنیت کی زندہ اور عظیم مثال تھیں۔ حضرت غوث الاعظم والدہ کی جانب سے حسنی سید ہیں اور والد کی جانب سے حسینی ہیں۔

والدہ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ شادی کے وقت ان کے والد نے اپنے داماد سے فرمایا میری یہ لڑکی پاؤں سے لنگڑی ہے ہاتھ سے لہج کاٹوں سے بہری اور آنکھوں سے اندھی ہے۔ لنگڑی کا مفہوم یہ ہے کہ اس نے آج تک گھر سے باہر قدم نہیں کھئے ہاتھوں سے لہج کے معنی یہ ہیں کہ اس نے ان سے آج تک کوئی خلاف شریعت کام نہیں کیا۔ کانوں سے بہری ہونے کا منشاء یہ ہے کہ اس نے ان سے کوئی بات خلاف حق نہیں کہی۔ اور آنکھوں سے اندھی اس لئے کہا کہ اس نے کبھی کسی نامحرم پر نظر نہیں ڈالی۔

ظاہر ہے کہ ایسی متقی خاتون ہی حضرت غوث الاعظم جیسے جلیل القدر کو جنم دے سکتی تھی۔

حضرت کے نانا عبد اللہ کا شمار نہ صرف جیلان کے رؤسا میں ہوتا تھا



بلکہ ان کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کے تذکرے جیلان کے بچہ بچہ کی زبان پر تھے چنانچہ ایسے متقی اور مایہ ناز بزرگوار کی صحبت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے آنکھ کھولی اور پرورش و تربیت پائی۔

یکم رمضان المبارک کو ولادت ہوئی تھی۔ لیکن پہلے دن سے روزوں کے اوقات میں کبھی شیر مادر تک نوش نہیں فرمایا۔

کمسنی میں قرآن مجید حفظ کیا اور علم تفسیر حدیث اور فقہ پر عبور حاصل کر لیا۔ علوم ظاہری سے فارغ ہوئے تو علوم باطنی کی معراج عطا ہوئی۔

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کو یہ کیسے علم ہوا کہ آپ ولی اللہ ہیں۔ جواب میں فرمایا میں دس برس کا تھا گھر سے مدرسہ جاتے وقت دیکھا کہ فرشتے میرے ساتھ چل رہے ہیں۔ پھر مدرسہ میں پہنچنے کے بعد وہ فرشتے دوسرے طلبہ سے کہنے لگے کہ ولی اللہ کے لئے جگہ دو۔ ایک دن مجھے ایسا شخص نظر آیا جسے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے ایک فرشتے سے معلوم کیا کہ یہ کون لڑکا ہے جس کی اتنی عزت کرتے ہو۔

اس نے جواب دیا کہ یہ ایک ولی اللہ ہے جو بہت بڑے مرتبہ کا مالک ہے اور طریقت میں یہ وہ شخصیت ہے جسے بغیر روک ٹوک کے نعمتیں عطا کی جا رہی ہیں۔ اور بغیر کسی حجت کے قرب الہی عنایت ہو رہا ہے اٹھارہ برس کی عمر میں جب آپ مزید تعلیم کے حصول کی خاطر بغداد روانہ ہوئے جو اس وقت علم کا مرکز تھا۔

بغداد میں آپ نے جن اساتذہ سے

یکتا سے



زمانہ تھے۔ ان میں حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو الخیر حماد  
شہرہ آفاق تھے۔ حضرت ابوسعید خدری سے بیعت کی اور خرقہ  
خلانت بھی پایا۔

آپ انہی زندگی کے متعلق خود بیان فرماتے ہیں کہ چالیس برس تک  
بخری نماز میں نے عشاء کے وضو سے ادا کی ہے۔ اور نپدرہ سال تک عشاء  
کی نماز کے بعد ایک قرآن شریف ختم کرتا رہا ہوں۔ اور گیارہ برس تک بزح بنداد کے  
اندراجات الہی میں مشغول رہا۔ غرض کہ مسلسل ۲۵ برس تک حیرتناک اور مشکل  
ترین مجاہدات کے بعد آپ کو سعادتِ عظمیٰ عطا ہوئی جس نے آپ  
کو غوثِ الاعظم بنا دیا۔

روایت ہے کہ مطابق ۱۶ سوال ۶۵ کو خواب میں رسالتِ مآب  
کی زیارت ہوئی۔

## آنحضرت نے فرمایا

عبدالقادر لوگوں کو اللہ کے راستے کی جانب دعوت دو۔ حضرت شیخ  
نے عرض کی یا رسول اللہ میں مجھی ہوں عرب کے علماء کے سامنے کیسے کلام کر سکوں  
گا۔ محبوب خدا نے اپنا لعابِ دہن ان کے منہ میں ڈالا اور فرمایا۔  
عبدالقادر جاؤ اور لوگوں کو اللہ کی راہ کی طرف دعوت دو۔

حضرت شیخ نے تبلیغ و وعظ کا آغاز اپنے پیر و مرشد حضرت  
ابوسعید خدری کے مدرسہ سے کیا۔ چند ایام ہی کے بعد سامعین میں  
بے پناہ اضافہ ہوا کہ جگہ ناکافی ہو گئی۔ قرب و جوار کے مکانات کو مدرسہ



میں شامل کر لیا گیا اور شرک پر بھی اجتماع کے باوجود ہزاروں افراد کو جگہ حاصل نہ ہوتی تھی۔ بعد ازاں شہر سے باہر عید گاہ میدان میں اجتماع کا اہتمام کیا گیا۔ جہاں سامعین کی تعداد ستر ہزار سے بھی تجاوز کر جا رہی تھی۔ ان میں عالم اسلام کے جید علماء و مشائخ بھی حضرت شیخ کے دعوے سے مستفید ہوتے تھے۔ یہ سلسلہ چالیس برس تک جاری رہا۔ اتنے وسیع اجتماع میں جبکہ لاؤڈ اسپیکر وغیرہ کا کوئی وجود نہ تھا آپ کی بلت اور شیریں آواز سے کوئی شخص بھی محروم نہ رہتا اور نہ وہاں بد نظمی کا کوئی واقعہ رونما ہوا۔ ان مجالس میں یہود اور نصاریٰ کی کثیر تعداد نے آپ کے ایمان اور روح پرور کلام سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا اور ہزاروں گناہ گاروں اور مجرموں نے اپنے گناہوں سے توبہ کر کے صالحین کی زندگی گزارنے کی بلکہ متعدد اولیاء کرام کے عظیم منصب پر فائز ہوئے آپ کی تقاریر نے عالم اسلام میں انقلاب برپا کر دیا۔

## کرامت

ایک مرتبہ دریائے دجلہ میں خوفناک سیلاب آیا بغداد کی آبادی غرق ہونے کے یقینی خطرہ سے دوچار تھی۔ آپ اس وقت ایک جماعت کے ہمراہ دریائے کنارے تشریف لائے اور وہاں اپنا عصا گاڑ دیا۔ اور فرمایا بس اسی جگہ ٹھہر جا۔ مشیتِ انبوی سے اسی ساعت سیلاب ختم ہو گیا اور دریا معمول کے مطابق بہنے لگا۔



ایک مرتبہ وعظ کے وقت سیاہ بادل چھا گئے اور طوفانی بارش  
 کسی بھی لمحہ شروع ہونے والی تھی جس کے خوف سے ستر ہزار کے  
 مجمع میں بھگدڑ کے آثار پیدا ہونے لگے تھے۔ آپ نے اسی ساعت  
 رب کریم کے حضور دعا کی۔ میں تیرے بندوں کو تیری جانب جمع کرتا ہوں  
 اور تو ان کو منتشر کرتا ہے اسی وقت آسمان بادلوں سے صاف  
 ہو گیا۔

## الحديث

سب سے افضل عمل اول وقت نماز پڑھنا ہے  
 نماز کا درجہ ایسا ہے جیسے سر کا درجہ بدن میں  
 نماز دل کا نور اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

نماز پڑھنے سے دل کو قرار آتا ہے  
 نماز پڑھنے سے رخ پر نکھار آتا ہے (نظر اکبر آبادی)



## مجاہدات حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت غوث پاک قطب عالم سید عبدالقادر جیلانی حنی حسینی  
اپنی مکتوب کرتبہ الوحدت میں فرماتے ہیں کہ حصول شرف بیعت  
توبہ کے میرے والد ماجد سید ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ ایک سال عالم  
حیات میں تشریف فرما رہے۔ بروز پنجشنبہ بتاریخ گیارہ ذیقعدہ ۱۲۸۹ھ  
میں بعد نماز ظہر کے رحلت فرمائی۔ چھ مہینے بعد وفات حضرت  
والد ماجد کے جیلان میں پیام کیا۔

چالیس دینار لیکر اپنی والدہ ماجدہ عظمہ کی خدمت سے جدا  
ہو کر روانہ ہوا پہلے کعبہ شریف پہنچا۔ اور وہاں سے عراق کے بیابان میں  
سیاح رہا۔

وہاں ماویں تبت پر پہنچا کیونکہ یہی پہاڑ چلہ گاہ حضرات  
سے خونی رہ گیا تھا۔

موجب ارشاد حضرت والد ماجد کے تین چلے سوا سوا کر ڈرا سم  
ذات کے چھ چھ برس کے عرصہ میں ادا کئے۔

اور اٹھارہ برس روزہ خرمہ سے افطار کیا اس سے فارغ ہونے کے

بعد خدا سے عہد کیا کہ جب تک تو اپنے ہاتھ سے مجھ کو نہیں کھلائے  
تاکہ میں کوئی چیز نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ ایک سال کا عرصہ گذر گیا مطلق  
زبان پر کچھ نہیں رکھا۔ ایک روز شیطان نے مثل برف سفنی کے



نورتا حدنگاہ محیط کر دیا اور آواز آئی کہ عبدالقادر ہم نے تیری عبادت کو قبول کر لیا ہے۔

میں نے متعجب ہو کر خیال کیا کہ میں واسطے خدا کے ہاتھ سے کھانے کا متمنی ہوں قبولیت عبادت کا خواستگار نہیں۔ شاید یہ دہو کہ شیطانی ہے۔ بے ساختہ  
لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم  
زبان پر آگیا۔ اور وہ سفیدی یک لخت زائل ہو گئی۔

### اس واقعہ کے

چالیس یوم کے بعد قریب نماز فجر کے میں مراقب بیٹھا ہوا تھا کہ میرے کان میں آواز آئی کہ اے عبدالقادر طعام نوش کر خدا اپنے ہاتھ سے کھلاتا ہے میں نے شیطانی دہو کہ سمجھ کر مطلق التفات نہیں کیا۔  
سب چار مرتبہ ہی آواز سنی اور ہونٹوں کے قریب لقمہ طعام کا محسوس ہوا۔ آنکھ کھول کر دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی مگر ہونٹوں پر کھیر لگی ہوئی تھی۔ اس کو رد مال سے صاف کر کے پھر مراقب ہو گیا اور آنکھیں بند کر لیں پھر اسی طرح کی آواز آئی آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک تجلی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہوتی معلوم ہوئی۔

پھر آنکھیں بند کر کے مراقب ہو گیا۔ پھر اسی طرح کی آواز آئی آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک ہاتھ میں لقمہ کھیر کا نظر آیا اور چہرہ ہاتھ بھی غائب ہو گیا۔

میں نے شیطانی دہو کہ سببہ کر لاجول پڑھی اور آنکھیں بند کر کے مراقب ہو گیا۔



## آواز

پھر اسی طرح کی آواز سنی۔ اسے عبد القادریہ دہو کہ شیطان کا نہیں ہے جو لاجول سے دفع ہو جائے۔ میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک جسم اور ہاتھ میں لقمہ کھیر دیکھا ایک نظر دیکھنے نہیں پایا تھا کہ وہ بھی غائب ہو گیا۔

میں نے اسے دہو کہ نفس کا سمجھ کر آنکھیں بند کر لیں اور پھر مراقب ہو گیا پھر اسی طرح کی آواز آئی کہ اسے عبد القادریہ دہو کہ نفس کا بھی نہیں ہے

## جب تک

تو اس لقمہ طعام کو نوش نہیں کرے گا تجھ کو کچھ معائنہ نہ ہوگا یہ آواز سن کر میں نے بسم اللہ شریف پڑھی اور لب واسطے لقمہ طعام کے لئے کھول دئے جب لقمہ کھیر کا دہن میں آگیا۔ آنکھیں کھول کر دیکھا تو حضرت ابوسعید مبارک ابن علی مخزومی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صورت تجلی آتاری صفاتی کے عجیب کیفیت سے نظر آئی اور کلمات زبان ملکوت باہمہ گیر ہوئے کہ میرے والد ماجد نے خاص اسی وقت کے واسطے تعلیم فرمائی تھی۔

## نوٹ

کیفیت دہو کہ شیطان اور عہد نہ کھانے کا اور حضرت ابوسعید مبارک ابن علی مخزومی صاحب کے کھانا کھلانے کا سوائے عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولو النزم المرتبہ شہنشاہِ ولایت کے کہ جس پر یہ امر گذر نہ گیا ہوانگے سمجھنے کے لائق نہیں ہے۔



یہ تینوں کیفیت طفیل حضرت غوث پاک قطب عالم سید عبدالقادر  
جیلانی حسنی حسینی کے اب بھی ہر ایک عارف صاحب مجاز وقوع الاجازت  
ادلو العزم و المرتبہ شہنشاہ ولایت پر گزر جاتا ہے۔

حضرت ابوسعید مبارک ابن علی نخزومی رحمۃ اللہ علیہ  
اپنی تصنیف بحر النوت میں تحریر فرماتے ہیں مجھ کو بعد نماز مغرب شب دوشنبہ  
گیارہ محرم ۱۵۱۰ھ کو مجھے ایہام ہوا۔ کہ ایک ہمارا دوست ہمارے  
ہاتھ سے کھانا کھانے کا مشتاق ہے اور ایک سال سے اس نے کچھ کھایا  
بیا نہیں۔

### شنل نوری ملکوتی

میر مصردف ہے یہ حکم باطن سنکر میں اسی وقت مکان سے روانہ ہوا  
میری زوجہ نے دیکھ کر دریافت کیا کہ جو جب حکم باطن کے شاید کسی طرف  
جاتے ہو۔ اس دن میرے گھر میں کھیر چکی تھی۔ میری زوجہ نے دسترخوان  
میں باندھ کر مجھ کو لادی میں دروازے سے قریب ستر قدم کے باہر چلا گیا  
تھا اور

### اسم اعظم جنید یہ

قلبِ روحی سے تلاوت کرنا شروع کیا۔ قریب نماز فجر کے پہاڑ  
بتست ساتویں پر قریب غوث پاک قطب عالم عبد القادر جیلانی حسنی  
حسینی رحمۃ اللہ علیہ پہنچ کر تعمیل حکم ایہام کی بجالایا۔

ماخوذ

حقیقت گلزار صابری



## شیخ عبدالقادر جیلانی <sup>رحم</sup>

۔ بس وقت بخداد میں قدم رکھے اس وقت آپ کی عمر شریف ۸۰ سال تھی۔ بخداد میں آپ نے بڑے بڑے جید علماء و مشائخ سے علم حاصل کیا اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ اپنے وقت کے تمام علماء و مشائخ پر فوقیت لے گئے۔ تمام خواص و عوام کے دلوں میں آپ کی مقبولیت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ولایت کے منصبِ جلیلہ پر فائز فرمایا اور تمام اولیاء اللہ کو آپ کا مطیع و فرمانبردار بنایا۔ آپ کو وہ قدرت و قوت عطا فرمائی کہ دور دراز تک ہر جگہ یکساں تصرف فرماتے تھے۔ اپنے ہم عصر اور بعد میں آنے والے تمام اولیاء کے لئے حصول ولایت اور حصول فیض کا وسیلہ اور واسطہ ثابت ہوئے۔

آپ کی کرامات کا شمار کرنا راقم کے بس میں نہیں ہے تمام کا اتفاق ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سب اولیاء اللہ کے سردار ہیں۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت جس کی بدولت آپ دنیا سے ولایت کے شہنشاہ مانے جاتے ہیں۔ یہ ہے کہ ایک مزنبہ و عطف فرماتے ہوئے آپ پر حالت کشف طاری ہوئی اور آپ نے فرمایا۔

## میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے

آپ کا یہ ارشاد سن کر قریب و بعید، حاضر و غائب تمام اولیاء نے اپنی گردنیں جھکا دیں کہ ہمیں حکم کی تعمیل میں دیر سوا اور ولایت جاتی رہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اخلاق کے انتہائی



بلند مقام پر فائز تھے مجت اور تعلقات کا پاس حد سے زیادہ فرمایا کرتے تھے  
آپ زندگی بھر کسی ذریعہ امیر یا کسی بادشاہ کے دروازے پر نہیں گئے  
اپنی وسعت علم اور روحانی مقام کے باوجود چھوٹوں پر شفقت فرماتے  
اور بڑوں کی توقیر کرتے۔

## پیران پیر دستگیر

محمی الدین غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنی محبوب  
اور دلآویز شخصیت اور خداداد روحانی کمالات و صلاحیت اور ملک  
اجتہاد سے زندگی کو نئی روح بخشی آپ کی ذات والا صفات نہ صرف  
سلسلہ قادریہ کے بانی کی ہے بلکہ اصلاح و تربیت کا جو طریقہ آپ نے  
اپنا یا اس کا سہرا بھی آپ ہی کے سر ہے۔ آپ کی زندگی میں لاکھوں  
انسان آپ سے فیضیاب ہوئے اور اسلامی زندگی اور اخلاق سے راستہ  
ہو کر اسلام کی خدمت کی۔ مردہ دلوں نے زندگی پائی۔ بے چین لوگوں کو  
اطمینان قلب نصیب ہوا۔ بے مقصد زندگی گزارنے والے با مقصد  
زندگی گزارنے لگے۔ اور آپ کا یہ فیض آج بھی جاری و ساری ہے اور تاقیاست  
جاری و ساری رہے گا۔

## وصال

جب آپ کی عمر ۹۱ برس کی ہوئی تو یہ آفتابِ رشد و ہدایت عالم اسلام  
کو اتحاد و اخوت اور شریعت و طریقت سے منبرین فرما کے افقِ آخرت  
میں ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا آپ کے جنازہ میں شریک ہونے والے  
اتنی کثیر تعداد میں تھے کہ محلہ حلبہ کی تمام سڑکوں پر تل رکھنے کی جگہ نہیں



کھی اس صورت حال میں دن کے وقت تمہیں نہ تکفین کا عمل محال تھا  
 لہذا مات کے وقت آپ کے مدرسہ میں سائبان کے نیچے آپ کے جسدِ  
 اقدس کو سپردِ خاک کیا گیا۔ آپ کی تاریخ وصال ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۵۷ھ  
 ہے۔

آپ سے عقیدت و محبت رکھنے والے ہندو پاکستان میں ہر  
 سال گیارہ ستمبر شریف نہایت اہتمام سے مناتے ہیں اور یہ سلسلہ کئی ماہ  
 تک جاری رہتا ہے۔

اِنَّشَادِ مَرْسُوْلِ اَكْرَمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

نماز رضائے الہی کا ذریعہ ہے۔

نماز ایمان کی علامت ہے۔

نماز اسلام کا سنگ بنیاد ہے۔



# کرامت غوث الاعظم دستگیر

ایک مرتبہ رمضان شریف کے مہینے میں شترآدیوں نے ایک ہی دن بغیر ایک دوسرے کے انقطاع کے جناب غوثیت مآب کی دعوت کی کہ آج آپ مجھ خادم کے گھڑے دم سعادت سے رتک بہشت فرمائیں اور وہیں روزہ افطار کر کے غلام کو نخر و عزت بخشیں۔ اس لئے کہ دعوت کا قبول کرنا سنت ہے ہر ایک کی دعوت آپ نے قبول کرنی۔ اور اپنے لئے صرف کرامت سے آن واحد میں سب کے گھروں پر جلوہ افروز ہو کر افطاریاں تناول فرمائیں۔

پھر شام کے وقت خانقاہ شریف میں رونق افروز ہو کر موافق معمول کے جماعت طلباء اور فقراء کی امامت کی آپ کے اس عرق عادات کا کام بغداد میں شہرہ ہو گیا۔ ایک خادم کے دل میں اس خیال نے جنم لیا۔ آپ آن واحد میں جسم واحد سے کیوں کر شتر آدیوں کے گھر موجود ہوئے ہوں گے۔

قلب منزه حضرت غوث پاک کا آئینہ سے زیادہ متجلل اور آفتاب سے زیادہ منور تھا۔ فوراً وہ خیال خادم کے دل کا حضرت کے علم میں آ گیا۔ اس وقت حضرت غوث الاعظم تفریحاً ایک درخت کے سایہ میں جو کہ خانقاہ شریف کے صحن میں واقع تھا۔ چہل قدمی فرما رہے



تھے۔ وہیں اس خادم کو آپ نے بلوایا اور بہ نگاہِ کرم ارشاد کیا کہ جو خیال تیرے دل میں پیدا ہوا ہے بیان کر۔

ہمیت جبروت جلال سے حضرت کے اس نے صاف صاف عرض کیا حکم ہوا کہ آنکھ اٹھا کر اس درخت کو دیکھ۔ اس نے جو درخت پر نگاہ کی تو دیکھا کہ جناب محبوبیت مآب اس درخت کے تمام تر پتوں پر علیحدہ علیحدہ جسموں سے جلوہ فرما ہیں اور بچے درخت کے جیسے پھل ہے۔ تھے وہ سے ہی ہل رے میں یہ واردات دیکھ کر خطرہ اسکے دل سے دور ہوا قلب کو اطمینان کھلی حاصل ہوئی۔ اور اس وحدت کو کثرت میں اور کثرت کو وحدت میں مشابہہ کر کے کیف باہ کیصیت سے عموماً اور لہذا شراب معرفت سے مدبوش ہو گیا۔

زایجادش بر خود کند ناز۔ کہ زو سپنو کر مالش باعجاز۔

### حضرت غوث پاک سید عبدالقادر جیلانی

سے ایک شخص نے پوچھا کہ یا حضرت آپ کا لقب محی الدین کیوں کہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ سفر سے مراجعت کر کے بروز جمعہ ۱۵۰۰ قمری شہر بغداد میں داخل ہوا۔ شہر کے کنارے پر دیکھا کہ ایک آدمی نہایت ضعیف و ناتواں پڑا ہے مگر چہرہ اس کا ماہتاب کی مانند تاباں اور آفتاب کی مانند درخشاں ہے میری طرف متوجہ ہو کر اس نے سلام علیک کی میں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر اس نے مجھ کو اپنے پاس بلا کر کہا مجھ کو اٹھا کر آسمان میں لے آئے اٹھا کر ٹبھایا۔ اور پوچھا کہ تم کون بزرگ ہو وہ کہنے



لگے کہ تم مجھے نہیں پہچانتے ہو کہ میں تمہارے جدِ بزرگوار کا دین ہوں از بسکہ  
 ضعیف اور لقیہ ہو گیا تھا۔ الحمد للہ کہ اب تمہاری مدد اور استعانت  
 سے پھر میں نے زندگی تازہ اور قوتِ بے اندازہ پائی ہے۔ تم محی الدین ہو  
 پھر میں اُسے وہیں پھوڑ کر جامع مسجد میں آیا ایک خلقِ کثیر نے میری طرف  
 ہجوم کیا کوئی میرے ہاتھ چومتا تھا کوئی میرے پاؤں کو آنکھوں سے لگاتا تھا  
 اور سب یہی کہتے تھے۔

یا محیی الدین یا محی الدین۔ اس ماجرے سے پہلے یہ میرا  
 لقب نہ تھا۔ اسی دن سے میرا لقب محی الدین ہوا۔

## کرامتِ پیرِ دستگیر

صاحبِ سفینتہ الاولیاء۔ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز ایک بڑھیا  
 اپنے بیٹے کو ساتھ لیکر حضرت غوثِ پاک کے حضور آئی اور کہنے لگی کہ  
 یا حضرت یہ میرا فرزند آپ کی طرف بہت مائل ہے۔ دنیا کے  
 کاموں پر دھیان نہیں رکھتا ہے۔ اس واسطے آپ کے سپرد کرتی ہوں  
 کہ آپ ہی کی حضوری میں رہے۔ حضرت نے اس کی اتنا س قبول  
 فرمائی۔ بڑھیا کا بیٹا آپ کی خالقاہ شریف میں رہنے لگا۔  
 اس کے واسطے اکتسابِ و اشتغال اور ریاضت و مجاہدات کا حکم  
 ہوا۔ چند روز کے بعد جو بڑھیا اپنے بیٹے کو دیکھنے آئی تو دیکھا کہ جو  
 روٹی کھا رہا ہے اور کم خواری کے سبب زرد و دبلا ہو گیا ہے۔ پھر بیٹے  
 کے پاس سے حضرت محبوب سبحانی کے حضور میں حاضر ہوئی تو دیکھا  
 کہ آپ خاصہ نوش فرما کر دستِ مبارک دھورہے ہیں۔ دستِ خوان



بڑھایا جا رہا ہے۔ ایک طباق پر بڑھیا کی نظر پڑھی تو اس میں مرغ کی ہڈیاں نظر آئیں پھر تو بے اختیار بول اٹھی کہ یا حضرت پیر دستگیر آپ تو مرغ کا گوشت تناول فرماتے ہیں۔ میرا بیٹا کیوں روٹی جو کی کھاتا ہے۔

حضرت غوث الاعظم اس بڑھیا کی بات پر متبسم ہوئے اور اپنا دست مبارک ان ہڈیوں پر پھیر کر فرمایا کہ زندہ ہو حکم سے اس کے جو زندہ کرنے والا ہڈیوں کا ہے فوراً وہ مرغ جی اٹھا اور بانگ دینے لگا۔

پھر اس بڑھیا سے آپ نے فرمایا کہ جب تیرے بیٹے کو بھی ایسی طاقت عطا ہو جائے پھر جو چاہے سو کھائے۔

### مقام غوث الثقلین رضی

کتاب اعجاز غوثیہ میں مذکور ہے کہ جب حضرت غوث الثقلین سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانیؒ اس جہانِ فانی سے عالم جاودانی کی طرف تشریف فرما ہوئے اس وقت کے اولیاء میں ایک ولی اللہ صاحب مقامات و درجات نے عالم خواب میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی زیارت کی اور دریافت کیا کہ یا سید عالی نسب اور شیخ والا حسب یہ فرماتے کہ ٹنکر ڈنکر کے سوالوں سے آپ نے کیونکر فرصت پائی آپ نے فرمایا کہ یوں پوچھو کہ انہوں نے میرے سوالوں سے کس طرح رہائی پائی۔

پھر فرمایا کہ سن لے اہل اللہ جس وقت دونوں فرشتے میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا۔ مَنْ رَبُّكَ یعنی کون ہے رب تیرا میں نے کہا کہ اسلام کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے سلام اور مصافحہ کرتے ہیں



بس میں اس کے اور کلام و مکالمہ کرتے ہیں۔ بغیر سلام و مصافحہ کے باتیں کرنے کی کہیاں رسم ہے۔

پھر تودہ دونوں فرشتے نادم ہوئے پھر سلام علیک کر کے مصافحہ کو اپنے ہاتھ بڑھائے میں نے دونوں کے ہاتھ مضبوط پکڑ لئے اور کہا کہ پہلے میرا ایک سوال تم سے ہے جب اس کا جواب دے دو گے تب میں تمہارے سوال کا جواب دوں گا۔

فرشتوں نے کہا فرمائیے آپ کا کیا سوال ہے۔ میں نے کہا کہ جب خداوند تعالیٰ نے چاہا کہ آدم کو پیدا کر کے زمین پر اس کو اپنا خلیفہ کرے اس وقت فرشتوں سے کہا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہٗ،

یعنی پیدا کرتا ہوں میں زمین میں ایک خلیفہ اپنا یہ کلام اللہ تعالیٰ کا سن کر تم فرشتے بے تامل بول اٹھے۔ اَتَجْعَلُ فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ

یعنی پیدا کرتا ہے تو اس شخص کو جو فساد کرے گا زمین پر اور خونریزی کرے گا۔ اور ہم لوگ تیری تسبیح کرتے ہیں ساتھ حمد اور پاکی تیری کے پس تمہارے اس قول پر کئی اعتراض لازم آتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم نے خدائے تعالیٰ کو اپنے سے مشورت طلب کھرایا حالانکہ وہ بے نیاز

اور منزہ ہے اس سے کہ کسی سے صلاح اور مشورت چاہے دوسرے یہ کہ تمام نبی آدم کی طرف نسبتِ فساد اور خونریزی کی اور یہ نہ جانا کہ اس میں کتنے بندہ خدا ایسے ہوں گے کہ جو تم فرشتوں سے بھی افضل و اعلیٰ ہوں گے۔ تیسرے تم ایک بڑی گستاخی کر بیٹھے کہ اپنے علم کو اس عالم الغیب کے علم سے زیادہ سمجھے۔ جب حق سبحانہ تعالیٰ



نے اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَحْلُمُوْنَ کا تازیانہ تم کو مارا جب تم ٹھیک ہو گئے  
یعنی اس نے یہ فرمایا کہ تحقیق کے میں جانتا ہوں وہ باتیں جو تم نہیں جانتے  
ہو۔

اب میرے اعتراض کا جواب دیدو جب میں تمہارے سوال کا جواب  
دوں گا جب تک تم میری باتوں کا جواب مکمل نہ دو گے تب تک میں نہیں  
چھوڑوں گا اب رادی کہتا ہے۔

حضرت غوث الثقلین کے یہ اعتراض سنکر منکر و نکیر کے جھکے چھوٹ  
گئے اور ہٹکا بٹکا سے کھڑے ہوئے آپس میں ایک دوسرے کا منہ تلکنے لگے  
ہر چند کہ غور و تامل کیا بہت کچھ سمجھا مگر جواب نہ بن پڑا۔ تو چاہا کہ بقوت  
دطاقت ملکوتی کے اپنے ہاتھوں کو چھڑا کر غائب ہو جائیں تاکہ حضرت  
محبوب سبحانی کے اعتراضوں کی جواب دہی سے بچ رہیں۔

مگر اس دلا در بیکتائے میدانِ جبروت اور غواثِ بحر  
لاہوت کے سامنے قوت ملکوتی ان کی کیا کام آسکتی تھی۔ بنیر جواب  
دئے رہائی ممکن نہ تھی۔ آخر مجبور ہو کے یہ کہنے لگے کہ ہم دونوں ہی نے یہ  
بات نہیں کہی تھی بلکہ کل فرشتے اس قول کے شرکار تھے۔ اس لئے  
آپ کے اعتراض کا جواب سب ہی کی طرف سے ہونا چاہئے۔

آپ ہمیں چھوڑ دیں تو ہم جواب آپ کا فرشتوں سے پوچھ کر آئیں۔ آپ  
نے فرمایا اگر تم نہ آئے تو میں کیا کروں۔ لہذا تم میں سے ایک کو چھوڑ دیتا ہوں  
کہ وہ جا کر جواب میرے سوال کا اپنے فرشتوں کے گردہ سے پوچھ آئے۔ اور  
دوسرا یہاں جواب کے آنے تک حاضر رہے۔ چنانچہ ایک کو چھوڑ دیا اس  
نے جا کر سب فرشتوں سے یہ حال بیان کیا مگر سب فرشتے حضرت غوث پاک







# امام طریقیہ خواجہ خواجگان حضرت سید نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف خواجہ بہاؤ الدین۔ لقب نقشبند اور کنیت منٹکل  
کشاہے آپ ساداتِ بخارا سے ہیں۔ آپ مطیع سنت اور مطیع شریعت  
بطریقِ اعلیٰ تھے اور سلوک و تصوف کو قرآن و حدیث کے ساتھ موافقت  
کرتے اور کرتے بدعات سیئہ و رسوم قبیحہ سے سخت متنفر رہے۔ یادِ  
خدا فکرِ حق میں ہر وقت مشغول رہتے۔ ایامِ کرم میں مسجد کے اندر  
گھاس اور گرمیوں میں بوریا بچھاتے کھانے پینے کے وقت حلال طیب کے  
لئے مبالغہ فرماتے

آپ پہلے تو کھوپا باندھتے پھر زراعت بھی کیا کرتے تھے اپنا خاص  
مکان نہ رکھتے اور نوکر چاکر بھی نہیں رکھتے بلکہ فرماتے۔ بندگی یا خواجگی راست  
نہی آید۔

آپ کا جامہ روئی۔ عمامہ سفید، پاپوش پرانا اور کبھی کلاہ بھی پہنا  
کرتے درویشوں کی بہت تعظیم کرتے ہر ایک دوست کے ساتھ تواضع  
سے پیش آتے۔ آپ قطب عالم تھے۔ کسی نے آپ سے عرض کی کہ آپ  
کو کہاں اور کس طرح حاصل کروں۔ آپ نے فرمایا اتباع سنت  
سے اور فرمایا جو شخص میرے طریقہ سے منہ پھیرے اس کو دینی خطرہ ہے



اور فرمایا کہ میرا مرید خواہ دور ہو یا نزدیک ہر روز اس پر مجھے اطلاع ہے۔  
 طریقہ نقشبندیہ کا نام طریقہ رسولیہ صدیقیہ مشہور ہے۔ کل  
 ترکستان بجز ملوک و رعایا کا اکثر طریقہ نقشبندیہ ہے۔ افغانستان میں  
 بھی ۹۰ فیصدی نقشبندی اور ہندوستان میں بھی اکثر مشاہیر  
 علماء و فضلاء کا مشرب نقشبندی ہے۔

اور حضرت شہنشاہ منگل کشا نقشبند رحمۃ اللہ علیہ  
 نے بعض مشائخ ترک مثل حضرت حکیم خلیل عطا وغیرہ سے بھی فیض  
 پایا ہے یہی وجہ ہے کہ طریقہ نقشبندیہ میں غیرت اور جوش اور شجاعت  
 اور تصرف زیادہ تر ہے۔ آپ امام وقت ہیں۔

حضرت خواجہ عطار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جس قدر حضرت خواجہ  
 نقشبند علیہ الرحمۃ عالم پیری میں مجاہدہ ریاضت ذکر و مراقبہ کیا کرتے  
 تھے ہم سے جوانی میں اس قدر نہ ہو سکا۔

## سیر عالم

نقل ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ایک دن  
 میں بمقام مزار منزداخن تھا اور میں تکیہ کر کے بیٹھا تھا۔ یکایک میری روح  
 اپنے قالب سے نکلنی شروع ہوئی۔

اور سیر عالم کرتے کرتے اول آسمان و دوم آسمان و سوم آسمان  
 چہارم آسمان کی سیر کی۔ اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔ یہاں  
 تک کہ دوبارہ زمین پر آیا۔ پھر مسجد زبیر تون میں ایک ستون کے سچے  
 متوجہ بقبلہ بیٹھا تھا کہ مجھ پر حالت فنا ظاہر ہوئی۔ یہاں تک کہ میں



کم ہو گیا اور فناء کلتی پر پہنچا دہاں سے آواز آئی کہ خبردار، ہوشیار، ہو  
 کہ تیرا جو مقصود تھا وہ تم کو حاصل ہو گیا ہے  
 تو درد کم شود وصال این اسبت دلس -  
 تو مباش اصل کمال این است دلس

### سیر مقامات مقدسہ

تقل ہے کہ فرمایا حضرت خواجہ شاہ نقشبند رحمۃ اللہ  
 علیہ نے جب مجھے سیر کا حکم ہوا تو مقامات سلطان العارفين بايزيد بسطامي  
 و شيخ جنيد سيد اطائفہ اور شيخ شبلي اور حسين بن منصور علاج  
 رحمۃ اللہ علیہم سے گذر کر مقامات انبياء علیہم السلام کی سیر کی یہاں  
 تک کہ میں ایسے مقام پر پہنچا جس سے بالاتر اور کوئی مقام نہ تھا۔ میں سمجھ  
 گیا کہ یہ مقام محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ خدا کا شکر بجالایا۔  
 جن دنوں حسین بن منصور کے مقام پر پہنچا تو بار بار میری طبیعت  
 نے وہی قول اختیار کرنا چاہا جو حسین بن منصور نے کہا تھا۔ مگر بخارا  
 شریف میں ایک دارشاہی کھڑی تھی اس کے نیچے کھڑا ہوتا۔ اور  
 اپنے نفس اور دل سے کہتا کہ دیکھو اگر تو نے وہ قول اختیار کیا تو یہی  
 دارتیرے واسطے ہے۔ یہاں تک کہ خدا نے میرے مقامات طے  
 کر دئے۔ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ  
 کی پیدائش سے پہلے اکثر اولیاء اللہ فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب بخارا  
 میں ایک ایسا بزرگ پیدا ہونے والا ہے کہ اس کے نور سے جہاں  
 روشن اور منور ہوگا۔



## ولادت یا سعادت

جس روز آپ پیدا ہوئے اس روز ایک بزرگ اس محلہ سے گذرے اور فرمانے لگے جس کے پیدا ہونے کی خبر بزرگ دیتے آئے ہیں۔ اس کی بو آرہی ہے۔

کسی نے عرض کیا کہ ایک سید کے یہاں فرزند تو لد ہوا ہے۔ بزرگ نے فرمایا کہ اس فرزند کو لاؤ۔ آپ کو ان کے روبرو پیش کیا گیا۔ انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ جس کی اولیاء اللہ خبر دیتے آئے ہیں یہ وہ ہی بزرگ ہے اس کے نور سے ایک عالم فیض یاب ہوگا

## آپ کا نام گرامی خواجہ سید بہاؤ الدین ہے

آپ محرم ۱۲۸ھ میں بخارا میں پیدا ہوئے آپ پیدائشی ولی تھے بچپن ہی سے آپ پر کشف و کرامت کا اظہار شروع ہو گیا تھا۔ جب آپ بات کرنے لگے۔ تو آپ نے ایک روز اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ اس گائے کے پیٹ میں بچہ ہے اور جسم پر فلاں فلاں جگہ ایسے داغ ہیں۔

آپ کی والدہ ماجدہ یہ سن کر متحیر ہوئیں۔ جب اس گائے کے بچہ پیدا ہوا تو بوجب بشارت کے ان ہی مقامات پر ویسے ہی نشانات تھے جیسے آپ ارشاد فرما چکے تھے۔ آپ کی بے شمار کرامتیں ہیں۔



جب کسی دلی سے کوئی کرامت ظاہر ہوتی ہے تو وہ اس کے بنی کا ہی معجزہ ہوتا ہے لہذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے اولیاء کی کرامتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہی ہیں۔

جو لوگ ایمان سے خالی ہیں ان کرامات کو پڑھ کر ان کے دل میں ایمان پیدا ہو سکتا ہے کہ جب اولیاء اللہ جو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہیں ان کی یہ شان ہے تو اس اُمت کے سردارِ فخرِ دو عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا بلند مقام ہوگا

## کرامت

شیخ عبداللہ خجندی کا بیان ہے کہ میرے دل میں بیعت ہونے کا بہت شوق تھا۔ میرے دل میں عشق کی آگ لگی تھی۔ میں حیران و پریشان حضرت حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوا۔ پھر ایک مسجد میں جا کر سو گیا تو خواب میں ددبزرگوں کی زیارت ہوئی۔ ایک حضرت حکیم ترمذی تھے دوسرے خضر علیہ السلام مجھے فرمایا تم اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈالو۔ کیونکہ جس کام کا ارادہ کر رہے ہو ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ تم آج سے بارہ سال کے بعد بخارا میں حضرت شیخ بہاؤ الدین شاہ نقشبند کے ہاتھ پر جو اس وقت کے قطب ہوں گے بیعت کر دو گے پھر میں اپنے شہر واپس آ گیا۔

کچھ عرصہ کے بعد ایک دن میں بازار سے گذر رہا تھا دو ترکی شخص



مسجد میں داخل ہوئے وہ تصوف کی باتیں کر رہے تھے۔ میرے دل میں ان کی محبت پیدا ہوئی اور میں ان کے لئے کھانا لیکر آیا وہ میرے متعلق آپس میں کہنے لگے کہ یہ ہمارے پیر و مرشد سے بیعت ہو جائے تو اچھا ہے میں اسی وقت ان کے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے میرے حال پر بہت مہربانی فرمائی۔ اور جب ان کے ایک صاحبزادے نے کہا کہ جناب اس کو داخل سلسلہ کریں۔ تو شیخ روپڑے اور فرمایا کہ بیٹے یہ تو شیخ بہاؤ الدین کی اولاد میں سے ہے میرا اس پر حکم نہیں چلے گا۔

میں وہاں سے بھی آگیا۔ ایک مدت گزر جانے کے بعد پھر ایک دفعہ میرا دل بالکل بے قابو ہو گیا جی چاہتا تھا کہ اڑ کر بخارا پہنچ جاؤں بخارا شریف حاضر ہوا۔

## حضرت نواب مُشکل کُشا نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

کی نظر مبارک مجھ پر پڑی آپ نے فرمایا عبد اللہ خجندی تو آگیا ابھی بارہ سال پورے ہونے میں تین دن باقی ہیں۔ یہ ارشاد سن کر مجھ پر عجیب حالت طاری ہو گئی۔ حاضرین کچھ نہ سمجھے لیکن جب میں نے اپنا سارا قصہ سنایا تو وہ بے حد لطف اندوز ہوئے آخر تین دن کے بعد جب بالکل بارہ سال ہو گئے تو حضرت نے مجھے بیعت فرما کر اپنے غلاموں میں شامل کر لیا۔



## کرامت

حضرت شہنشاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خاص مرید کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ کے ساتھ ایک اور بزرگ بیٹھے ہوئے تھے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کے زمانہ میں نہ تھا۔ اس لئے فیض حاصل نہ کر سکا۔ اب ارشاد فرمائیے میں کیا کروں؟

آپ نے فرمایا تم ہماری برکت اور فضیلت حاصل کرنا چاہتے ہو تو حضرت شیخ بہاء الدین کی پیروی کرو۔

چنانچہ جب ہوش آیا تو ان کا حلیہ اپنی کتاب کی پشت پر لکھ دیا ایک دفعہ میں ایک بزاز کی دکان پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بارعب اور نورانی پھرے والے بزرگ تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ میں نے ان کو بغور دیکھا تو مجھ پر ایک عجیب حالت طاری ہو گئی۔ اس لئے کہ یہ وہی بزرگ تھے جن کا میں طالب تھا یعنی حضرت بہاؤ الدین تھے۔

جب مجھے افاقہ ہوا میں نے آپ سے عرض کی کہ آپ میرے غریب خانے پر تشریف لے چلیں آپ نے قبول فرمایا اور میرے آگے آگے چلنے لگے اور میں ان کے پیچھے پیچھے تھا آپ سیدھے میرے مکان پر پہنچے۔

میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کیونکہ اس سے قبل آپ نے میرا مکان نہیں دیکھا تھا۔ آپ سیدھے میرے حجرے میں تشریف لے گئے جہاں میرا کتب خانہ تھا اور اپنے دست مبارک سے ایک کتاب نکالی



اور مجھ سے فرمایا اس پر کیا لکھا ہے۔ یہ وہی کتاب تھی جس پر میں نے آپ کا حلیہ اور خواب کی تاریخ لکھی تھی اس خواب کو سات سال ہو گئے تھے اس سے میری حیرت میں اور اضافہ ہوا بعد ازاں میری درخواست پر آپ نے مجھے داخل سلسلہ نقشبندیہ کیا

### کرامت

ایک دن چند شخص یہ باتیں کر رہے تھے کہ بعض اولیاء جسم سے ہوا میں اڑتے ہیں۔ آپ نے زنبیل میں مٹی بھر کے زنبیل سے فرمایا، ”ہر پرواز“ یعنی اڑ جا۔ وہ زنبیل ہوا پر اڑ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا، ”بیا“ یعنی آ جا، وہ زنبیل آ گیا۔ اس طرح چند مرتبہ آپ نے کہا۔ پھر ان لوگوں سے فرمایا، ”بیچ کمال نیست“ یعنی یہ کچھ کمال کی بات نہیں۔

### کرامت

ایک روز جنگل میں چند ہرن جا رہے تھے آپ نے آواز دی ”بیاید“ (یعنی ادھر آ جاؤ) وہ سب ہرن آپ کی آواز سن کر فوراً حاضر ہو گئے پھر آپ نے فرمایا، ”بردید“ (یعنی جاؤ) یہ سن کر سب چلے گئے۔

### کرامت

ایک روز آپ جنگل میں تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ ایک شخص تھا۔ یکایک آپ میں جذب ربانی پیدا ہوا۔ اور آپ کی زبان مبارک سے اس حالت جذب میں یہ نکلا، ”مردہ شد“ (یعنی مر جا) وہ شخص مر گیا۔

آپ کو جب جذب سے افاقہ ہوا تو آپ نے اس کو مردہ دیکھ کر نہایت افسوس کیا اور تمحیر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور اس کی طرف



بہ نگاہ حیرت دیکھتے رہے۔ قدرت حق پھر جذب پیدا ہوا اور آپ نے اثنائے جذب میں فرمایا، ”زندہ مشد“ (یعنی زندہ ہو جا) وہ مردہ شخص فوراً زندہ ہو گیا۔ سبحان اللہ ایسی شان والوں کی شان میں مولانا ردی فرماتے ہیں۔

آل دعا شیخ کہتے ہیں بردعاست۔ فانی است وگفتہ گفت خداست یعنی اس شخص کی دعا عام دعاؤں کی طرح نہیں ہے۔ وہ فانی ہے اور اس کا کہنا خدا کا کہنا ہے۔

اکہ دابرس چہ باشد مردہ ہر۔ زندہ گردواز فسون آل عزیر یعنی؟ مادر زاد اندھا اور کوڑی تو کیا مرد بھی۔ اس بندہ خاص کے زوم عمل سے زندہ ہو جاتا ہے۔

آپ کی ذاتِ بابرکات سے ہزاروں کرامات ظاہر ہوئیں۔ سب سے زیادہ کرامت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ لاکھوں قلوب مردہ کو ذکرِ حق سے زندہ کر دیا۔ اور ایسا نقشِ تنویر مومنین پر حضرت خواجہ نقشبند نے باندھا کہ وہ نقش پھر نہ ٹہا۔ اور نقش قبر میں ساتھ گیا۔

### حمله اولی اللہ

کے نزدیک یہ بات متفقہ طور پر مانی گئی ہے کہ کرامتِ مردہ کو زندہ کرنے سے مردہ دل کو زندہ کرنے کی بہتر ہے۔ کیونکہ اگر مردہ زندہ ہو گیا تو وہ دنیا سے قریب ہو اور پھر اس کو موت ہے۔ اور جس کا دل زندہ ہو وہ خدا سے قریب ہو اور اس کو موت نہیں۔ آپ کی ولادت ۲۸ھ ہے جیسا کہ خزینۃ الاصفیاء میں مندرج



ہے اور بقول سفینۃ الاولیاء ۲۸ محرم الحرام ۱۸۷۸ء ہے۔

## وفات شریف آپ کی

شب ۳ شنبہ ۳ ربیع الاول ۱۸۹۱ء میں ہوئی ہے مرقد پر الوار  
آپ کا موضع قصر عرفان میں بخارا شریف سے ایک فرسنگ کی مسافت  
پر ہے۔

اس طریقہ نقشبندیہ کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
اس قدر مناسبت نامہ ہے۔

حضرت امام الحارثین عاشق حقیقی واقف اسرارِ نبوی حضرت  
مولانا جامی علیہ الرحمۃ سلسلہ الذہب میں لکھتے ہیں کہ  
مکہ کہ در شرب و بطحا زدند      نوبت آخر بہ بخارا زدند  
یعنی الوار و فیوض جو مدینہ طیبہ میں ملتے ہیں اس کے بعد وہی الوار  
برکات بخارا شریف سے ملا کرتے ہیں۔

### الحادیث

فرشتے نمازی مسلمانوں کی نیابت کرتے ہیں  
اور بارگاہ الہی میں ہر صبح و شام ان کا ذکر  
ہوتا ہے۔

نماز حاصل صد جان ہے مسلمان کی  
نماز واقعی پہچان ہے مسلمان کی  
نظر اکبر آبادی



# حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر اور دلکش تعارف

حضرت داتا گنج بخش؟ کا اسم مبارک سید علی ہجویری؟ اور والد بزرگوار کا اسم گرامی حضرت عثمان جلابی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے بہت بڑے صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔

آپ حسنی سید ہیں۔ نسب نامہ نو داسطوں سے حضرت علیؑ سے جاملتا ہے۔ سلک کے لحاظ سے آپ امام اعظم امام ابو حنیفہ کے طریقہ پر تھے۔ روحانی فیوض حضرت ابو الفضل ختلی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے یہ بزرگ سلسلہ جنید یہ سے متعلق تھے اس طرح داتا گنج بخش کا سلسلہ بیعت تین سلسلوں کے بعد حضرت جنید بغدادیؒ سے ملتا ہے ۴۰ھ میں غزنی کے علاقہ ہجویری میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی بعد میں ترکِ وطن کر کے جلاب کے قصبہ میں چلے آئے اس لئے حضرت داتا گنج بخش؟ کو ہجویری اور جلابی کہا جاتا ہے۔ حضرت داتا گنج بخش؟ کے فضل و کمال کو احاطہ تحریر میں لانا بہت مشکل ہے ہم کیا اور ہمارا یہ عقیدت کیا۔

داتا کی نگری لاہور میں سید علی ہجویریؒ کے مزارِ اقدس سے آج بھی لوگوں کے ذہن اور قلوب کو نشوونما کرنے کے لئے نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ تبلیغِ اسلام کی جو اندلیشہ اور خوفِ تعزیر



سے بھی ممکن نہ تھی وہ نگاہِ مرد مومن سے ایسی کامیاب ہوتی کہ ہزاروں بت پرستوں نے خدا پرستی کا راستہ اختیار کیا اور مسلمان ہو گئے۔ یہ روایت مشہور ہے کہ آپ کے پیرو مرشد حضرت ابو فصل جنیدی نے آپ کو حکم دیا کہ اے علی لاہور جاؤ۔ اور تبلیغِ دہدایت کا فرض انجام دو۔ آپ فوراً لاہور روانہ ہوئے جیسے ہی لاہور شہر میں داخل ہوئے تو ایک جنازہ آٹکے دکھائی دیا۔ استفسار پر معلوم ہوا کہ حضرت حسن زنجانیؒ کا سفر آخرت ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ کے لئے شیخ طریقت کا یہ حکم کہ لاہور جاؤ مصاحبت سے خالی نہ تھا۔ قطب لاہور کی خالی نشست کو پُر کرنا مقصود تھا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیری کو جب دربار رسالت سے ہندوستان کی دلایت عطا ہوئی تو حکم ہوا پہلے علی ہجویری کے منرار پر جا کر اعتکاف کرو اور فیضِ روحانی حاصل کرو۔ اس کے بعد راجستھان اور راجپوتانہ میں دینِ مبیں کی تبلیغ و اشاعت کرو۔ چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ نے لاہور شریف لاکر مزارِ مقدس حضرت علی ہجویریؒ پر چالیس روز کا اعتکاف کیا اور چپلہ کشی سے فراغت کے بعد آپ کی زبان سے بے ساختہ یہی نکلا۔

گنج بخشِ فیضِ عالم منظرِ نورِ خدا

ناقصا لراپیرِ کامل کا ملاں راہنما

حضرت داتا گنج بخشؒ ایک صوفی باعمل تھے آپ کو تصوف پر مکمل عبور تھا۔ غیر ملکی ادیبوں نے خوب خوب سید مخدوم علی ہجویری کی عظمت و ندرتگی کا اعتراف کیا ہے۔ آراءے نکلسن نے آپ کی تصنیف



کشف المحجوب کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے اور شہادت دی کہ یہ ایک عالم کا بیان ہے جسے تصوف پر عبور حاصل تھا۔  
روس کے ادکونسکی نے کشف المحجوب کا اس فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے جو آج کل سمرقند، بخارا، اور تاشقند میں بولی جاتی ہے۔  
اس نے اعتراف بھی کیا ہے کہ حضرت داتا گنج بخشؒ کے تصورات غیر معمولی ہی نہیں بلکہ مسلم دستند ہیں۔

فرانس کے برک بلارڈ اور انگلینڈ کے اے۔ آر۔ جی آربری نے تصوف پر جو کتاب لکھی ہے وہ کشف المحجوب کا سہارا لیکر ہی لکھی ہے انگلستان کی مارگریٹ اسمتھ نے بھی اپنی تصنیف میں سید علی ہجویریؒ کی اسی کتاب سے استفادہ کیا ہے۔ مصنف نے یہ اعتراف کیا ہے کہ تصوف اور صوفی سے متعلق جو مولانا حضرت سید مخدوم علی ہجویریؒ نے دئے ہیں وہ نہ صرف جامع ہیں بلکہ دل کی گہرائیوں میں اتر جاتے ہیں۔ کشف المحجوب دنیا کے تصوف میں ایک اچھوتی اور انمول اور لازوال کتاب ہے۔

حضرت مخدوم علی ہجویریؒ نے اپنی تصنیف کشف الاسرار میں لکھا ہے اے علی! تجھے خلقت گنج بخش کہتی ہے اور تو ایک دانہ بھی اپنے پاس نہیں رکھتا ہے۔ اس بات کا خیال ہرگز دل میں نہ لانا کہ مخلوق تجھے گنج بخش کہتی ہے۔ ورنہ محض دعویٰ اور غرور ہوگا۔

خزانے بخشنے والا تو وہی ذات باری تعالیٰ ہے جو تادریس طلق ہے اس کے ساتھ شرک نہ کرنا ورنہ تیری دنیا تباہ ہو جائے گی۔  
اس عبارت پر طرف تو اللہ کے اس محبوب بندے کی انکساری



ظاہر ہوتی ہے تو دوسری طرف یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے عوام بھی آپ کو گنج بخش کے لقب سے یاد کرتے تھے۔

## تاریخ وفات

۱۶۶۵ء ماہ صفر کی ۱۹ تاریخ کو آپ کا وصال ہوا اور لاہور میں بھاٹی گیٹ کے قریب آپ کے جسد مبارک کو سپرد خاک کیا گیا۔ ۱۹ صفر کو ہر سال انتہائی عقیدت و احترام کے ساتھ آپ کا عرس مبارک منایا جاتا ہے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو آپ کی ذات بابرکات سے دلہانہ عقیدت ہے۔ حضرت سید مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخشؒ کی بارگاہ میں پیش ہونے والے نذرانوں میں دودھ کا نذرانہ بھی شامل ہے جو عرس کے دنوں میں لاکھوں من مقدار میں حضور داتا گنج بخشؒ کے ایصالِ ثواب کے لئے زائرین کی تواضع کے لئے پیش کیا جاتا ہے سوانح عمری لکھنے والوں کے مطابق حضرت کی خدمت میں دودھ کے نذرانے کا سلسلہ دراصل اس وقت شروع ہوا جب آپ غزنی شریف سے حکم شیخ تبلیغ اسلام کے لئے لاہور شریف لائے اس مقام پر فرودکش ہوئے جہاں اس وقت آپ کا منرار مبارک ہے۔

آپ کے مسکن کے قریب ہی ایک جوگی جسے عرف عام میں رائے راجو کہا جاتا تھا اس کا بڑا شہر تھا خلوت خدا دُور اور نزدیک سے آکر اسے دودھ کا نذرانہ پیش کرتی تھی ایک مرتبہ ایک بڑھیا دودھ کی ٹسکی اٹھائے حضور کے قریب سے گزری حضرت علی ہجویریؒ نے بڑھیا سے قیمتاً دودھ لینے کی خواہش ظاہر کی بڑھیا نے یہ کہہ کر دودھ دینے سے انکار کر دیا کہ اسے جوگی رائے راجو کے



ڈیرے پر پہنچانا ہے اور اگر نہ پہنچایا گیا تو ہمارے جانوروں کے تھنوں سے دودھ کی بجائے خون آنا شروع ہو جائے گا۔ حضرت نے فرمایا دودھ ہمیں دے جاؤ خداوند عالم تمہارے جانوروں کے دودھ میں اضافہ فرمائے گا۔

چنانچہ بڑھیا نے دودھ آپ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ بڑھیا نے جب اگلے روز اپنے جانوروں کا دودھ دہنا شروع کیا تو دودھ سے گھر کے تمام برتن بھر گئے اور دودھ کی روانی جاری رہی۔ اس کرامت کی خبر دور دور تک پھیل گئی اور گوالے دودھ لیکر بجائے جوگی رائے راجو کے پاس جانے کے حضرت داتا صاحب کی خدمت میں پیش ہونے لگے جس سے ان کے جانوروں کے دودھ میں افزائش ہوتی چلی گئی۔ جوگی رائے راجو نے جب یہ صورت حال دیکھی تو آپ کے مقابل آکر کھڑا ہو گیا اور مزید کمالات دکھانے پر اصرار کرنے لگا۔

حضرت مخدوم سید علی جویری نے کمالِ مردت سے اسے سمجھایا کہ میں شعبدہ باز نہیں ہوں اللہ کا ایک بندہ ہوں جوگی باز نہ آیا تو آپ نے پہلے جوگی سے کمالات دکھانے کو کہا۔ چنانچہ جوگی نے اپنے اس دراج کے کئی نمونے دکھائے آخر میں وہ ہوا میں معلق رہ کر اڑنے لگا۔ حضرت سید علی جویری نے اپنے چوتے اس کی طرف پھینکے جو اس کی مرمت کرتے ہوئے جوگی کو نیچے آئے۔

جوگی راجو آپ کی کرامت سے بحید متاثر ہوا اور آپ کے دستِ حق پرست پر حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ حضرت داتا صاحب نے اس کا نام شیخ ہندی رکھا اور اس کی ظاہری اور باطنی تربیب فرمائی۔



# لفظ چشتی کی وجہ تسمیہ

یہ ہے کہ حضرت ابواسحاق شامی قدس سرہ کے وجود مسعود کے ساتھ اس سلسلہ عالیہ کامرکز قصبہ چشت بن گیا جو افغانستان کے شہر ہرات سے چند کوس کے فاصلے پر ہے حضرت ابواسحاق شامی پہلے بزرگ ہیں جن کو چشتی کا لقب ملا اور آپ کے بعد اس سلسلہ عالیہ کے پانچ جاہل القدر مشائخ چشت میں رہ کر ہدایت خلق کے منصب انجام دیتے رہے ان حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

حضرت خواجہ ابوالحسن ابدال چشتیؒ - حضرت خواجہ ابو محمد محرم چشتیؒ  
 حضرت خواجہ ناصر بن الدین، ابویوسف چشتیؒ - حضرت خواجہ قطب الدین  
 مودود چشتیؒ - اور حضرت خواجہ شریف زندنیؒ

حَسْبِيَ عَلَى صَلَاةٍ  
**الحديث**  
 حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ

نماز۔ ایمان کی کسوٹی ہے اور ہماری  
 دینداری کی گواہ ہے۔

جس نے نماز چھوڑی اس کا کوئی

دین نہیں۔



## نسبتِ چشتیہ کی خصوصیت

نسبتِ چشتیہ کیا ہے۔ شدید نسبتِ عشقیہ ہے جو فطرتِ انسانی کے عین مطابق ہے۔ اور اسی وجہ سے سید کا میاں ہے کیونکہ حضرت انسان کے قلب میں حدیث، کنت کنتراً منخفياً اور آیت کریمہ فنفت فیہ من الروحی (میں نے انسان میں اپنی روح پھونکی) کے مطابق عشقِ الہی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اسی مناسبت سے چشتی حضرات اکثر زرد رنگ کے کپڑے زیب تن کرتے ہیں جو آگ کا رنگ ہے ایک دفعہ حضرت منظر جانانا رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا کہ نسبتِ نقشبندیہ اور نسبتِ چشتیہ میں کیا فرق ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہماری نسبت یعنی نقشبندی نسبت میں سکوت پُراؤ ہے۔ اور چشتیوں میں جوش و خروش اور ولولہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی بھی شدید عشقیہ نسبت تھی اور قرآن اس پر شاہد ہے۔ ساتویں پارہ کے شروع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واذا سمعوا ما انزل الی المرسل۔ یعنی جب صحابہ کرام آیات قرآنی سنتے ہیں تو ان کی آنکھوں میں آنسوؤں کا طوفان اٹھ اٹا ہے اس وجہ سے کہ ان کو اپنے رب کی معرفت اور مشاہدہ حاصل ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ والذین آمنوا شدوا باللہ (مومن وہ لوگ ہیں جو شدت سے اللہ کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔)  
مشائخِ چشتیہ کی یہی شدید عشقیہ نسبت ہے کہ جس کی بدولت



ان میں سے اکثر مقامِ محبوبیت پر فائز ہوئے ہیں۔

## سوانح عمری

حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ

### نسب نامہ پدزی

حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ۔ بن حضرت خواجہ غیاث الدینؒ  
 بن حضرت خواجہ نجم الدین طاہرؒ بن حضرت خواجہ سید ابراہیمؒ۔ بن حضرت  
 سید ادریسؒ۔ بن حضرت امام کاظمؒ بن حضرت امام جعفر صادقؒ۔  
 بن حضرت امام محمد باقرؒ۔ بن حضرت امام زین العابدینؒ بن حضرت سیدنا  
 امام حسنؒ۔ بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

### نسب نامہ مادری

خواجہ صاحب کی والدہ ماجدہ۔ بی بی ام الوداع بنت حضرت  
 سید داؤدؒ۔ بن حضرت سید عبداللہؒ۔ بن حضرت سید زاہدؒ۔  
 بن حضرت محمد مورتؒ۔ بن سید داؤدؒ۔ بن حضرت سید موسیٰ۔ بن  
 حضرت سید عبداللہ محفیؒ۔ بن حضرت سید حسن مثنیٰؒ۔ بن حضرت  
 سیدنا امام حسنؒ۔ بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

### ولادت باسعادت

۱۳ رجب المرجب بروز دوشنبہ ۵۲۶ھ بمقام سنجھ صوبہ خراسان



حضرت خواجہ معین الدین پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بی بی ام الوداع سے روایت ہے کہ جس وقت سے میر انور نظر معین الدین میرے شکم میں آیا میرا گھر خیر و برکت سے معمور نظر آنے لگا۔ جو لوگ ہمارے دشمن تھے محبت سے پیش آنے لگے۔ بعض اوقات مجھے بہترین خواب نظر آتے تھے جب آپ پیدا ہوئے تو میرا سارا گھر نور سے معمور ہو گیا۔

بچپن کی ابتدائی منزلیں باپ کے سایہ میں طے کیں۔ آپ کے والد بزرگوار بڑے عالم و فاضل تھے۔ خواجہ صاحب نے نو سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اور اس کے بعد مسجد کے ایک مکتب میں داخل ہوئے آپ نے یہاں ابتدائی طور سے تفسیر، فقہ اور حدیث کی تعلیم پائی اور تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے کافی علم حاصل کر لیا۔

یہاں کلہا کم تاتاریوں کے ہاتھ سے مارا گیا شہر ویران ہو گیا۔ خواجہ غیاث الدین حسن نے دل برداشتہ ہو کر ترک وطن کیا۔ اور خراسان جا بسایا۔ حضرت خواجہ صاحب کی نشوونما و تعلیم و تربیت خراسان ہی میں ہوئی۔

## والد بزرگوار کا وصال

حضرت خواجہ معین الدین حسن کی عمر پندرہ برس ہونے پائی تھی کہ آپ کے والد ماجد خواجہ غیاث الدین نے سفر آخرت اختیار کیا اور آپ یتیم ہو گئے۔ والد نے ترکہ میں ایک باغ اور ایک پن چکی چھوڑی تھی جو آپ کے حصہ میں آئی۔ آپ نے اسی مختصر ترکہ پدری کو اپنے لئے ذریعہ معیشت قرار دیا خود ہی باغ کی باغبانی کرتے اور خود ہی درختوں میں پانی دیتے۔



والد ماجد کے انتقال کے چند ہی مہینے بعد آپ کی والدہ ماجدہ بھی اس جہان فانی سے رخصت فرما گئیں۔ اور ہمارے خواجہ بے یار و مددگار رہ گئے اس وقت آپ کی عمر شریف پندرہ یا سولہ سال تھی۔

اس کمسنی میں والدین کا سایہ سر سے اٹھنا کوئی معمولی بات نہیں لیکن آپ نے صبر کیا مگر دنیا سے دل اچاٹ ہو گیا آپ نے فیصلہ کیا یہ دنیا کچھ بھی نہیں حقیقی اور اصل راحت انسان کو اس وقت مل سکتی ہے جب کہ وہ خدا کو پہچان لے۔

## بزرگ کی نظر

ایک روز اپنے باغ میں فصل کی نگہبانی کر رہے تھے۔ حضرت ابراہیم قندوزی جو اس قصہ کے شیخ وقت تھے۔ جذب و خود فراموشی کا عالم طاری تھا۔ اس باغ کی طرف سے گزرے۔ حضرت خواجہ صاحب نے آپ کو دیکھتے ہی تعظیم و تکریم سے بٹھایا۔ اور کچھ خوشنہ انگور نذر کئے۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ حضرت ابراہیم قندوزی نے جیب سے ایک ٹکڑا کھل کا لالا اور دانت سے کتر کر خواجہ غریب نواز کو دیا۔ اس ٹکڑے کے کھانے کے بعد سے خاص کیف طاری ہو گیا۔ آپ نے تمام باغ کے لوازمات فروخت کر کے راہِ خدا میں خرچ کر دئے۔ سمرقند و بخارا کا سفر اختیار کیا۔



## بیادیت و تحصیل علم

بخارا میں حضرت مولانا حسام الدین کا درس طالبان علم کے لئے پشت پناہ تھا۔ آپ بھی درس میں شریک ہو گئے۔ چوبیسویں سال میں فراغت علمی کی کل علوم ظاہری تحصیل کئے۔ یہاں سے بغداد پہنچے اس زمانے میں حضرت خواجہ عثمان بلردنی رحمۃ اللہ علیہ قطب وقت تھے۔

## بیعت

خواجہ غریب نواز کتاب انیس الارواح میں خود اپنا حال یہ لکھتے ہیں جب میں بغداد پہنچا تو حضرت عثمان بلردنی سے ملنے کی تمنا پیدا ہوئی معلوم ہوا کہ حضرت جنید کی مسجد میں نماز ادا کرنے کو گئے ہیں۔ میں بھی جا پہنچا وہاں منشا نہیں دقت جمگھٹا کے ہوتے بٹھے تھے۔

شیخ کی قدم بوسی حاصل کر کے کھڑا ہوا۔ فرمایا دو گانہ نماز پڑھ۔ میں نے تعمیل حکم کی پھر اشارہ ہوا کہ قبلہ رد بیٹھ کر سورہ بقرہ کے بعد بیس بار کلمہ سبحان اللہ پڑھو میں نے پڑھا۔ اس وقت حضرت شیخ کھڑے ہوئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف منہ کیا اور فرمایا کہ آج تجھے میں خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ دست مبارک میں مقراض تھی اس سے میرے سر کے بال تراشے۔ سر پر کلاہ رکھی اور کلیم خاص عطا کیا۔

پھر ارشاد ہوا کہ بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔ حکم ہوا ہزار بار سورہ اخلاص پڑھو۔



میں نے پڑھی۔ ایک شبانہ روز مجاہدہ کا حکم دیا۔ میں نے موافق ارشاد ایک شبانہ روز عبادت میں گزار لی۔ دوسرے دن حضرت شیخ کے پاس گیا آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ ہمیں بیٹھا ہی تھا کہ کہا کہ آسمان کی طرف دیکھو میں نے کہا کہ ہر دو ہزار عالم عرش اعظم تک نظر آتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ نیچی نظر کرو میں نے دیکھا تحت الثریٰ تک دکھائی دینے لگا۔ پھر فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ اور سورہ اخلاص ہزار مرتبہ پڑھو میں نے پڑھی پھر آپ نے فرمایا اور پر نظر کرو۔ میں نے اوپر نظر کی آپ نے کہا اس وقت کیا دیکھتا ہے میں نے کہا حجاب عظیم۔ آپ نے انگلیاں اپنی مجھے دکھائیں اور کہا کہ کیا نظر آیا میں نے کہا سب کچھ آپ نے فرمایا کہ جاؤ اور اپنا کام سرانجام کو پہنچاؤ۔

## سفر خانہ کعبہ

اس کے تھوڑے عرصہ بعد حضرت عثمان مہارونی خانہ کعبہ کو روانہ ہوئے حضرت خواجہ ہمراہ تھے۔ اثنائے راہ ایک جماعت ملی جو حیرت زدہ تھی جن کو اپنے تن من کی خبر ہی نہ تھی چند روزان کی صحبت میں گزارے جب اس جماعت نے ہوش سنبھالا ہے عالم تیر سے عالم نحو میں نہیں آئے اس کے بعد زیارت خانہ کعبہ کی حضرت خواجہ عثمان مہارونی نے خانہ کعبہ کے پاس



کھڑے ہو کر جناب باری تعالیٰ میں التجا کی۔  
 پروردگار میرے معین الدین کو تو نے میرے حوالے کیا تو تو اس درویش  
 کو قبول کر غیب سے آواز آئی کہ ہم نے معین الدین کو قبول کیا۔  
 وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے جب روضہ اقدس بنی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچے حضرت خواجہ سے ارشاد فرمایا کہ سلام کرو۔  
 آپ نے روضہ کی طرف رخ کر کے سلام کیا۔ آواز آئی وعلیکم السلام۔  
 یا قطب المشائخ اور حکم ہوا کہ ہندوستان جا کر اشاعت اسلام کرو۔  
 آپ نے فرمایا الحمد للہ اے معین الدین اب تم درجہ کمال کو پہنچ گئے۔  
 اور حضور کا حکم بجالاؤ۔ آپ نے پیر کی خدمت میں عرض نیاز مندانہ کی اور  
 کھکت نماز شکرانہ ادا فرمائی۔  
 عرصہ تک آپ پیر کے ہمراہ سیاحت میں رہے۔

## خدمت پیر

حضرت خواجہ غریب نواز نے اپنی کتاب انیس الارواح میں  
 تحریر فرمایا ہے کہ مسافرت طے کرتا ہوا خانہ کعبہ سے واپسی پر بغداد آیا  
 حضرت عثمان ہارون رحمۃ اللہ علیہ معتکف ہوئے پھر مسافرت اختیار کی  
 گیارہ برس تک ابرق و جادہ خواب حضرت کا اپنے سر پر رکھ کر چلتا  
 تھا بیس برس تک مسافرت کی اس وقت پھر پیر دستگیر بغداد تشریف  
 تشریف لائے اور حجرے کے اندر بیٹھ گئے اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ آج  
 سے ہم باہر نہ آئیں گے مگر تم کو چاہئے کہ ہر روز بوقت چاشت میرے  
 پاس آیا کرو چنانچہ میں حاضر ہوا کرتا آپ نے تعلیم فقہی جس کو میں لکھنیا



کرتا تھا۔ یہ احکام اٹھائیس تھے۔

## خرقہ خلافت

حضرت عثمان ماردن رحمتہ اللہ علیہ نے بعد تعلیم طریقت -  
۱۰ تاریخ ماہ شوال ۵۶۰ھ عصا - مصلی - خرقہ مبارک عطا فرمایا۔  
اور اسم اعظم جو سینہ بہ سینہ چلا آ رہا تھا اس کی تعلیم فرمائی۔ خرقہ خلافت  
پالنے کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز نے سجدہ شکر خداوند کریم کلاوا  
کیا اور وہاں سے رخصت ہوئے۔

## سیاحت

بغداد سے روانہ ہوئے قصبہ سنجان میں حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ  
سے فیض حاصل کیا وہاں سے حضرت غوث الاعظم قطب ربانی محبوب  
سجانی پیران پیر دستگیر سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز  
جو حضرت خواجہ کی والدہ ماجدہ کے ہم شیر زادہ تھے۔ ان کی خدمت میں  
حاضر رہ کر چلہ گزینی کی اور فیض باطنی حاصل کیا۔ جیلان میں ایک عرصہ تک  
مقیم رہے۔ آپ سے رخصت ہو کر حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین  
عمر بن الیکری السہروردی کی صحبت میں رہے بہت کچھ نعمتیں حاصل کیں۔  
شیخ احمد الدین کرمانی سے خرقہ خلافت حاصل کیا اس کے بعد ہمدان میں  
حضرت خواجہ یوسف سے اور تبریز میں شیخ ابوسعید سے اصفہان میں  
شیخ محمد اور شیخ ابوسعید البوالخیر اور حضرت شیخ ناصر الدین اور شیخ  
ابوالحسن خرقانی اور شیخ عبد الواحد قدس سرہ العزیز کی خدمتوں میں چند



یوم رہ کر معرفت الہی کا سرمایہ ہم پہنچایا۔ ان سب مقبولان بارگاہ سے فیوضات باطنی حاصل کرتے ہوئے مکہ منظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔

## حضرت خواجہ کا دورہ اجمیر

۵۸۹ھ میں اپنا قائم مقام اپنے خلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی کو کر کے کفرستان اجمیر کا رخ کیا۔ دہلی سے اجمیر تک سفر میں اپنے خلفاء کو قصبات و شہروں میں تبلیغ اسلام کے لئے چھوڑتے ہوئے اور سیکڑوں کفار و مشرکین کو مشرف بہ اسلام فرماتے ہوئے اجمیر پہنچے آنا ساگر کے کنارے کو اپنا مستقر قرار دیا تو کھار اجمیر ہی نہیں بلکہ تمام راجپوتانہ میں شور برپا ہو گیا۔ تمام کفار نے راجہ لکھپت راؤ کو مجبور کیا کہ آپ کو اجمیر سے نکال دے تاکہ برہما جی کا پوترا سٹھان مسلمانوں سے بچا رہے۔ آخر راجپوتانہ کے تمام راجاؤں نے آپ کی اشاعت اسلام سے خوفزدہ ہو کر راجہ اجمیر پر بہت زور ڈالا کہ وہ اجمیر کو آپ سے خانی کرانے تو لکھپت راؤ نے آپ کو اجمیر سے نکل جانے کا حکم دیا مگر کہسوں کی مجال کہ یہ حکم حضرت تک پہنچائے۔ آخر اجمیر کا بڑا مہنت رام دیو نندوؤں کی کثیر التعداد فوج لیکر آپ کو زبردستی نکالنے کے لئے گیا مگر جب رام دیو حضوری میں حاضر ہوا تو نظر پڑتے ہی قدموں پر گر پڑا۔ اور مشرف بہ اسلام ہوا۔

رام دیو کے داخل اسلام ہوتے ہی صد ہا ہندو کفر سے تائب ہو گئے اس واقعہ سے تمام راجپوتانہ میں شور مچ گیا کہ یہ معمولی آدمی نہیں ہے کوئی جادوگر ہے جو نگاہ ڈالتے ہی صد ہا لوگوں کو مسخر کر لیتا ہے اور اپنے مذہب میں لے آتا ہے چنانچہ ہندوستان کے سب سے بڑے جادوگر جے پال کو آپ کے مقابلہ کیلئے بھیجا گیا۔



جب جے پال اپنی شگوفہ سازی اور ڈھٹ بندی اور شعیبہ گری کے ناز پر آپ کے حضور میں آیا سب ترکیبیں فراہوش ہوئیں اور رام دیو کی طرح اسلام کا خادم اور سچا فدائی بن گیا۔

اس کے بعد آپ کی روحانیت نے مشرکین کے قلوب پر وہ ہیبت طاری کر دی کہ راجہ اور ہندوؤں کو حضور کے خلاف لب کشائی کرنے کی بھی جرأت نہ ہوتی تھی۔ چند روز میں کفرستان اجمیر میں مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد ہو گئی۔ ہزار ہا مشرکین دولت اسلام سے مالا مال ہو گئے اور کوئی دن ایسا نہ جاتا تھا کہ ہندوؤں کی کوئی جماعت قرب و جوار سے آکر مشرف بہ اسلام نہ ہوتی ہو۔

اس ملک کے بہت سے مشہور نامی کفار اس زیدۃ الاسرار کے فیض سے مسلمان ہوئے اور وہ بہت سے جو ایمان نہ لائے ان کی جناب میں نذر گزارتے تھے۔

## شادی دیو کا ایمان لانا

اجمیر کے تمام بت خانوں کا پیشوا شادی دیو تھا جو بہت بڑا جادوگر تھا اور شادی مندروں میں رہتا تھا۔ مذہب ہنود کا بڑا عالم فاضل شخص تھا اور کل پجاریوں کا سردار تھا۔ تمام رعایا پر اس کا اثر و رسوخ تھا۔ جب اس نے بت خانوں کی ویرانی کے آثار دیکھے تو بہت متفکر ہوا۔ تمام مندروں کے پجاریوں نے بھی اس کو خواجہ صاحب کی مخالفت میں ابھارا چنانچہ مندروں کے سب رہنے والوں نے مل کر شادی دیو کو خواجہ



صاحب کے مقابلے کے لئے لاکھڑا کیا ان کی نیت درست نہیں تھی۔ حضرت خواجہ بزرگ کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔ مگر خواجہ غریب نواز نے ان پر ایسی نظر ڈالی کہ سب کے سب تھر تھر کانپنے لگے اور سب کے اوسان خطا ہو گئے۔ شادی دیو فوراً حضور غریب نواز کے قدموں میں گر پڑا اور نہایت عاجزی سے معافی کا خواستگار ہوا۔ خواجہ بزرگ نے اسے کلمہ حق کی تلقین فرمائی۔ شادی دیو نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور اس کا اسلامی نام سعد رکھا گیا۔ اس کے ہمراہیوں میں سے بھی اکثر توبہ کر کے ایمان لے آئے۔ اس واقعہ سے تمام اجمیر میں ہل چل مچ گئی اور پرتھوی راج بہت پریشان و فکر مند ہو گیا۔

## اجے پال جوگی کا ایمان لانا

اجمیر میں اسلام کے فروغ سے رائے تھورا کوٹری تشویش ہو گئی۔ چنانچہ اس نے خواجہ غریب نواز کے مقابلے کے لئے اپنے خاندانی گرو کی طرف رجوع کیا جس کا نام اجے پال جوگی تھا۔ اجے پال ہندوستان کا سب سے بڑا اور صاحب کمال جادوگر تھا۔ جو اجمیر کے قریب ہی جنگل میں رہتا تھا راجہ نے اسے بلا کر تمام احوال خواجہ بزرگ کا اسے سنایا جوگی نے حضور کی ان معمولی کریمات کو شعبدہ بازی اور ساحرانہ کیفیت سمجھا۔ اس نے راجہ کو یقین دلایا کہ اس فقیر کو یہاں سے نکال دے گا۔ چنانچہ مرگ چھالہ پر بٹھا اور اپنے تمام چیلوں کو ساتھ لیکر آنا ساگر کی طرف روانہ ہوا جہاں سرکار غریب نواز قیام پذیر تھے۔ شیاطین کا یہ لشکر اڑن شیروں پر



سوار ہاتھوں میں اتردہوں کے کوڑے لئے ہوئے وحشیانہ طور پر چھتے چلاتے  
 آنا ساگر کے کنارے آیا۔ غریب نوازؒ کے نو مسلم ساتھی اس شیطانی لشکر  
 کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے۔

اس وقت حضور غریب نوازؒ نے اپنی انگلی سے حصار کھینچ دیا۔ اور فرمایا  
 اس کے باہر نہ جانا محفوظ رہو گے۔ اچھے پال اور اس کے چیلوں نے اپنے  
 ہاتھوں سے جادو کے اثر دھے چھوڑ دئے جو حضرت کی طرف تیزی سے لپکے  
 مگر خط حصار تک آکر سب کے سب جل گئے۔ اس ترکیب کے ناکام  
 ہونے سے جادو گردوں نے آگ برسانا شروع کی مگر اس آگ نے بھی  
 سرکار اور آپ کے ساتھیوں پر کوئی اثر نہیں کیا بلکہ وہ آگ پلٹ گئی  
 اور اس سے جادو گروہی جل کر خاک ہوئے لگے۔ جب ان کا کوئی کرتب بااگر  
 نہ ہوا تو اچھے پال نے یہ طے کیا کہ آسمان پر پہنچ کر دار کیا جائے۔ چنانچہ  
 وہ آسمان کی طرف اڑنے لگا تاکہ فضا سے حملہ آور ہو۔ جب سرکار  
 غریب نوازؒ کی نظر اس پر پڑی تو آپ نے اپنی جوتیوں کو اشارہ کیا کہ  
 اس بے دین کو نیچے اتار لائیں۔

جوتیاں اڑیں اور آن کی آن میں اچھے پال کے سر پر پہنچ کر ٹر اتر پڑنے  
 لگیں تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوتیاں اچھے پال کے سر پر مسلط ہیں  
 اور وہ چاروں چار نیچے اترتا چلا آ رہا ہے آخر غرور کا سر نیچا ہوا۔ اچھے پال  
 کی آنکھوں سے اب پردے اٹھ چکے تھے اور اس نے سبچہ لیا تھا کہ سحر  
 بیکار ہے آج تک سحر کے حصول میں زندگی برباد کی۔ لہذا آنکھوں میں اشک  
 ندامت بھر لایا۔ اور معافی کا خواستگار ہوا۔

حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے کمال مہربانی سے معاف کر دیا۔ اور وہ



صدق دل سے مسلمان ہو کر آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گیا حضور نے عبد اللہ نام تجویز فرمایا اس کے باقی ماندہ چیلے بھی ایمان لے آئے اور جتنے افراد نے کنارے پر یہ واقعہ دیکھا تھا وہ سب حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

ابجے پال نے ایمان لانے کے بعد حضور غریب نوازؒ کی خدمت میں التجا کی کہ حضور اپنے مدارج اعلیٰ سے آگاہ فرمائیں۔ آپ نے سنکر فرمایا آنکھیں بند کرو آنکھیں بند کرتے ہی اس نے دیکھا کہ تمام حجابات اٹھنے شروع ہو گئے عالم برزخ بام ہائے افلاک حتیٰ کہ عرش اعظم تک کی سیر کرادی جب اس کی طبیعت سیر ہو گئی تو حکم دیا کہ آنکھیں کھولو آنکھیں کھول کر حضور کے قدموں میں گر گیا۔ حضور نہایت شفقت سے اسے اٹھایا۔ اور اس قدر کم فرمایا کہ اس کو ادلیائے کاملین کے درجہ تک پہنچا دیا اب اس نے ایک اور التجا پیش کی کہ میں حیات ابدی کا طالب ہوں چنانچہ حضور نے بسم فرما کر بارگاہ ایزدی میں عرض گزاری جس پر شرف قبولیت اس کو مل گیا۔ کہا جاتا ہے کہ عبد اللہ زندہ ہیں اور بھولے مٹھکے مسافروں کو راستہ بتاتے ہیں اجمیر اور گردونواح کے لوگ انھیں عبد اللہ بیابانی کے نام سے پکارتے ہیں۔

## رفتار تبلیغ

جوگی ابجے پال کے مسلمان ہوتے ہی ایک تہلکہ پورے اجمیر شریف میں پڑ گیا اور لوگ خواجہ غریب نوازؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر آبادی میں قیام فرمانے کی درخواست کی چنانچہ آپ نے آنا ساگر سے اٹھ کر اس جگہ آ کر قیام فرمایا جہاں آج کل درگاہ شریف ہے۔ یہ جگہ شادی دیو کی ملکیت میں تھی۔



اس واقعہ سے راجہ بہت متاثر ہوا۔ اور آتشِ غضب و غضب اس کے سینے میں بھڑکنے لگی۔

ادھر خواجہ غریب نوازؒ نے تبلیغ و ہدایت کا کام اورتیٰ ذکر دیا۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے ان کو ایسی کیمیا اثر انداز نظر عطا فرمائی تھی کہ جس پر ایک بار نظر ڈالتے آپ کی محبت کا اسیر ہو جاتا تھا۔

کا اخلاق اتنا وسیع تھا کہ ہر آنے والا آپ کی تواضع مہمان نواز اور پُر خلوص ہمدردی و خیر خواہی سے متاثر ہو کر آپ کا گردیدہ ہو جاتا تھا۔ لوگ جوق در جوق حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہونے لگے اور اس طرح ہزاروں آدمی کفر کی تاریکی سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آ گئے۔

## سماع اور استغراق

حضرت خواجہ قدس سرہ العزیز کو سماع کے وقت بخودی بے خبری محویت اور استغراق کا غلبہ زیادہ رہتا تھا کئی کئی دن سماع کا کیف رہ کر رہتا تھا۔ راگ سے کمال ذوق و شوق تھا آپ کی محفل سماع میں علماء و مشائخ کثرت سے ہوا کرتے تھے۔ کفار تماشا سنبھہ کر بزم سماع میں حاضر ہوتے گھر جاتے آئینہ دل صاف ہوتا۔ معہ گھریا کے قدموں میں حضور کے آگے بوسہ شخص آپ کی مجلس میں ایک مرتبہ آجاتا صاحبِ ذوق و شوق ہو جاتا۔

## متاہل زندگی

دہلی سے حضرت اجمیر شریف لائے تو سید السادات سید حسین شاہدی



المشہد خالی نہ تھے۔ محبت صحابہ رکھتے تھے صلاح و تقویٰ سے آراستہ اور سلطان قطب الدین بیگ کے داروغہ تھے۔ آپ ان کے یہاں مقیم تھے انہوں نے اپنی چچا زاد بہن بی بی عصمت بنت سید وجیہ الدین مشہدی کا عقد آپ کے ساتھ کرادیا۔ جن سے راہ خواجہ محمد الدین محمد متونی - ۲۔ خواجہ ضیاء الدین ابوالخیر متونی (۳) خواجہ حسام الدین جو رجال الغیب کے گروہ میں جا ملے تھے۔

## دوسری اہلیہ

ایک راجہ کی دختر تھی جو امت اللہ کے نام سے مشہور تھیں ان کے لطن سے دختر بی بی حافظ جمال پیدا ہوئیں یہ بڑی عابدہ زاہدہ تھیں۔

## وصال خواجہ

۶۳۳ھ شروع ہوتے ہی خواجہ غریب نوازؒ کو علم ہو گیا کہ یہ آخری سال ہے چنانچہ آپ نے اپنے مریدوں کو ضروری ہدایتیں فرمائیں جن لوگوں کو خلافت دینی تھی ان کو خلافت سے سرفراز فرمایا اور ساتھ ہی خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کو اجمیر بلا بھیجا۔

حضور خواجہ غریب نوازؒ ایک روز اجمیر کی جامع مسجد میں تشریف فرما تھے اور احباب خاص حاضر خدمت تھے۔ آپ ملک الموت پر باتیں کر رہے تھے کہ معاً شیخ علی سجری سے مخاطب ہوئے اور ان سے خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خلافت کا فرمان لکھوایا۔ قطب حاضر خدمت تھے۔



حضور غریب نوازؒ نے اپنا کلاہ مبارک قطب صاحب کے سر پر رکھا  
اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھا ترقہ اقدس پہنایا۔ کلام پاک اور عصاء مبارک  
ہاتھ میں دیا اور نعلین مبارک مرحمت فرمائیں۔ اور ارشاد فرمایا۔ یہ نعمتیں  
میرے بزرگوں سے سلسلہ بہ سلسلہ فقیر تک پہنچی ہیں اب میرا آخری وقت  
آپہنچا ہے یہ امانتیں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ حق امانت حتی الامکان ادا  
کرنا تاکہ قیامت کے دن مجھے اپنے بزرگوں کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے  
پھر اور کئی نصیحتیں فرمائیں اور آپ کو رخصت کیا۔ وصال سے چند دن قبل  
آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ سید فخر الدینؒ کو نصیحت  
فرمائی دنیا کی تمام چیزیں مٹنے اور فنا ہونے والی ہیں ہر دم خدا کی خوشنودی  
طلب کرتے رہنا۔ تکلیف اور مصیبت میں صبر و استقلال کا دامن ہاتھ سے  
نہ چھوڑنا۔

۶۳۴ھ میں ۵ رادر ۶ رجب کی درمیانی شب کو حسب معمول بعد  
نماز عشاء آپ اپنے حجرہ میں داخل ہوئے اور اندر سے دروازہ بند کر کے  
یادِ خدا میں مشغول ہو گئے۔

رات بھر درود اور ذکر کی آوازیں آتی رہیں صبح ہونے سے پہلے  
یہ آواز بند ہو گئی۔ سورج نکلنے کے بعد جب دروازہ نہیں کھلا تو خدام  
نے دستک دی اس پر بھی کوئی جواب نہیں ملا تو پریشانی بڑھ گئی آخر  
مجبوراً دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ آپ داخلِ بحق ہو چکے تھے۔  
آوازیں بلند ہوئیں کہ اللہ کے جیب تھے۔ اللہ کی محبت میں وفات پائی۔  
إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔



خواجہ غریب نوازؒ کے انتقال پر ملال کی خبر فوراً شہر کی گلی کوچوں اور  
مضافات میں پھیل گئی لوگ محبت کے آنسو بہاتے ہوئے اپنے محبوب کے  
جنازے پر نرا روں کی تعداد میں جمع ہو گئے آپ کے بڑے صاحبزادہ سید  
نحر الدینؒ نے نماز جنازہ پڑھائی جس حجرہ میں آپ نے انتقال فرمایا  
تھا۔ اسی حجرہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔ تب ہی سے آپ کا آستانہ مبارک  
تمام ہندوستان کا روحانی مرکز بنا ہوا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک بنا  
رہے گا۔

حضور خواجہ غریب نوازؒ نے، ۹ سال کی عمر میں وفات پائی بتاریخ  
۶ رجب ۱۲۲۷ھ بروز جمعہ آپ کا عرس مبارک ہر سال یکم رجب سے  
۶ رجب تک بڑے اہتمام سے ہوتا ہے۔ غیر ممالک اور پورے ہندو  
پاکستان سے لوگ عرس مبارک میں شرکت کے لئے آتے ہیں اور آپ  
کا آستانہ عالیہ اجمیر شریف میں مرجع خلایق ہے اور لوگ بلا لحاظ مذہب  
دلت آستانہ پر حاضر ہوتے ہیں۔

## عمارات درگاہ شریف

شہر اجمیر بلند پہاڑیوں کے درمیان آباد ہے جیسے چہار دیواری کے  
اند ایک قلعہ ہو اس کے مغرب اور جنوبی پہلو سے دلا ہوا تاراکٹھ نامی  
پہاڑ کا سلسلہ ہے اس پہاڑی کے دامن میں حضرت خواجہ غریب نوازؒ  
کی درگاہ معلیٰ ہے جو ایک وسیع رقبہ گھیرے ہوئے ہے۔ درگاہ شریف ایک  
وسیع چہار دیواری کے اندر واقع ہے۔ احاطہ درگاہ شریف کے جنوب



میں چھالہ مشرق میں گلی لنگر خانہ اور محلہ خادمان شمال میں درگاہ بازار اور مغرب میں وہ راستہ ہے جو ترلوپلیہ دروازہ سے ہو کر اندر کوٹ اور تارا گڑھ کو جاتا ہے۔

## نظام گیٹ

احاطہ درگاہ شریف میں داخل ہونے کے لئے ہر چہار جانب دروازے ہیں جن میں سب سے زیادہ ممتاز اور عالیشان دروازہ درگاہ بازار کی جانب ہے اس کو نظام گیٹ کہتے ہیں۔ یہ دروازہ ۱۹۱۲ء میں بننا شروع ہوا اور تعمیری کام تین سال تک جاری رہا۔ یہ دروازہ جناب میر عثمان علی خان سابق نواب حیدرآباد دکن کا بنوایا ہوا ہے۔ اس لئے اس کو عثمانی دروازہ بھی کہتے ہیں۔

اس کی بلندی سٹرفٹ اور چوڑائی سوہ دور دیہ دالانوں کے ۲۴ فٹ ہے محراب کی چوڑائی سولہ فٹ ہے اور دروازہ کے اوپر نقارخانہ لکھا ہے۔

## کلمہ دروازہ

عثمانی دروازہ سے درگاہ شریف میں داخل ہوں تو کچھ ناصلہ پر ایک پرانی قسم کا دروازہ آتا ہے اس کے اوپر شاہی دقتوں کا نقارخانہ ہے۔ اس دروازہ کو شاہجہاں نے ۱۶۳۶ء میں تعمیر کرایا۔ اس وجہ سے یہ دروازہ نقارخانہ شاہجہانی کے نام سے مشہور ہے۔ دروازہ کے اندر باہر سنگ مرمر کا فرش ہے کلمہ دروازہ سے آگے بڑھیں تو ایک صحن میں داخل ہوتے ہیں جس



کے دائیں شفاخانہ اور کبریٰ مسجد کی سیڑھیاں ہیں اور سامنے بلند دروازہ ہے

## اکبری مسجد

یہ مسجد عہد اکبری کی یادگار ہے۔ شاہزادہ سلیم (جہانگیر) کی پیدائش کے چھ مہینے بعد اکبر بادشاہ بہ غرض زیارت آستانہ عالیہ اجمیر شریف آیا۔ اور اس نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ یہ مسجد رخ تھروں کی تعمیر ہوئی ہے۔ مسجد متعلقہ عمارات ۱۴۰ فٹ لمبی اور ۱۲۰ فٹ چوڑی ہے۔ محراب ۵۶ فٹ بلند ہے۔

## بلند دروازہ

یہ دروازہ سلطان محمود خلجی کی یادگار ہے اس کی بلندی ۸۵ فٹ ہے اندک فرش سنگ مرمر کا ہے۔ چونکہ درگاہ شریف کی کل عمارتوں سے یہ دروازہ اونچا ہے اس لئے اس کو بلند دروازہ کہتے ہیں۔ جمادی الآخر کو اسی دروازہ کے اوپر عرس شریف کا جھنڈہ نصب کیا جاتا ہے۔

## صحن چراغ

بلند دروازہ سے آگے بڑھتے ہی سامنے صحن میں ایک ہمیشہ پہلوں خولبورتا چھتری ہے۔ اس میں ایک بہت بڑا پرانے وضع کا پتیل کا چراغ رکھا ہوا ہے۔ اس لئے اس پورے صحن کو صحن چراغ کہتے ہیں۔



## بڑی دیگ

صحن چراغ میں بلند دروازہ کے دائیں جانب بڑی دیگ ہے۔ اکبر بادشاہ نے یہ عہد کیا تھا کہ چتوڑ گڈھ مہم سر کرنے کے بعد وہ پاپیادہ اجمیر شریف حاضر ہو کر ایک بڑی دیگ پیش کرے گا۔ چنانچہ اس کو فتح حاصل ہوئی۔ پاپیادہ سفر کر کے اجمیر شریف پہنچا اور یہ دیگ چڑھائی۔ اس دیگ کا محیط ۲۲ گز ہے اور اس میں سوا سو من چاول پک سکتا ہے۔ یہ دیگ ۱۹۷۶ء میں پیش کی گئی تھی۔

## چھوٹی دیگ

یہ دیگ صحن چراغ میں بلند دروازہ کے بائیں جانب ہے۔ اس دیگ کو سلطان نور الدین جہانگیر نے ۱۳۱۳ء میں نواکہ پیش کیا اس میں اتنی من چاول پک سکتا ہے۔

## محل خانہ

یہ عمارت صحن چراغ سے جانب مغرب میں ہے۔ نواب بشیر الدولہ نے اپنے فرزند رشید نواب حسین الدولہ کی تقریب ولادت کی خوشی میں تعمیر کرایا۔ نواب موصوف نے دربارِ خواجہ میں بیٹھے کے لئے دعا مانگی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں اسی برس کی عمر میں بیٹیا عطا فرمایا اس خوشی اور منّت کے ادائیگی میں انہوں نے یہ عمارت تعمیر کرائی۔ اس کی تعمیر کا کام ۱۲۰۶ء میں



شروع ہوا اور ۱۲۰۹ھ میں یہ عمارت بن کر تیار ہوئی اس کا طول ۴۶ فٹ اور عرض بھی ۴۶ فٹ ہے گویا یہ عمارت مربع نما ہے۔ عرس شریف کے ایام میں مجالسِ سماع کا اہتمام اسی عمارت میں رہتا ہے اس لئے اس کو محفل خانہ کہتے ہیں۔

## خالقہ

یہ عمارت محفل خانہ سے متصل مغرب میں واقع ہے اور اس میں داخل ہونے کے لئے محفل خانہ کے شمالی گوشہ میں ایک دروازہ ہے آج کل اس عمارت میں یتیم خانہ ہے۔

## لنگر خانہ

صحن چسراغ کے مشرق میں حجروں کی قطاروں کے درمیان ایک پھاٹک ہے اس پھاٹک کے اندر داخل ہونے پر ایک وسیع صحن اور دالان ہے۔ جس کا ایک پھاٹک گلی لنگر خانہ میں کھلتا ہے۔ دالان کے اندر لوہے کے دو بڑے بڑے کڑھاؤ ہیں۔ صبح و شام تکین دلیا پکا کر غریبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ لنگر خانہ اکبر بادشاہ نے غریبوں کے لئے بنوایا تھا۔

## احاطہ چنبیلی

صحن چسراغ سے آگے بڑھنے پر حجروں کی قطاروں کے درمیان دو بڑے بڑے دروازے ہیں جو دروازے جانب مشرق ہے اس سے آگے بڑھنے پر احاطہ آستانہ عالیہ میں داخل ہوتے ہیں۔ اور گنبد شریف بالکل منہ



سامنے نظر آتا ہے بائیں ہاتھ پر سنگِ مرمر کی بنی ہوئی ایک خوبصورت  
مگر چھوٹی سی مسجد ہے جسے اولیاءِ مسجد کہتے ہیں۔ دائیں ہاتھ پر مسجدِ صندل  
خانہ ہے جس کے شمالی سرے لمحق احاطہ چنبیلی ہے جس میں متبرک مزارات  
ہیں ان مزارات اور ان کی دیواروں پر چنبیلی کے پودے چھائے ہوئے  
ہیں۔ مشہور ہے کہ یہ مزارات خواجہ غریب نواز کی ازادواج مطہرات  
کے ہیں۔

## مسجدِ صندل خانہ

اس مسجد کا جائے وقوع احاطہ چنبیلی کے ساتھ بیان ہو چکا ہے  
یہ مسجد سلطان محمود غزنوی کی بنوائی ہوئی ہے عہدِ جہانگیر میں مسجد  
خستہ شکستہ ہو چکی تھی جہانگیر بادشاہ نے چار دروازے تعمیر کروائے۔  
شہنشاہ اورنگ زیب نے اس کی مرمت کرائی اس وجہ سے یہ مسجد  
تین بادشاہوں کے نام سے منسوب ہے۔

ایام عرس شریف میں یکم رجب سے ۹ رجب تک مزار اقدس پر  
پیش کرنے کے لئے صندل کی گھسانی اسی مسجد میں ہوتی ہے جس کی وجہ سے  
یہ مسجد صندلی مسجد کے نام سے مشہور ہو گئی۔

حضور غریب نواز کے مزار اقدس سے صبحِ شام جو پھول اترتے ہیں  
وہ اسی مسجد کے ایک گوشہ میں کچھ دیر کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ اس  
وجہ سے اس مسجد کو مسجدِ پھول خانہ بھی کہتے ہیں۔

## اولیاءِ مسجد

یہ مسجد احاطہ چنبیلی اور مسجدِ صندل خانہ سے چند قدم کے فاصلے پر



جانب مشرق واقع ہے یہ مسجد اس مقام پر بنائی گئی ہے جہاں حضور خواجہ  
غریب نوازؒ نماز پڑھا کرتے تھے۔

## شاہجہانی مسجد

یہ مسجد مزار اقدس کے مغرب بنی ہوئی ہے نہایت نفیس سنگ مرمر کی  
بنائی گئی ہے یہ عالیشان مسجد شاہجہاں بادشاہ کے حکم سے تعمیر ہوئی۔ جمعہ  
کی نماز اس مسجد میں بڑی شان سے ہوتی ہے اس کو جامع شاہجہانی بھی کہتے ہیں۔  
اس کا طول شرقی ۹۰ گز اور عرض ۲۷ گز ہے مسجد کا صحن بہت کشادہ  
ہے مزار اقدس کا جنتی دروازہ مسجد کی محراب سے بالکل سامنے نظر آتا  
ہے جمعہ کی نماز اس مسجد میں بڑے اہتمام سے ہوتی ہے۔ شاہی وقتوں سے  
ہی یہ قاعدہ ہے کہ جمعہ کی نماز کے لئے چار مرتبہ توپیں داغی جاتی ہیں۔  
اول خطبہ شروع ہونے سے پانچ منٹ قبل دوئم خطبہ کے وقت سوئم  
اقامت کے وقت اور چہارم سلام کے وقت۔

## بیگمی دالان

گنبد شریف کا صدر دروازہ مشرق روپہ ہے اس دروازہ کے  
آگے ایک نہایت خوبصورت اور عالیشان دالان ہے جو تین جانب سے  
کھلا ہوا ہے یہ دالان ۱۰۵۲ء میں شہزادی جہاں آرا نے تعمیر کرایا تھا  
اس لئے اس کو بیگمی دالان کہتے ہیں۔



## تعارف

### روضہ مبارک حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ایک عرصہ تک خام رہا۔ خواجہ حسن نسیرہ شیخ حمید الدین صوفی ناگوری مزار پر حاضر باش رہا کرتے تھے ان کی خدمت میں سلطان غیاث الدین نے تحفہ تحائف پیش کئے اسی سے گنبد وغیرہ تعمیر ہوا۔ نقاشی گنبد کی سلطان محمود بن ناصر الدین کے زمانے میں ہوئی گنبد کی دیوار کی جالی پر یہ تاریخ کندہ ہے۔

از پئے تاریخ نقش گنبد خواجہ معین  
گفت ہالف گو معظم قیہ عرش بریں

روضہ کا دروازہ بادشاہ ہانڈو نے بنوایا۔ یہ گنبد قبر خام پر بنا ہوا ہے۔ سفید گنبد پر سونے کا بہت بڑا گلس اور کونول پر سنہری کلسیاں نہایت شاندار ہیں۔ روضہ کماندرونی حصہ میں سنہری اور لاجوردی کام کیا ہوا ہے اور چھت میں کاشانی محل کی زرین چھت گیری لگی ہوئی ہے چھت گیری کے نیچے ستون کے قہقہے طلاق زنجیروں میں آویزاں ہیں ایسے ہی چاروں گوشوں میں قہقہے لٹکے ہوئے ہیں۔

اس کے علاوہ نقری قہقہے چاروں طرف کثرت سے آویزاں ہیں اور دیوار کے اندر سنہری چوکھٹوں میں آئینے نصب ہیں اور اندر روضہ۔ یہ اشعار آبِ زر سے لکھے ہوئے ہیں۔



خواجہ خواجگاں معین الدین  
اشرف اولیائے روئے زمین  
در جمال و کمال آل چہ سخن  
ابن مبین بود بحصین و حصین  
مطلع در صفات او گفتم  
در عبادت بود چو در شمس

مزار پر سیپ کے کام کا چھپر کھوٹ صندلی بنا ہوا ہے چھپر کھوٹ  
کی چھت میں کبھی سبز رنگ نخل رومی کی چھت گری کبھی زرد کی ہیں  
پرزریں کام کیا ہوا ہے۔ لگی رہتی ہے اسکے کناروں پر چاروں طرف سونے  
کے تمغے جگمگاتے ہیں۔ چھپر کھوٹ کے اندر سنگ مرمر کا مزار ہے  
اس پر سنگ طلائی و ابری و عجوبہ وغیرہ کی پیکاری ہے جس میں بیل  
بوٹے پھول پتے بنے ہوئے ہیں مزار کا تو نیر جو سنگ مرمر کا ہے اس  
میں یا قوت رمانی جڑا ہوا ہے مزار ہمیشہ زریفت کخواب پر زرتما می  
اور شجر کے قبر پوشوں سے ڈھکا رہتا ہے۔

کٹھرہ جہانگیری سنہرہ تھا۔ اس کے بعد نقری۔ دوسرا کٹھرہ  
جہاں آرا بیگم کا چٹڑھایا ہوا ہے گنبد کے اندر سنگ مرمر کا فرش ہے  
مربع پتھروں میں سنگ موسیٰ کی پٹریاں بٹری ہوئی ہیں۔ اس کے شرقی  
دروازہ سے ملحق حجرے بنے ہوئے ہیں۔ جانب جنوب کے دروازہ کو  
تیغہ کیا ہوا ہے۔ دوسرا دروازہ کشادہ ہے جس میں اکبر بادشاہ کی لائی  
ہوئی چوڑ گڈھ کے قلعہ کی جوڑی پٹھی ہوئی ہے۔ اس دروازہ کے  
آگے جو دوسرا دروازہ ہے اس کی دیوار پر ذیل کی نظم تحریر ہے



بیا کہ کعبہ اہل دل ست خواجہ معین  
طواف مرقد آدمی کنند شاہ و گدا

داد صدق در آدر مقام خواجہ معین

کہ ہست روضہ باکش چو جنت المادا

۱۲۲۵ھ میں نواب فیض اللہ خان بنگش رئیس فرخ آباد نے باہر  
والے دروازہ میں جوڑی چڑھائی۔

ایک عقیق یعنی زرد رنگ کا دروازے کے شمال رخ پر چڑھا ہوا ہے  
روضہ کے سنگ مرمر کی جالیوں پر زرین پردے پڑے رہتے ہیں۔ مگر  
موسم گرمی میں خس کے پردے ڈالے جاتے ہیں۔

## شادیاں اور اولاد

حضرت خواجہ غریب نواز کا بچپن مصیبتوں اور تکلیفوں میں گذرا  
اور جوانی طلب علم اور تلاش حق اور فقیری کی نذر ہو گئی۔ اب جب  
آپ کی عمر شریف تقریباً اسیٹھ سال کی ہو گئی اور اجمیر شریف آپ کا  
مستقل قیام گاہ بن گیا۔ اور تبلیغ کا کام کمال عروج کو پہنچ گیا تو ایک  
روز خواب میں آپ کو حضور سکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار  
کا شرف حاصل ہوا۔ سرد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔  
اے معین الدین تم نے احکام خداوندی کی بجا آوری میں سرگرم کوشش  
کی۔ کیا وجہ ہے کہ میری سنت پر عمل نہیں کیا۔ چنانچہ اس خواب کے  
بعد حضور غریب نواز نے یکے بعد دیگرے دو نکاح کئے۔



ان دنوں اجیر شریف میں ایک باخدا بزرگ حضرت سید وجیہ الدین  
 مشہدیؒ مقیم تھے ایک روز حضرت خواجہ وجیہ الدین نے امام جعفر صادق  
 کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں اے فرزند وجیہ الدین ارشاد حضور سرورِ  
 عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اپنی بیٹی خواجہ معین الدین چشتی کے نکاح  
 میں دے دو۔ کیونکہ وہ واصلانِ درگاہِ الہی و مہبانِ رسالت پناہی  
 میں سے ہے۔ جب سید صاحب خواب سے بیدار ہوئے تو ان کی  
 مسرت کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ حضور غریب نوازؒ کی خدمت میں حاضر  
 ہو کر اپنا خواب بیان کیا۔ خواجہ بزرگ نے فرمایا کہ اگرچہ میری عمر آخر  
 ہو چکی ہے تاہم حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل  
 اور فرمانِ امامِ اعلیٰ مقام کا بجالانا ضروری ہے اس لئے یہ تقریب مجھے  
 منظور ہے یہ سن کر سید صاحب بہت خوش ہوئے اور حضور غریب  
 نوازؒ کے ساتھ اپنی دختر نیک اختر کا عقد کر دیا۔ ان بی بی صاحبہ کا  
 نام بی بی عظمت تھا۔ غریب نواز نے عقد ثانی بھی کیا اہل سیر لکھے ہیں کہ دوسرا  
 عقد ایک راجہ کی لڑکی سے ہوا تھا جنھوں نے خلوص دل سے اسلام  
 قبول کر لیا تھا۔ ان بی بی صاحبہ کا اسلامی نام امت اللہ تھا۔ دونوں  
 بیویوں سے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی جملہ چار اولادیں ہوئیں  
 جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔  
 حضرت خواجہ نواز الدین، حضرت خواجہ ضیاء الدین، ابوسعید۔ حضرت  
 خواجہ حسام الدین۔ اور بی بی حافظہ جمال رحمۃ اللہ علیہا۔



## حضرت خواجہ فخر الدینؒ

آپ حضور غریب نواز کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں قصبہ مانڈل میں کاشت کاری کر کے بسر اوقات کرتے تھے آپ بہت بڑے باکمال بزرگ تھے۔ علوم ظاہری اور باطنی کے زبردست عالم تھے حضور غریب نواز کے وصال کے بیس سال بعد آپ قصبہ سرداڑ میں جو اجیر شریف سے چالیس میل دُور ہے۔ واصل باحق ہوئے۔ مزار پاک وہیں ہے جو ایک تالاب کے کنارے پُر فضا مقام پر واقع ہے ہر سال ماہ شعبان کی ۳ سے ۶ تک آپ کا عرس بڑے اہتمام سے سرداڑ شریف میں ہوتا ہے آپ کے پانچ صاحبزادے تھے جن میں حضرت خواجہ حسام الدین جگر سوختہ بڑے باکمال بزرگ اور عارف باللہ تھے۔ آپ کا مزار مبارک سانجھ شریف میں ہے ہر سال رجب کی ۱۳۔ اور ۱۲ کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔ سرکار غریب نواز کو حضرت خواجہ فخر الدین سے بے حد محبت تھی۔

## حضرت خواجہ حسام الدین

آپ حضور غریب نواز کے منجملے صاحبزادے ہیں وہ صاحب کشف و کرامت اور باکمال بزرگ تھے آپ کو حضور غریب نواز کی روح مبارک سے نسبت کامل حاصل تھی آپ نے بڑے بڑے مجاہدات اور سخت تریاقتیں کی ہیں۔ پتیا لیس سال کی عمر میں آپ عوام کی نظروں سے غائب ہو کر ابدالوں میں شامل ہو گئے۔



## حضرت خواجہ ضیاء الدین ابو سعیدؒ

آپ خواجہ غریب نوازؒ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں نہایت متقی اور پیرنگار  
بزرگ تھے آپ نے پچاس سال کی عمر میں وفات پائی۔ مزار مبارک  
آستانہ مبارک اجمیر شریف میں لب چھالہ گھاٹ کے چوٹے پر ہے  
آپ کا عرس مبارک ہر سال ۳ رزدی الحجہ کو ہوتا ہے۔

## حضرت بی بی حافظہ جمال رحمۃ اللہ علیہ

آپ سرکار غریب نوازؒ کی اکلوتی صاحبزادی ہیں بہت بڑی عابدہ  
زادہ اور پارسا خاتون تھیں غریب نوازؒ نے آپ کو خرقہ خلافت  
عطا فرمایا۔ صدی عورتوں نے آپ کے وسیلہ سے تقرب الہی کا درجہ  
حاصل کیا۔ حضرت شیخ رضی الدینؒ سے آپ کا عقد ہوا جو قاضی محمد الدین  
ناگوری کے بڑے صاحبزادے تھے۔ صاحبزادی صاحبہ نے نہایت دشوار  
ریاضتیں کی ہیں۔ آپ کا مزار مبارک حضور غریب نوازؒ کے پائنتس میں ہے

## خواجہ غریب نوازؒ کے عزائم

حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے ہندوستان میں ایک زبردست  
روحانی اور سماجی انقلاب کو جنم دیا۔ چھوٹ چھات کے اس بھیا تک  
ماحول میں اسلام کا نظریہ توحید عملی حیثیت سے پیش کیا اور بتایا کہ



کہ یہ صرف ایک خیالی چیز نہیں ہے بلکہ زندگی کا ایک ایسا اصول ہے جس کو تسلیم کرنے کے بعد ذات پات کی تفریق بے معنی ہو جاتی ہے یہ ایک زبردست دینی اور سماجی انقلاب کا اعلان تھا۔

ان دنوں اجمیر راجپوت سامراج کا مضبوط مرکز اور ہندوؤں کا مذہبی گڑھ تھا اور دُور دُور سے ہندو اپنی دینی رسومات پوری کرنے کے لئے وہاں جمع ہوتے تھے۔ ایک ایسے زبردست سیاسی اور مذہبی مرکزی قیام کا فیصلہ نہ صرف خواجہ غریب نوازؒ کے نختہ عزائم کی ترجمانی کرتا ہے بلکہ ان کی غیر معمولی خود اعتمادی کا آئینہ دار ہے۔

## الحديث

قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔

نماز کے بارے میں اللہ سے ڈریئے۔

نماز افضل الجہاد ہے۔

نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے۔

نماز مسلمان کی پہچان ہے۔



## حضرت خواجہ غریب نواز کے خلفائے عظام

نمبر شمار	اسمائے مبارک	تاریخ وصال	مزارات
۱	حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ	۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ	دہلی
۲	حضرت امام الدین دمشقیؒ	۴ ربیع الاول ۵۷۲ھ	اجیر شریف
۳	حضرت نیاز اللہ خراسانیؒ	۱۵ ربیع الاول ۵۸۵ھ	"
۴	حضرت احمد شہاب کوفیؒ	۱۳ شعبان	"
۵	حضرت خواجہ محی الدینؒ	"	"
۶	حضرت داؤد الدینؒ	۲۹ محرم ۶۰۰ھ	"
۷	حضرت شیخ احمد کابلیؒ	۵۹۷ھ	بنارس
۸	حضرت غلام ہادی ترکؒ	۱۱ شوال ۵۸۸ھ	اجیر شریف
۹	حضرت سلطان شادؒ	۱۹ جمادی الاول ۵۹۳ھ	"
۱۰	حضرت احمد خاں وترانیؒ	۴ شعبان ۶۰۳ھ	"
۱۱	حضرت قادر سعیدؒ	۱۹ رجب ۶۰۷ھ	"
۱۲	حضرت قرآن احمدؒ	۴ رمضان ۶۲۱ھ	دہلی کھنہ
۱۳	حضرت احمد قہرؒ	۱۶ شوال ۶۲۱ھ	"
۱۴	حضرت اطہر خان ترکؒ	۹ شعبان ۶۰۷ھ	"
۱۵	حضرت سبحان علیخان چغتئیؒ	۹ ذی الحجہ ۶۱۹ھ	جمیر شریف
۱۶	حضرت فقیر محمدؒ	۲۷ جمادی الاخر ۶۱۱ھ	جمرود
۱۷	حضرت امیر بریلو جی سدا سہاگؒ	۱۶ محرم ۶۰۰ھ	اجیر شریف
۱۸	حضرت احمد خان غلزیؒ	۱۸ ذی القعد ۶۰۲ھ	گنوںج



نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ وصال	مزارات
۱۹	حضرت ہادی محمد عفرت	۱۶ ذی الحجہ ۶۰۹ھ	اجیر تریف
۲۰	حضرت کیوان اصغر احمد قندھاری	۱۵ رجب ۶۱۵ھ	دہلی کہنہ
۲۱	حضرت نظام الدین خاں ترک	۱۶ شعبان ۶۱۹ھ	"
۲۲	حضرت صوفی بہادر شاہ	۱۱ محرم ۶۱۸ھ	اجیر تریف
۲۳	حضرت مردغاد خاں ترک	۱۶ شعبان ۶۱۹ھ	"
۲۴	حضرت مراد بیگ نعل	۲۷ شوال ۶۱۲ھ	"
۲۵	حضرت محمد اصغر بہاری	۲۷ رجب ۶۸۷ھ	دہلی کہنہ
۲۶	حضرت شعبان خاں ترک	۲۷ ربیع الاول ۶۹۸ھ	"
۲۷	حضرت نعمت احمد صفا	۱۳ جمادی الآخر ۶۱۶ھ	اجیر تریف
۲۸	حضرت محمود احمد	۱۹ رمضان ۶۲۱ھ	"
۲۹	حضرت رماد اکبر شاہ	۲۱ صفر ۶۰۸ھ	"
۳۰	حضرت غریب اصغر	۱۰ شعبان ۶۱۵ھ	"
۳۱	حضرت شہاب ولی	۸ شوال ۶۱۷ھ	"
۳۲	حضرت سردار احمد	۱۰ رمضان ۶۱۷ھ	"
۳۳	حضرت ظہیر الدین	۸ شوال ۶۰۳ھ	"
۳۴	حضرت سفیا احمد	۶ رجب ۶۱۰ھ	دہلی
۳۵	حضرت معروف شہاب قریشی	۱۹ صفر ۶۰۳ھ	اجیر
۳۶	حضرت عبداللہ اصغر	۱۱ شعبان ۶۶۱ھ	دہلی



نمبر شمار	اسمائے مبارک	تاریخ و سال	مزارات
۳۷	حضرت عبدالنقارؒ	۲۵ رجب ۶۶۱ھ	اجمیر تھلہ
۳۸	حضرت عزیز احمد شاہؒ	۱۶ صفر ۶۹۷ھ	دہلی
۳۹	حضرت نوشیوخ اعرافیؒ	۲۲ محرم ۶۷۲ھ	"
۴۰	حضرت کریم شعیبؒ	۲۷ محرم ۶۹۸ھ	"
۴۱	حضرت یعقوب خانؒ	۲۲ صفر ۶۹۲ھ	ملتان
۴۲	حضرت عبدالنقارؒ	۱۶ رجب ۶۳۱ھ	اجمیر تھلہ
۴۳	حضرت حسن داؤد جیؒ	۴ ذی الحجہ ۶۶۲ھ	"
۴۴	حضرت کریم احمد شاہؒ	۱۴ ذیقعدہ ۶۱۶ھ	دہلی
۴۵	حضرت ابوالفرح قریشیؒ	۲۲ صفر ۶۸۱ھ	"
۴۶	حضرت خواجہ احمد شاہؒ	۵ محرم ۶۴۲ھ	"
۴۷	حضرت شیخ حمید الدین ناگوریؒ	۱۱ رجب ۶۷۲ھ	ملتان
۴۸	حضرت شیخ وجیہ الدینؒ		
۴۹	حضرت شیخ حمید الدین ناگوریؒ	۲۹ ربیع الاول ۶۷۲ھ	ناگور
۵۰	حضرت خواجہ بریلان الدینؒ	۱۴ رجب ۶۶۴ھ	اجمیر تھلہ
۵۱	حضرت شیخ احمدؒ	۱۳ محرم ۶۴۰ھ	"
۵۲	حضرت محمد محسنؒ	-	-
۵۳	حضرت خواجہ سلمان کرشکیؒ	-	-
۵۴	حضرت شیخ صدر الدینؒ	-	-
۵۵	حضرت شمس الدین فوقانیؒ	۶ صفر ۶۷۲ھ	احمد آباد
۵۶	حضرت خواجہ حسن خیاط		



نمبر شمار	اسمائے مبارک	تاریخ وصال	مزارات
۵۷	حضرت عبداللہ شاہ عرف جوگی		
۵۸	حضرت خواجہ شیخ محمد زاہد ترک	۱۰ محرم ۶۳۲ھ	دہلی
۵۹	حضرت خواجہ محمد علی سجری	نامعلوم	نامعلوم
۶۰	حضرت خواجہ یادگار خرم	"	"
۶۱	حضرت سید محمد یادگار سبزواری	۱۰ محرم ۶۲۵ھ	"
۶۲	حضرت عبد اللہ بیابانی	نامعلوم	نامعلوم
۶۳	حضرت فتح محمد فتاور	۹ رجب ۶۳۲ھ	اجیر شریف
۶۴	حضرت شیخ وجیہ الدین خراسانی	۹ جمادی الاخر ۶۲۵ھ	ہرات
۶۵	حضرت سلطان ابوسعود غازی		"
۶۶	حضرت بی بی حاطظہ جمال		اجیر شریف

## الحديث

نماز خداوند کریم سے کلام کا شرف لاتی ہے۔

نماز قرب الہی کا ایک ذریعہ ہے

نماز لطف حقیقی کا ایک دریا ہے

(نظر اکبر آبادی)



## ارشادات عالیہ

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات عالیہ اہل بصیرت کے لئے بیش بہا خزانہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

### ارشادات عالیہ حسب ذیل ہیں

- ۱۔ گناہ کرنے سے اتنا نقصان نہیں ہوتا جتنا کہ اپنے کسی بھائی کو بھیرا اور ذلیل سمجھنے سے۔
- ۲۔ فقیری کا مستحق وہ ہوتا ہے جو عالم فانی میں اپنے پاس کچھ نہ رکھے۔
- ۳۔ بندہ پر فقیر کا لفظ اس وقت صادق آتا ہے کہ جب آٹھ سال تک بائیس ہاتھ کا فرشتہ جو بدی تحریر کرتا ہے اس کے نامہ اعمال میں ایک بدی بھی تحریر نہ کرے۔
- ۴۔ خدا کی شناخت اس شخص کو ہوگی جو خلقت سے علیحدہ رہے اور خود کو عارف نہ سمجھے۔
- ۵۔ نماز مومن کی معراج ہے اس کی حفاظت کامل طور پر کرنی چاہئے۔
- ۶۔ ہر روز آسمان سے دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک پکارتا ہے کہ جس نے قرضِ الہی دانستہ ترک کیا وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت سے باہر ہو گیا۔ دوسرا کہتا ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ترک کیا وہ قیامت کے روز شفاعت سے محروم ہو گیا۔



۷۔ جو شخص پانچوں وقت پابندی کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے قیامت کے دن اس کی نماز اس کی محافظہ نگہبان ہوگی۔

۸۔ جو شخص فجر کی نماز پڑھ کر طلوع آفتاب تک بٹھارے اور نماز اشراق پڑھ کر اٹھے تو حق تعالیٰ اسے ستر ہزار آدمیوں کے جو اس کے اہل ہوں گے بخش دیتا ہے۔

۹۔ مذہب اہل سلوک میں پانچ چیزوں کا دیکھنا عبادت ہے چاہے وہ چیزیں الگ الگ کیوں نہ دیکھی جائیں۔

۱۔ والدین کا دیکھنا۔ ۲۔ قرآن مجید کا دیکھنا۔ ۳۔ علماء ربانی کا دیکھنا۔ ۴۔ خانہ کعبہ کا دیکھنا (۵)، اپنے پیڑ پر لقیٹ کا دیکھنا۔ ۱۰۔ جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں خدا اس کو دوست رکھتا ہے۔ اول دریا کی سی سخاوت۔ دوم۔ آفتاب کی سی شفقت۔ سوم زمین کی سی تواضع۔ ۱۱۔ علم دیا ئے محیط اور عرفان دریا کی ایک لہر۔ پھر خدا کہاں اور بندہ کہاں علم خدا کو ہے اور عرفان بندے کو ہے۔

۱۲۔ جو شخص باد صوسوتا ہے اس کی رزق زیر عرش سیر کرتی رہتی ہے۔ ۱۳۔ عارف موت کو دوست، راحت کو دشمن اور ذکر الہی کو عزیز رکھتا ہے۔

۱۴۔ کوئی شخص عبادت سے قرب الہی حاصل نہیں کر سکتا کہ جب تک نماز نہ پڑھے نماز ہی سراج المؤمنین ہے۔

۱۵۔ نماز قرب الہیہ کا زینہ ہے۔

۱۶۔ الحمد شریف کثرت سے پڑھنا حاجت روائی کے لئے اکبر علاج ہے۔

۱۷۔ وہی عارف ہے جس میں تین رکن پائے جائیں۔



اول ہیبت - دریم تعظیم - سویم - حیا -

۱۸۔ ماں باپ کا منہ دیکھا - اولاد کے لئے عبادت ہے جو لڑکا والدین کی قدم بوسی و عزت و خدمت کرتا ہے اس کے پہلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں فرمایا خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے جس قدر مراتب پائے اپنے والدین سے پائے ہیں -

۱۹۔ عالم کی زیارت اور درویش کی دوستی تڑول برکت کا سبب ہوتی ہے -

۲۰۔ درویش وہ ہے جو حاجت مندوں کو محروم واپس نہ کرے -

۲۱۔ جتنا زیادہ عرفان الہی ہوگا اتنی ہی زیادہ حیرت بڑھے گی -

۲۲۔ عارفوں پر ایک حال ہوتا ہے اس وقت وہ قدم اٹھایا کرتے ہیں

ایک قدم میں حجاب عظمت سے گذر کر حجاب کبریائی تک پہنچتے ہیں اور دوسرے قدم میں واپس آجاتے ہیں - یہ بیان فرماتے ہوئے حضرت خواجہ غریب نواز کے آنسو جاری ہو گئے -

۲۳۔ عارف وہ ہے جو کچھ چاہے سامنے آجائے اور جو کچھ پوچھے اس کا جواب ملے

۲۴۔ راہِ محبت کا عرفان اس کو ہوتا ہے جو دونوں جہاں سے بے تعلق ہو جائے

۲۵۔ خاموش اور مفہوم رہنا عارفوں کی ایک علامت ہے -

۲۶۔ تمام عالم اور کائنات عالم کو اپنی ڈوانگلیوں میں دیکھتا عرفان کا ایک درجہ ہے

۲۷۔ بعض مشائخ نے سلوک کے درجے مقرر کئے ہیں ان میں ستر درجے طے کرنے کے بعد کشف

و کرامت کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے جو شخص خود کو ظاہر نہیں کرتا باطنی کے تیس درجے

بھی طے کر جاتا ہے - ۲۸۔ ہمارے خاندان میں سلوک کے پندرہ درجے ہیں پانچواں

درجہ کشف و کرامت کا ہے ہمارے مشائخ نے وصیت کی ہے کہ سالک کو چاہئے کہ

پانچویں درجہ پر ہی نہ ٹہر جائے بلکہ پورے پندرہ مراتب حاصل کرے -



## حضرت رابعہ بصریؒ

حضرت طاہر بن ایوب بصری لکھتے ہیں۔ حضرت رابعہ کلشن معرفت کی باغبان تھیں۔ حلم و تواضع، تحمل شدامد، محبت رسولؐ، صبر و نبات اور پھارت و لطافت میں یکتا تھیں۔ ہمیشہ قرب الہی کے مقام پر رہ کر تھی تھیں۔ ایک عارفِ حق شناس کا بیان ہے۔ سالکانِ راہ سلوک کی انتہا حضرت رابعہ کی ابتدا ہے۔

ایک بار آپ حج کے لئے جا رہی تھیں۔ آپ نے تمام قافلہ والوں کا سامان ایک اونٹ پر لاد دیا۔ سیر حسانی کے مقام پر ایک شخص نے کہا: عزیٰ بے زبان اونٹ پر آپ نے اس قدر سامان لاد دیا ہے یہ بڑا ظلم ہے۔ حضرت رابعہ نے اعتراض کرنے والے کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: ذرا آنکھ کھول کر دیکھو بوجھ اونٹ پر نہیں ہے۔ جنب اعتراض کرنے والے نے دیکھا تو تمام بوجھ اونٹ کی پشت سے ایک ہاتھ ادا چکا تھا۔

## دمشق کا ایک دریش

مخترمہ رابعہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے کہا مجھے کچھ نصیحت کیجئے حضرت رابعہؒ نے فرمایا اپنے نفس کے حق میں لوہار بن جاؤ۔ نفس کی خواہشات کو ریاضت کی بھٹی میں ڈال دو۔ مجاہدے کی آگ روشن کرو۔ اور عیاشی کے ستھوٹے لے نفس کو کوٹو۔ میں نے چالیس سال تک نفس کی خواہشات



کو زخمی کیا ہے جب ان کا انتقال ہو گیا تو میں نے جنازہ کی نماز پڑھی۔

## صفیہ بنت حارث

جو حضرت رابعہ بصری کی خدمت میں حاضر رہتی تھیں بیان کرتی ہیں کہ حضرت رابعہؓ ایک روز سخت پریشان تھیں۔ نوافل پڑھنے شروع کئے لیکن ان میں بھی کیف و سرور حاصل نہ ہوا۔

مجھ سے فرمایا دیکھو گھر میں کیا چیز ہے؟ میں نے کہا ایک رئیس نے سیب اور انگور وغیرہ بھیجے ہیں وہ رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت رابعہ بصری نے فرمایا یہ سب کسی کو دیدو ہمارا گھر سبزی فروش کی دوکان نہیں ہے اس کے بعد آپ کو عبادت

میں کیف و سرور حاصل ہوا **تخت کے آثار**

ایک دفعہ بصرے میں تخت کے آثار رونما ہوئے بارش نہ ہونے کی وجہ سے شہر کے باشندے سخت پریشان تھے۔ چند بااثر لوگ حضرت رابعہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا مائی صاحبہ بارش کے لئے دعا کیجئے آپ سر جھٹکانے بیٹھی تھیں آپ نے سر اٹھا کر فرمایا۔ جاؤ اپنے مکانات کے پرنا لوں کو درست کرالو بارش ہو رہی ہے۔ اسی وقت بارش ہوتی شروع ہو گئی اور کئی روز تک بارش ہوتی رہی۔

## صحیح حرم

حضرت رابعہؓ ایک روز جامع الیوب میں ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی



تھیں۔ نماز کے بعد امام صاحب نے پوچھا آپ ہر وقت عبادت میں مشغول رہتی ہیں۔ پھر کھانے کا انتظام کہاں سے ہوتا ہے؟ حضرت رابعہؓ نے فرمایا پہلے مجھے دوبارہ نماز پڑھنے کی اجازت دو ایسے شخص کی اقتداء میں نماز جائز نہیں جو رزاق مالک سے بے خبر ہو۔

## اللہ کے پاک اور مقدس نام

ایک طالب علم ہر ہفتہ حضرت رابعہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا؛ حضرت رابعہؓ ہر مرتبہ اس کا نام دریافت کرتیں۔ ایک دن اس طالب علم نے کہا، اماں میں دس سال سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ ہر ہفتہ میرا نام دریافت فرماتی ہیں۔ اس کا کیا سبب ہے۔

حضرت رابعہؓ نے فرمایا اللہ کے پاک اور مقدس نام نے تمام زاموں کو میرے ذہن سے فراموش کر دیا ہے میں اگرچہ تمہارا نام یاد رکھنا چاہتی ہوں لیکن پھر بھول جاتی ہوں۔

## رابعہ کی تلاش

ایک روز ایک طالب علم نے آپ کے دروازے پر آواز دی۔ آپ نے دریافت کیا کسے دریافت کرتے ہو؟ طالب علم نے کہا حضرت رابعہؓ کو۔ آپ نے فرمایا میں خود رابعہؓ کی تلاش میں ہوں لیکن اس کا پتہ نہیں چلتا۔

## بلند مرتبہ

حضرت صفیہ بنت حارث کا بیان ہے کہ حضرت رابعہ بصریؓ پر



اس وقت وجد و کیف کا عالم طاری تھا اور وہ مشاہدہ حق میں محو تھیں۔  
ایک روز ایک سالک آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے حضرت  
درالجہ سے کہا مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ حضرت راجہ نے فرمایا کوئی گناہ  
اس قدر نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جس قدر ایک مسلم بھائی کو ذلیل کرنا۔

سالک نے کہا میں ایک بات اور دریافت کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ  
کہ بعض طالبان معرفت ریاضت و مجاہدے کے ابتدائی ایام میں آہ و فریاد  
و شور برپا کرتے ہیں اس کا کیا سبب ہے؟

مخزنہ نے فرمایا یہ کیفیت بلند مرتبہ حاصل ہونے سے پہلے طاری ہوتی  
ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایک ندی کس زور شور سے آتی ہے لیکن جب  
دریا میں مل جاتی ہے تو ساکن ہو جاتی ہے اور ندی کے شامل ہونے یا نہ ہونے  
سے دریا میں کسی قسم کی کمی یا بیشی نہیں ہوتی۔

سالک پر اس تعلیم کا بے حد اثر ہوا اور وہ ایک ساعت تک وجد  
کی حالت میں رہا۔

## الحَدِيثُ

نماز سب سے افضل عمل ہے۔

نماز دل کا نور ہے۔

جو اپنے دل کو نورانی بنانا چاہے

نماز کے ذریعے بنالے



## شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر سہروردیؒ

چھٹی صدی ہجری کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس صدی میں عالم اسلام کی ان پاکباز ہستیوں نے جنم لیا۔ جنہوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں کی دینی اصلاح اور دارین کی فلاح کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کر دیا۔ ان پاکباز ہستیوں میں شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر سہروردیؒ کا نام نامی اسم گرامی سرتہرست نظر آتا ہے۔ آپ کا نسب حضرت ابوبکر صدیق اکبر سے ملتا ہے۔ آپ ۵۳۶ھ یا ۵۴۳ھ میں عراق عجم کے قصبہ سہرورد میں پیدا ہوئے۔ اور ان کی ولادت کے شرف کی وجہ سے اس قصبہ کو چار دانگ عالم میں شہرت و عظمت حاصل ہوئی۔

اس دور میں علم کلام کا چرچا عام تھا۔ عقل اور فلسفیانہ نقطہ نگاہ سے ہر مسئلہ انسانی کا حل تلاش کیا جاتا۔ ایک رواج علمی بن چکا تھا۔ چنانچہ ابتدائی دور میں آپ بھی ماحول کے ان تقاضوں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ پھر چونکہ آپ نے مختلف علوم کا بڑی دقیق نگاہ سے مطالعہ کیا تھا لہذا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کا شغف علم کلام سے دوسرے علوم کے مقابلے میں بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا ایک مخصوص طبقہ فکر کے لوگ اس شغف و تعلق کو اس دور میں بھی عظمت و علمیت کی دلیل سمجھتے تھے اور آج کے دور میں بھی اس انداز فکر کو دانشوری اور علمی فوقیت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

لیکن اہل اللہ کے نزدیک مومن کی یہ اصل منزل نہیں ہے چنانچہ آپ کے چچا محترم حضرت ابوبخیتؒ آپ کے اس روز بروز بڑھتے ہوئے علمی شغف



سے مطمئن نہ تھے۔ بلکہ یہ چاہتے تھے کہ کسی موقع پر مسائل حیات کی گہرہ کشائی ہو کہ اشیاء کی تمام حقیقتیں اور علم کی تمام منزلیں حضرت شہاب الدین عمر پر منکشف ہو جائیں۔ یہی ہوا کہ وہ مبارک گھڑی بھی آپہنچی جہاں سے آپ کی زندگی میں ایک نمایاں انقلاب نمودار ہوا۔ یعنی ایک دن آپ کے چچا محترم و پیر مرشد حضرت ابو نجیبؒ موقعہ پا کر آپ کو حضرت غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں لے گئے شیخ سہرورد کی جو دلچسپی علم کلام سے تھی وہ بیان کی گئی حضرت ابو نجیب نے کھل کر علم کلام سے متعلق اپنے خدشات غوث اعظم کی خدمت میں بیان کیے۔

غوث الاعظم کی نگاہِ عارفانہ اور فراست مومنانہ نے معاملہ کی نزاکت کو بھانپ لیا اور آپ نے نوجوان شیخ سہرورد کی روحانی زندگی کی طرف روحانی طور پر توجہ فرمائی۔ اور ملاقات میں پہلے آپ نے شیخ سہرورد سے ان مضامین و علوم کی کتابوں کے نام دریافت کئے جو آپ کے زیر مطالعہ رہی تھیں اس کے بعد حضرت غوث الاعظم نے آپ کے ہیئتہ مبارک پر اپنے دونوں ہاتھوں کو رکھ کے فرمایا۔

اے عمر! تم تو عراق کے مشاہیر کی منتہا و آخر ہو۔ ان کلمات کا آپ کی زبان سے ادا ہونا تھا کہ حضرت شہاب الدین عمر سہروردی علم و کلام کے تمام مسائل بیکسر بھول گئے۔ اور اب یہ عالم تھا کہ

سبق ایسا پڑھا دیا تو نے

دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے

حضرت غوث الاعظمؒ کی نگاہِ عارفانہ کا یہ اعجاز رونما ہوا کہ کل تک جو علوم منتہائے نظر تھے اور زندگی کے لئے متاعِ اصل کی حیثیت اختیار



کئے ہوئے تھے وہ اپنی حقیقی بیعت کے ساتھ سامنے آگئے۔ چنانچہ اب شیخ شہاب الدین عمر کے لئے عرفان الہی کے حصول کے علاوہ کسی اور علم کی فکر نہ رہی۔ کافی عرصہ ایک جزیرہ میں گوشہ نشین رہ کر ریاضت و مجاہدہ میں بسر کئے اور روحانی و جسمانی مجاہدہ کی بھٹی سے نکل کر بشکل کندن بن گئے۔

اس کے بعد آپ نے کئی حج کئے اور آستانہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں قربت و وابستگی کے دن گزارنے کے بعد بغداد تشریف لے گئے اب آپ کے شب و روز کچھ اور ہی کیفیت دستی اپنے داموں میں لئے ہوئے تھے آپ کے چچا محترم دعظا اور ارشاد کا سلسلہ قائم کئے ہوئے تھے۔ لہذا آپ نے بھی یہی طریقہ اسلاف منتخب فرمایا اس لئے کہ یہی وہ ذریعہ ہے جس سے فلاح دارین کا سفر بشر کو حاصل ہو سکتا ہے اپنے چچا محترم کے وصال کے بعد آپ نے مکمل طریقہ سے دعظا و ارشاد کی ذمہ داری سنبھالی۔

حضرت شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر سہروردیؒ کو اپنے علم و تدبیر علم و فضل اور تقویٰ و ریاضت کی بناء پر نہ صرف علماء اور مشائخ کے حلقوں میں فضیلت اور ہر دل عزیز ہی حاصل تھی بلکہ آپ کی شخصیت کی دلاویزی اور فہم و بصیرت دینی اور فراغت ایمانی نے امراء اور خلفاء اور اس دور کے سلاطین کو بھی آپ کا گردیدہ اور شیدائی بنا دیا تھا۔

غرض یہ کہ ہر طبقہ میں آپ کے ارادت مندوں کا ہجوم تھا اور نہ صرف بغداد یا حرم عراق ہی میں آپ کے فیوض و برکات سے لوگ متاثر تھے بلکہ تمام اسلامی ممالک میں آپ کی نکادت دینی کا شہرہ تھا۔ یہی



وجہ تھی کہ جب کبھی اسلامی ممالک میں تنازعات نے جنم لیا یا اختلاف رد نما ہوتے تو آپ نے دین کی بنیاد پر ان اختلافات کو ختم کرانے میں نمایا کردار ادا کیا۔ جب کبھی حو کام اور امر یا سلاطین ممالک اسلامیہ سے متعلق مسائل پیش آئے تو آپ کو دربارِ خلافت کی جانب سے مصالحت کا منصب پیش کیا جاتا جسے آپ اپنی خداداد نبی ذکاوت اور ایمانی بصیرت کی روشنی میں کامیابی کے ساتھ انجام دیتے تھے۔

یہی وجہ تھی کہ خلیفہ بغداد نے تمام علماء اور مشائخ پر مقدم کر کے اور اپنی عقیدت کے اظہار کے طور پر آپ کو شیخ الشیوخ کا خطاب دے رکھا تھا۔ جہاں حضرت شیخ الشیوخ نے نواعظ و ارشادات سے ہزار لہ عاصیوں کو ظلمت سے نکال کر نور کا جو یا بنا دیا وہیں آپ نے حق کے متلاشیوں کی سہولت و ہدایت کے لئے اپنی تصانیف کا ایک بیش بہا سلسلہ بھی قائم کیا۔ جن میں سب سے زیادہ اہم اور نمایاں تصنیف۔

عوارف المعارف ہے جسے آپ نے مکہ معظمہ میں تصنیف فرمایا جب کبھی کتاب کی تصنیف میں کوئی مشکل پیش آئی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔

بیت اللہ کا طواف شروع کرتے یہاں تک کہ اشکال دُور ہو جاتے اور حق آپ پر ظاہر ہو جاتا۔ یہ وہ کتاب ہے جو ہر دور میں اور ہر سلسلہ کے صوفیاء کرام کے حلقوں میں درس کے طور پر شامل تھی اور رہتی دنیا تک معرفت الہی حاصل کرنے والوں کی ہدایت کا بیش بہا خزانہ ثابت ہوگی عوارف المعارف کی اہمیت اور مقبولیت کا اس امر سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس کتاب کے فارسی، اردو، ترکی اور انگریزی میں



تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ برصغیر ہندوپاک کے بہت سے علماء کرام، صوفیائے عظام نے اس کتاب میں شامل مضامین کی تفہیم اور تسہیل کے لئے حاشیے اور شرحیں لکھی ہیں تاکہ قارئین کو اصلاح قلب کا سرمایہ میسر آسکے۔  
حضرت شیخ الشیوخ سہروردی عربی اور فارسی زبانوں میں شعر بھی کہتے تھے ابن خلیکان نے اپنی کتاب میں حضرت کے اشعار کو شامل کیا

۶۔

شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر سہروردی نے یکم محرم الحرام ۶۳۲ھ کو بغداد شریف میں وصال فرمایا۔ جسے دین اور دنیا کی تمام تر تصرفات حاصل تھیں ان کے یہاں وفات کے وقت کل چھ دینار نکلے جو آپ کی تجہیز و تکفین میں کام آگئے۔ وہ اس لئے کہ بڑے بڑے سلاطین اور امراء کے یہاں سے جو کچھ بھی نذرانے اور تحفے آپ کی زندگی میں آتے تھے آپ فوراً ان کو ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے آپ کا منرار اقدس بغداد شریف میں آج بھی مرجع خلافت ہے۔

رُشَادِ سُوْلِهِ اَمَّا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نماز مسلمانوں کی معراج ہے۔

نماز جملہ عبادات کی پیشوا و سردار ہے۔

نماز جنت کی کنجی ہے۔

نماز جس نے چھوڑی اس کا کوئی دین نہیں۔



## شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکر یا سہروردی ملتانی

آپ ہندوستان میں سلسلہ سہروردی کے اول و اعلیٰ ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب اسد قریشی پر منتهی ہوتا ہے جو کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے جدِ مادری تھے۔ آپ ہاشمی ہیں ان کے ہاشمی ہونے میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے آپ کے جدِ امجد حضرت مولانا شیخ کمال الدین علی شاہ ایک درویش منشی بزرگ اور خاندان قریش کے ایک معزز فرد تھے۔ مکہ معظمہ سے سکونت ترک کر کے خوارزم آئے پھر ملتان آکر مستقل سکونت اختیار کی ملتان اس وقت اسلامی علوم و فنون کا مرکز تھا۔

حضرت بہاؤ الدین ذکریا کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت شیخ وجمیہ الدین والدہ محترمہ کا اسم مبارک بی بی فاطمہ تھا۔ جو کہ مولانا حسام الدین ترمذی کی دختر تھیں۔ جب تاتاریوں کی لوٹ مار شروع ہوئی تو آپ کے نانا مولانا حسام الدین اپنے وطن ترمذ سے قلعہ کوٹ گڑھ ضلع ڈیرہ غازیخان تشریف لائے اور مستقل سکونت اختیار کی۔

شیخ الاسلام شیخ بہاؤ الدین ذکریا سہروردی کی ولادت پاک ۳۷ رمضان المبارک ۵۶۶ھ بمقام کوٹ گڑھ ضلع ڈیرہ غازی خان میں ہوئی۔ آپ کا اسم مبارک بہاؤ الدین اور کنیت ابو محمد ہے اور بعض نے آپ کی کنیت ابوالبرکات بھی لکھی ہے۔



آپ مادری زاد ولی تھے بچپن ہی میں آثار بزرگی نمایاں تھے جب آپ کے والد ماجد قرآن کی تلاوت فرماتے تو آپ آواز سنتے ہی فوراً دودھ پینا پھوڑ دیتے تھے اور قرآن شریف بغور سنتے اور محو ہو جاتے۔ آپ کے والدین نے آپ کی تعلیم و تربیت پر کافی توجہ دی۔ آپ نے سات سال کی عمر میں قرأت کے ساتھ قرآن شریف حفظ کیا۔ آپ جب بارہ سال کے تھے تو آپ کے والد ماجد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ والد ماجد کی وفات کے بعد خراسان شریف لے گئے وہاں سات سال درس ظاہری میں مشغول رہے بعد ازاں آپ بخارا شریف لے آئے وہاں علم کی تکمیل کی۔ بخارا میں آپ بہاؤ الدین فرشتہ کے نام سے مشہور ہوئے پھر آپ مدینہ شریف لے آئے اور پانچ سال تک قیام پذیر رہے اور حضرت شیخ کمال الدین عینی سے درس حدیث لیا اور سند حاصل کی۔

## سیاحت

آپ نے خراسان - بخارا - مکہ منظمہ - مدینہ طیبہ - بیت المقدس میں بہت سے درویشوں سے ملاقاتیں کیں اور کافی فیوض و برکات حاصل کئے آپ نے تمام ممالک اسلامیہ و بلا دیں اپنے عزیز دوستوں، حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر، محمد عثمان مروندی المعروف، لال شہباز قلندر اور حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری، یہ چاروں پار ایک ساتھ سیاحت فرماتے رہے۔ بعد ازاں سلطان حمید الدین حاکم بھی ان سے ملے اور یہ پانچ یار پنج پیر کہلانے لگے۔

## خرقہ خلافت

مدینہ شریف کے بعد آپ بعد ازاں شریف شریف لائے۔ اور شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر سہروردی کے دستِ حق پرست پر بیعت فرمائی۔ مرید ہونے کے بعد آپ کے دل میں خرقہ خلافت کی آرزو پیدا ہوئی۔



تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ نوزانی مکان ہے اور اس میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ کے پیرومرشد حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ مودب کھڑے ہیں۔ ایک طناب ہے اس پر بہت سے خرقے لٹک رہے ہیں۔ اسی دوران آپ کی طلبی ہوئی۔ اور آپ کے پیرومرشد نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور قدم بوس کرایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خرقہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اے عمر اس خرقہ کو شیخ بہاؤ الدین ذکر یا کو پہنادو۔ آپ کے پیرومرشد حسب فرمان سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس خرقہ کو طناب سے اتار کر آپ کو پہنادیا اور پھر قدم بوس کرایا۔

جب صبح ہوئی تو آپ کے پیرومرشد حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ نے آپ کو طلب کیا۔ حضرت بہاؤ الدین ذکر یا حاضر خدمت ہوئے۔ دیکھتے ہیں کہ ویسا ہی نوزانی مکان ہے جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا۔ آپ کے پیرومرشد نے اس خرقہ کو جس کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا نے کا حکم دیا تھا۔ طناب سے اتار کر اپنے دست مبارک سے آپ کو پہنایا۔ اور فرمایا، اے بہاؤ الدین، یہ سب خرقے حضور سرور کائنات نخر موجودات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ میں تو در بیان میں صرف واسطہ ہوں جیسا کہ گذشتہ رات تم نے اپنی آنکھوں سے معائنہ کیا۔



## دینی مرکز

خرقہ خلافت عطا فرمانے کے بعد آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو ملتان جانے کی تاکید فرمائی حسب الحکم پیرو مرشد آپ تشریف لائے اور سلسلہ سہروردیہ کا ایک دینی مرکز قائم کیا۔ جہاں دینی علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم دی جاتی تھی اس مرکز سے بے شمار علماء اور واعظ بنا کر ملک کے مختلف مقامات پر تبلیغی مشن پر بھیجے جاتے تھے۔

آپ مخیر ہونے کے باوجود دنیا سے بے پرواہ سادہ زندگی گزارتے تھے علماء اور مشائخ عظام اور مہانوں کی بہت عزت و خاطر کرتے تھے۔ ابتداء میں روزے بہت رکھتے تھے ہر شب ایک قرآن شریف ختم فرماتے تھے۔ تہل - بردباری - ذوق و شوق اور استغراق آپ کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ سلطان شمس الدین التمش نے آپ کو شیخ الاسلام کا عہدہ پیش کیا جسے آپ نے قبول فرمایا۔ شیخ الاسلام حضرت بہاؤ الدین ذکریا سہروردیؒ نے دین اسلام کی بے حد خدمات انجام دیں۔ سیکڑوں خلفاء اور مریدین کو ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں تبلیغ دین حق کے لئے بھیجا۔ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکریا سہروردیؒ مقبول بارگاہ رحمانی۔ بریلو ملت مخزن سخا۔ مددِ وفا۔ کانِ صفا۔ قدوۃ الاصفیاء ہیں اور اکابر اولیاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ ۶۶۶ھ بروز جمعرات ۱۲ جون ۱۲۶۶ء میں داخل ہوئے۔



آپ کی عمر شریف نوسال کی تھی آپ کا مزار مبارک ملتان شریف میں ہے جہاں سے آج بھی آپ کے فیضان کے چشمے جاری ہیں۔

## تذکرہ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ بن سید کمال الدین بن موسیٰ بن سید محمد ادستی بن کمال الدین بن سید احمد چشتی بن رضی الدین بن سید حسام الدین بن سید رشید الدین بن سید جعفر بن امیر المؤمنین حضرت امام محمد تقی الجوادؑ۔

## ولادت

خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ سرزمین اوش میں ۵۶۱ھ میں پیدا ہوئے تھے ڈھائی برس کی عمر میں یتیم ہو گئے۔ جب پانچ سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ نے ایک مہربان ہمسایہ کے سپرد کیا کہ وہ کسی ذی علم معلم کے مکتب میں آپ کو بٹھائے۔

انہوں نے آپ کو مولانا حفص کے سپرد کیا۔ سات برس کی عمر میں ان صاحب کمال بزرگ سے علوم ظاہری و باطنی کا فیض پایا تمام منازل طے کرنے کے بعد خواجہ صاحب بغداد گئے۔

## بعین

بغداد میں حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سیمری۔ ابوالیث سمرقندی کی مسجد میں رونق افروز تھے وہاں پہنچے اس وقت حضرت شہاب الدین



شیخ اوحمد الدین کرمانی، شیخ برہان الدین چشتی اور شیخ محمود اصفہانی کی موجودگی میں آپ سے بیعت کی اور ایک عرصہ تک عبادت و ریاضت میں مصروف رہے۔

## سیاحت

جب حضرت خواجہ صاحب ہند آئے تو آپ نے بھی وطن کو خیر باد کہا پہلے ملتان پہنچے۔ کچھ روز شیخ بہاؤ الدین ذکر یا اور شیخ جلال الدین تبریزی کے یہاں مہمان رہ کر دہلی آئے اور حضرت خواجہ کے حکم سے موضع کیلو کھری میں سکونت اختیار کی۔ سلطان شمس الدین التمش ہفتہ میں دو مرتبہ حاضری دیا کرتا تھا۔ صاحب سیر الاولیاء لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ اوائل عمری میں تو غلبہ خوابی کسی قدر آرام کر لیا کرتے تھے مگر آخر میں دن رات بیدار رہتے تھے

## حضرت قطب الاقطاب کے وصال کا واقعہ

سیر الاولیاء میں حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا ہے کہ عید کا دن تھا عید گاہ فارغ ہو کر قطب الاقطاب دہلی آئے جہاں اب آپ کا منزار مبارک ہے وہاں ایک صاف میدان تھا نہ کوئی قبر تھی نہ قبرستان۔ حضرت اقدس وہاں آ کر کھڑے ہو گئے اور سوچتے رہے۔

ایک عزیز نے عرض کیا کہ حضور آج عید کا دن ہے خلق خدا انتظار میں ہے کہ حضرت اقدس آئیں۔ آپ اس دیرانے میں کیا کر رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ

مرا ازیں زمیں بوئے دلہا مے آید

(مجھے اس زمین سے دلوں کی بو آرہی ہے)

اس کے بعد آپ نے مالک زمین کو طلب فرمایا۔ اور وہ قطعہ زمین خرید لیا اور وصیت فرمائی کہ مجھے یہاں دفن کیا جائے۔

یہ الفاظ کہتے ہوئے سلطان المشائخ آبدیدہ ہو گئے۔ اور فرمایا



کہ یہ جو حضرت نے فرمایا تھا کہ مجھ سے زمین سے دلوں کی بو آرہی ہے۔ اب جا کر دیکھو کہ وہاں کتنے صاحبِ دل سوئے ہوئے ہیں۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں۔

کہ حضرت قطب الاقطاب پر چارشب وردز تحیر طاری رہا۔ دصال آپ کا یوں ہوا کہ شیخ علی سجستانی کی خانقاہ میں جو آپ کے مخصوص مخلصین سے تھے محفل سماع منعقد ہوئی جس میں حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار ساکی مع جمیع اصحاب موجود تھے۔

جس وقت قوالوں نے حضرت قطب احمد جام کی غزل گائی جب اس

شعر پر پہنچے۔

کشتگانِ خنجر تسلیم را — ہر زماں از غیب جانِ دیگر است۔  
 رہو لوگ خنجر تسلیم درضا سے شہید ہو چکے ہیں ان کے لئے ہر لمحہ جان ہے،  
 حضرت قطب الاقطاب پر دھبہ کی کیفیت طاری ہوئی۔ اور عالم  
 تحیر میں رقص فرمانے لگے۔ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ  
 بدر الدین غزنوی؟ آپ کو مکان پر لے گئے اور قوالوں کو بھی ساتھ لے گئے۔  
 قوال وہی شعر گاتے رہے اور آپ چارشب دروز عالم کیف میں رقص  
 فرماتے رہے۔ لیکن جب نماز کا وقت آتا تھا تو آپ وضو تازہ کر کے  
 فرض اور سنتِ موکدہ ادا کرتے تھے اور پھر دھبہ کرتے تھے۔

یہاں تک کہ آپ کی ٹڈیاں اپنی جگہ پر نہ رہیں۔ چوتھی رات آپ  
 کی حالت زیادہ دگرگوں ہو گئی۔ حضرت قطب الاقطاب کا سر مبارک  
 حضرت شیخ محمد عطا حمید الدین ناگوری کے زانوں پر تھا اور پاؤں شیخ  
 بدر الدین غزنوی کی گود میں تھے۔ اسی حالت میں شیخ حمید الدین نے



عرض کیا حضور کی حالت متغیر ہو رہی ہے۔ اس نے خلفاء میں سے کسی ایک کے متعلق حکم دیجئے کہ جو حضور کی جگہ مسند نشین ہو جائے۔

اگرچہ حضرت خواجہ قطب العالم کے بڑے صاحبزادے موجود تھے لیکن آپ نے ان کی طرف توجہ نہ فرمائی اور حکم دیا کہ وہ خرقہ ہو حضرت شیخ الشیوخ خواجہ حسین الدین چشتیؒ سے مجھے ملا ہے خاص مصلے اور عصا اور نعلین جو آپ کے ساتھ شیخ فرید الدین مسعود کو پہنچادیں۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختار کا کی رحمتہ اللہ علیہ پر وجد کی کیفیت طاری تھی اور بروز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۶۳۲ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ وصال کی رات حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر نے خواب دیکھا کہ حضرت قطب الاقطاب بلا رہے ہیں چنانچہ صبح ہوتے ہی آپ ہانسی سے دہلی روانہ ہو گئے پوچھے روز آپ دہلی پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت اقدس کا وصال ہو گیا ہے آپ نے دہلی جا کر اپنا گرد سے آلود چہرہ منزار مبارک پر ملا۔

حضرت شیخ حمید الدین ناگوریؒ نے وہ امانت آپ کے سپرد کی۔ آپ نے دو گانہ نماز ادا کر کے حضرت شیخ کا خرقہ زیب تن فرمایا۔

## حضرت خواجہ قطب الدین بختار کا کیؒ

کے خلفاء تمام۔ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ حضرت شیخ منیر الدین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ۔ حضرت شیخ حامد الدین احمد شہرولہ؟ حضرت فانی سعد، حضرت قاضی عماد؟۔ حضرت شاہ منصورؒ حضرت شیخ بدر الدین غزنوی دہلوی۔



## اقوال زرین

سیر الاولیاء میں تحریر ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نے حضرت شیخ بابا گنج شکر کے چند کلمات اپنی قلم سے لکھ لئے تھے جو حسب ذیل ہیں۔

سات سو مشائخ عظام سے چار سوال کئے گئے سب نے ایک ہی جواب

دیا۔

پہلا سوال۔ سب سے زیادہ داتا کون ہے۔

جواب۔ تارک الدنیا۔

دوسرا سوال۔ سب سے زیادہ بزرگ کون ہے۔

جواب۔ جو کسی چیز سے متغیر نہ ہو۔

تیسرا سوال۔ سب سے زیادہ غنی کون ہے۔

جواب۔ جو قناعت کرتا ہے۔

چوتھا سوال۔ سب سے زیادہ محتاج کون ہے۔

جواب۔ جو قناعت ترک کرتا ہے۔

### زکوٰۃ شریعت، طریقت و حقیقت

حضرت سلطان المشائخ نے فوائد الفواد میں فرمایا ہے کہ شیخ الاسلام

فرید الدین گنج شکر فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ تین طرح پر ہے۔ زکوٰۃ شریعت، زکوٰۃ

طریقت، زکوٰۃ حقیقت زکوٰۃ شریعت یہ ہے کہ دس روپے میں سے پانچ

روپے دے۔ زکوٰۃ طریقت یہ ہے دس روپے میں سے پانچ روپے رکھے باقی

دیدے۔ زکوٰۃ حقیقت یہ ہے کہ سب کچھ دے ڈالے۔



# حضرت خواجہ شیخ فرید الدین مسعود بابا گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ

نام نسب :- حضرت کا نام شیخ فرید الدین مسعود بن قاضی جمال الدین سلیمان تھا۔ سترہ واسطوں سے سلسلہ نسب حضرت خلیفہ عمر فاروق اعظمؓ تک پہنچتا ہے۔

## سلسلہ نسب

خواجہ فرید الدین مسعود بن قاضی جمال الدین سلیمان بن قاضی شعیب بن شیخ محمد احمد بن شیخ محمد یوسف بن شیخ شہاب الدین کابلی بن فخر الدین بن شیخ محمود بن شیخ سلیمان بغدادی بن شیخ مسعود بن شیخ عبداللہ واعظ الاصفہر حجازی بن واعظ الاکبر بن شیخ ابو الفتح بن شیخ اسحاق بن شیخ ابراہیم بن شیخ ناصر تابعی بن جناب فاطمہ بنت امام حسن رضی اللہ عنہ بن شیخ عبداللہ بن امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

آپ کے والد ماجد حضرت جمال الدین سلیمان رحمہ بڑے عالم فاضل تھے آپکی شادی حضرت مولانا وجہی الدین کی صاحبزادی سے ہوئی جن کا اسم مبارک بی بی قرسم تھا۔ صاحب کسیرا لعارفین تحریر فرماتے ہیں کہ بڑی پرہیزگار، عابدہ، زاہدہ مستجاب بی بی تھیں آپ کی ہر دعا مقبول بارگاہ خداوندی ہوتی تھی۔

حضرت قاضی جمال الدین سلیمان کے تین صاحبزادے تھے بڑے فرزند کا اسم گرامی حضرت اعز الدین محمود تھا۔ دوسرے نور نظر کا اسم مبارک حضرت شیخ فرید الدین مسعود رح اور تیسرے لخت جگر کا نام حضرت نجیب الدین متوکل رح تھا۔

نوٹ :- سلسلہ نسب ملا وجہی الدین شہاچی گوپاموی کے تحریر کردہ رسالہ نصاب سے نقل کیا۔



## حضرت شیخ فرید الدین مسعود بابا گنجشکر

۱۵۵ھ میں بمقام کھتوال ضلع ملتان میں بابا صاحب پیدا ہوئے والد بزرگوار کے سایہ میں پرورش پائی قرآن مجید حفظ کیا۔ ابتدائی تعلیم کھتوال ہی میں پائی۔ اعلیٰ تعلیم کا یہاں کوئی انتظام نہیں تھا اس لئے آپ تیرہ یا چودہ سال کی عمر میں ملتان تشریف لے گئے اس وقت ملتان علم و فضل کا گہوارہ تھا۔ اور اہل علم کامرکز تھا۔ پانچ سال تک تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اسی دوران حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ملتان تشریف لائے۔ پروردگار عالم نے ایسا انتظام کیا کہ حضرت شیخ فرید الدین مسعود مولانا سرہندی کی مسجد میں بیٹھے کتاب نافع پڑھ رہے تھے تو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بھی مسجد میں تشریف لائے۔ قطب الاقطاب کے چہرہ انور پر آپکی نگاہ پڑے ہی آپ کے دل و دماغ پر ایسا اثر ہوا کہ آپ حضرت کے جمال کو تکتے رہ گئے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی؟ آپ کے قریب آئے اور دریافت کیا، کیا پڑھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا "نافع" حضرت قطب الاقطاب نے فرمایا۔ "اس سے واقعی تم کو نفع ہوگا۔"

حضرت فرید الدین مسعود نے کہا کہ مجھے اگر نافع ہوگا تو آپکی نظر نیما سے ہوگا۔ یہ کہہ کر آپ نے ادب سے سر جھکا لیا۔ یہ دیکھ کر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے بہت خوش ہوئے اسی لمحہ آپ کی کایا پلٹ گئی۔

جب حضرت خواجہ قطب الدین رحمہ والپس دہلی تشریف لے چلے تو شیخ فرید الدین مسعود رحمہ بھی انکے ہمراہ ہوئے حضرت خواجہ قطب الدین نے فرمایا اس ترک تجرید کے عالم میں علوم ظاہری حاصل کرو اسلئے بعد میرے پاس آؤ، کیونکہ



بے علم درویش شیطان کا مسخرہ ہوتا ہے

آپ ملتان ہی میں رہ گئے اور تعلیم میں مصروف ہو گئے۔ طلبِ علم کے شوق میں آپ قندھار گئے وہاں پانچ سال میں فراغتِ علمی کی اس کے بعد تمام اسلامی ممالک کی سیاحت کی۔ دورانِ سفر حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رح شیخ سیف الدین نختری، شیخ سعید الدین جموی، شیخ احمد الدین کرمانی، شیخ بہا الدین ذکریا ملتانی، شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری وغیرہ جو اس زمانے میں صاحبِ کمال و یگانہ روزگار تھے، فیض حاصل کیا۔ پھر دہلی پہنچ کر حضرت قطب الدین بختیار کاکی رح کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو گئے۔

حضرت شیخ فرید الدین سے رحمت کا شرف حاصل کرنے کے بعد ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے اپنے لئے ایک حجرہ منتخب فرمایا تھا۔ علم و تقویٰ، عشق و محبت، ذوق و شوق، رموز و اشارات میں بے نظیر زمانہ اور اپنے عہد میں یگانہ تھے۔ میدانِ کرامت میں آپ سبقت لے گئے تھے آپ جس قدر اپنے آپ کو چھپاتے تھے آپ کی شہرت اطرافِ عالم میں زیادہ ہوتی تھی۔ اور آپ کے جمال و ولایت کا شہرہ زیادہ سے زیادہ بلند ہوتا تھا۔

لہذا شدید ریاضت و مجاہدات کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔

## خلافت کے بعد ہانسی کو روانگی

جب دہلی میں مجاہدہ و زہد کی شہرت سے آپ کے گرد خلقت کا ہجوم ہونے لگا تو یہ بات آپ کو پسند نہ آئی۔ آپ ہانسی تشریف لے گئے وہاں عبادت و ریاضت کرتے رہے لیکن یہاں بھی لوگوں نے نہ چھوڑا۔ دہلی اور گرد و نواح سے خلیقِ خدا آپ کے گرد جمع ہونے لگی تو آپ نے حضرت جمال الدین ہانسوی کو خلعت و خلافت عطا فرما کر اپنے قدیم وطن کھنول چلے گئے



## حضرت جلال الدین تبریزی سے ملاقات

سیر الاولیا اور فوائد الافواد میں حضرت المشائخ نظام الدین اولیا تحریر فرماتے ہیں کہ جب جلال الدین تبریزی، ملتان سے دہلی جا رہے تھے تو راستے میں کھتوال کے مقام پر قیام کیا اور لوگوں سے دریافت فرمایا کہ یہاں کوئی درویش بھی ہے تاکہ اسکی زیارت کروں؟ لوگوں نے بتایا کہ ہاں ایک قاضی صاحب کے صاحبزادے شیخ الاسلام حضرت قطب الدین <sup>مختیار</sup> کاکی قدس سرہ کے خلیفہ یہاں ہیں جو جامع مسجد کے عقب میں رہتے ہیں چنانچہ جلال الدین <sup>مختیار</sup> آپکی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔

راستہ میں کسی شخص نے انار پیش کیا۔ حضرت شیخ فرید الدین بابا گنج شکر کی خدمت میں آکر انار توڑا اور آپ کو پیش کیا آپ نے فرمایا میرا روزہ ہے غرضیکہ جب شیخ جلال الدین نے انار کھا لیا اور چلے گئے تو حضرت بابا گنج شکر نے زمین پر ایک دانہ انار پڑا دیکھا آپ نے اسے اٹھا لیا اور دستار کے کونے میں باندھ لیا۔ جب مغرب ہوئی تو آپ نے اسی دانے سے روزہ افطار کیا۔

دانہ انار کھانا تھا کہ دل میں روشنی پیدا ہو گئی یہ دیکھ کر آپ کے دل میں خیال آیا کہ صرف ایک دانہ .... اسکے بعد جب آپ دہلی تشریف لے گئے اور حضرت قطب الاقطاب سے اس ایک دانہ انار کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: "مسعود وہی ایک دانہ تمہارے لئے مقصود تھا اور وہ تمہیں مل گیا"

## پاکپتن میں آمد

چونکہ کھتوال ملتان سے قریب تھا۔ آپکی شہرت اس قدر ہوئی کہ ملتان سے خلق خدا جا کر حضرت اقدس کے گرد جمع ہوئے لگی جس کے سبب آپ اجودھن (پاکپتن) چلے گئے۔ اجودھن ایک غیر معروف قصبہ تھا وہاں پہنچ کر آپ نے طرح اقامت ڈالی۔ آبادی کے قریب جنگل میں درخت کے زیر سایہ کھیل بچھا کر بیٹھ گئے اور عبادت میں وقت گزرنے لگا



آپ کو گمنامی بہت پسند تھی اکثر آپ کی زبان مبارک پر یہ فقرہ رہتا تھا۔  
جو شخص نام اور شہرت کا طالب ہوتا ہے وہ حریم دوست سے محروم ہے؟  
اکثر آپ چلہ اور مجاہدات میں مصروف رہتے تھے۔

### حضرت بابا گنج شکر کے دادا پیر

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت و  
حصولِ نعمت سلطان مشائخ نظام الدین محبوب الہی رح اپنی تصنیف سیر اللایا  
میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ بزرگ اور قطب الاقطاب  
اور شیخ فرید الدین مسعودؒ ایک ہجرہ میں تشریف فرما تھے۔

حضرت خواجہ بزرگ نے حضرت قطب الدین سے دریافت فرمایا کہ کب تک فرید  
الدین مسعودؒ کو مجاہدات میں جلاؤ گے۔ کوئی چیز اسے بخشش کرو۔ حضرت قطب الدین  
نے عرض کیا کہ آپ کی موجودگی میں میری کیا مجال کہ میں بخشش کروں۔ حضرت  
خواجہ بزرگ نے فرمایا کہ یہ کام تو تمہارا ہی ہے۔ آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا  
اُوہم دونوں ہی بخشش کرتے ہیں۔ چنانچہ دونوں حضرات نے جو کچھ عطا کرنا تھا  
عطا فرمایا اور حضرت خواجہ بزرگ نے شیخ فرید الدین مسعود کی طرف دیکھتے ہوئے  
فرمایا "یہ ایک شمع ہے جس سے سارا جہان روشن ہوگا۔"

### لباس

ایک دفعہ آپ کا کرتا بہت بوسیدہ ہو رہا تھا کوئی شخص عمدہ کرتا لے  
آیا آپ نے پہن لیا مگر فوراً اتار دیا اور فرمایا کہ جو ذوق مجھے پرانے دریدہ کرتے  
میں تھا وہ اس میں نہیں ملا۔

آپ عموماً روزہ دار رہا کرتے تھے افطار منقیا کے شربت سے کرتے تھے۔



حضرت نظام الدین اولیاءؒ سے روایت ہے کہ افطار کے وقت کچھ کھجوریں پانی میں ترلائی جاتی تھیں حضرت بابا نوش فرمالتے تھے۔ اور پندرہ دنے منقلی کے کھالتے۔ بعد میں روغنی روٹی لائی جاتی۔ کچھ حاضرین میں تقسیم کر کے بقیدہ خود نوش فرماتے بس یہی سارے دن کی غذا تھی باوجود سخت ریاضتوں کے جسمانی صحت اچھی تھی۔

## حسب اتباع سنت نبوی

آپ نے چار شادیاں کیں۔ پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں ان سے ہوئیں اور آپ کے پوتے اور لڑکے سے ہو گئے تھے۔ ہمیشہ فقر و فاقہ میں بسر ہوتی مگر آپ بے فکر تھے ایک بار سلطان ناصر الدین شاہ دہلی نے کچھ زر نقد اور چار گاوؤں کی سند بھجوائی آپ نے نقد قبول فرمایا اور سند واپس کر دی اور فرمایا فقیروں کو اس سے کیا سروکار۔

## بیعت

لوگوں کو حضرت بابا صاحب سے بیعت عقیدت تھی عوام و خواص کا ہر وقت ہجوم رہتا تھا۔ بیعت کا سلسلہ بہت زیادہ بڑھ گیا تھا۔ بعض اکابر کا بیان ہے کہ آپ ہر شخص کو بیعت کر لیتے اور فاسق و فاجر کا امتیاز نہ کرتے تھے بیعت کے بعد اصلاح فرماتے اور مقامات اعلیٰ تک پہنچا دیتے تھے۔

## خلفاء

آپ کے خلفاء کی تعداد بیحد ہے مشہور یہ ہیں۔ حضرت شیخ علا الدین علی احمد صابرؒ۔ حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ۔ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتیؒ۔ حضرت جمال الدین ہانسویؒ۔ حضرت شیخ یعقوب ابن بابا شکر گنج



حضرت شیخ نظام الدین ابن بابا شکر گنج۔ حضرت شیخ بدر الدین سلیمان ابن  
بابا شکر گنج، حضرت شیخ شہاب الدین ابن بابا شکر گنج، حضرت شیخ  
نصیر الدین، حضرت شیخ بدر الدین اسحاق نج، حضرت شیخ وہاب، حضرت شیخ  
زین الدین، حضرت شیخ علی شکر ریز، حضرت شیخ محمد سراج، حضرت شیخ  
جمال کامل، حضرت شیخ نجیب الدین متوکل، برادر بابا گنج شکر، حضرت شیخ  
عارف، حضرت شیخ صابر، حضرت مولانا داؤد۔

## سلسلہ طریقت

شیخ الاسلام حضرت شیخ فرید الدین مسعود بابا گنج شکر، سلسلہ  
طریقت سلسلہ عالیہ چشتیہ ہے جو کاتبہ واسطوں کے بعد حضرت رسالت  
جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔

## سلسلہ طریقت

حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر، وصال ۵ محرم ۶۶۸ھ پاکپتن شریف  
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، وصال ۲۴ ربیع الاول ۶۴۶ھ دہلی شریف  
حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، وصال ۶ رجب ۶۳۴ھ اجمیر شریف  
حضرت خواجہ عثمان ہارونی، وصال ۶ شوال، مکہ معظمہ  
حضرت خواجہ حاجی سید شریف الدین زندانی، وصال ۱۰ رجب ۶۱۳ھ زندہ  
حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی، وصال یکم رجب ۵۴۴ھ پخت افغانتان



- حضرت خواجہ ابوالیوسف چشتی ر.ج. .... وصال ۲ رجب ۴۵۹ھ ... چشت ...
- حضرت خواجہ ابو محمد محترم چشتی ر.ج. .... وصال ۱۲ ربیع الاول ۴۱۱ھ ... چشت ..
- حضرت خواجہ ابوالاحمد ابدال چشتی ر.ج. .... وصال ۳ جمادی الثانی ۲۵۵ھ ... چشت ..
- حضرت خواجہ ابواسحاق شامی ر.ج. .... وصال ۱۲ ربیع الاول ۲۲۵ھ ... شام ..
- حضرت خواجہ ممشاد علی دینوری؟ ..... وصال ۲ محرم ..... دینور ...
- حضرت خواجہ ابوہبیرہ امین الدین بصری؟ وصال ۷ شوال ۲۸۲ھ ... بصرہ ...
- حضرت خواجہ خذیفہ مرعشی ر.ج. .... وصال ۱۲ شوال ۲۰۷ھ ... بصرہ ..
- حضرت خواجہ ابراہیم بن ادرہم ر.ج. .... وصال یکم شوال ۱۶۲ھ ... شام ..
- حضرت خواجہ جمال الدین فیصل بن عیاض؟ وصال ۲ ربیع الاول ۱۸۷ھ ... مکہ معظمہ
- حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید ر.ج. .... وصال ۲ صفر ۱۷۶ھ ... بصرہ ...
- حضرت خواجہ حسن بصری؟ ..... وصال ۲ محرم ۱۱۰ھ ... بصرہ ..
- حضرت سیدنا امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ وصال ۲۱ رمضان ... نجف شریف
- حضرت سیدنا مولانا ولیا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وصال ۱۲ ربیع الاول ۱۱۰ھ وینٹیر

## وفات

آخر عمر میں استغراق زیادہ بڑھا ہوا تھا شجرہ شریف کے مطابق حضرت خواجہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر ر.ج. کا وصال سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں پانچ محرم ۶۶۸ھ کو ہوا۔ آپ کا عرس مبارک ۲۰ رزی الحج سے شروع ہو جاتا ہے اور دن ۱۱ محرم تک جاری رہتا ہے لاکھوں کی تعداد میں عقیدت مند حاضر ہوتے ہیں۔



## حضرت مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کی

### ولادت باسعادت

حضرت عبدالرحیم عبدالسلامؒ اپنی تصنیف "الوزار المشہود" میں تحریر فرماتے ہیں۔ انیس ربیع الاول ۱۲۹۲ھ بوقت تہجد کے مخدوم علی احمد صابرؒ تولد ہوئے۔ جس وقت دایہ نے آپ کو دیکھا تو سب مبارک کعبۃ اللہ کی جانب تھا۔ دایہ نے غسل دینے کے واسطے بغیر وضو کے ہاتھ لگانے کا قصد کیا جسم میں آگ پیدا ہوئی اس کی وجہ سے توبہ کر کے خائف علیحدہ کھڑی ہو گئی۔ والدہ مخدوم علی احمد صابرؒ نے ہدایت کی کہ اے دایہ تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ یہ لڑکا اولاد حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ ہے جلد وضو کر کے اور صلوٰۃ واستغفار پڑھ کر غسل کے واسطے ہاتھ لگا۔ دایہ نے حکم کی تعمیل کی اور غسل کے بعد کفنی پارچہ متبرکہ جدا مجد نے پہنائی اور گود میں لیا۔

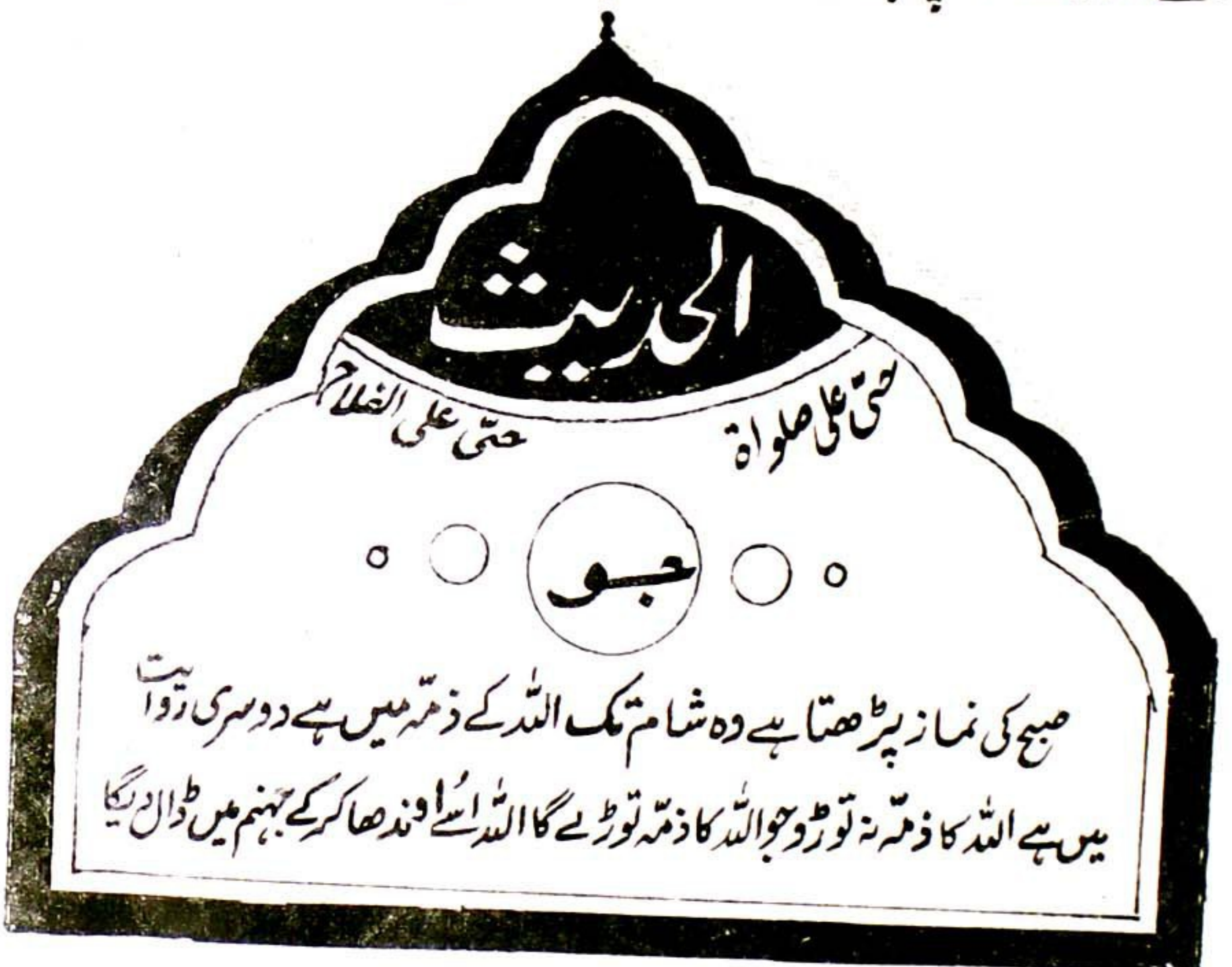
"الوزار المشہود" میں تحریر ہے کہ مخدوم علی احمد صابرؒ نے چھ مہینہ اور چالیس دن کامل شیر والدہ نہیں پیا۔ آثار صبر و قناعت کے روز اول ہی سے شروع ہو گئے تھے۔ پھر اس کے بعد بابرکت اسم اعظم اپنے شیر نوش کیا۔ جب آپ ایک سال کے ہو گئے تو ایک روز کے بعد شیر نوش



فرماتے تھے۔ اور ایک روز صائم رہا کرتے تھے جب دوسری سال میں شروع ہوئے تو دو روز کے بعد تیسرے دن شیر نوشی فرماتے تھے اور دو دن صائم رہا کرتے تھے۔ اپنی تصنیف "الوارالمشہود" میں حضرت علی احمد صابرؒ کے والد ماجد حضرت عبدالرحیم عبدالسلامؒ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"سات ربیع الآخر ۵۹۲ھ بروز سہ شنبہ بعد نماز صبح مراقب بیٹھا ہوا تھا کہ ایک سانپ میرے اوپر آپڑا میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو سانپ مہیب شکل سر سے دم تک ڈو ٹکڑے چہرا ہوا پڑا تھا۔ اور قریب ہی علی احمد صابر بیٹھے ہوئے ہیں میں نے والدہ علی احمد صابر کو جگایا اور دونوں ٹکڑے سانپ کے دکھائے۔

"والدہ علی احمد صابر نے بیان کیا کہ ابھی میں خواب میں دیکھ رہی تھی کہ مخدوم علی احمد صابرؒ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ آج سے کوئی سانپ میرے اہل خاندان کو نہیں کاٹے گا اور نہ ہی سانپ کا زہر موثر ہوگا۔ میں نے سانپوں کے بادشاہ کو مار ڈالا ہے اور تمام روئے زمین کے سانپ مجھ سے خائف ہو کر عہد کر گئے ہیں۔





## تذکرہ

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العارفین  
قطب عالم اغیاث ہند کے تین صاحبزادوں کی وفات کا

## اور تذکرہ

حضرت شاہ مخدوم علاء الدین علی احمد صابری صاحب اقطانہند کے جلال کا

حضرت شاہ شیخ فرید الدین گنج شکر بابا صاحب ۷ اپنی تصنیف "سر العبودیت"  
میں تحریر فرماتے ہیں کہ اکثر تبلیغی سلسلہ میں سفر میں رہتا تھا۔ ایک مرتبہ سفر سے واپس  
آیا تو معلوم ہوا کہ ستائیس محرم الحرام ۱۰۰۰ھ بروز شنبہ بوقت زوال میرا  
بیٹا نعیم الدین جسکی عمر تین سال تھی مخدوم علی احمد صابری کے حجرہ کے قریب آکر  
گواڑوں کے وزن میں سے بھانکنے لگا اسی وقت خون ڈال کر فوت ہو گیا۔

اور بتاریخ یکم صفر ۱۰۰۰ھ کو قریب نماز جمعہ کے فرزند فرید بخش جسکی عمر ایک سال  
تھی اتفاقاً مخدوم علی احمد صابری کے حجرہ کے چند قدم کے فاصلے سے حجرہ کی طرف منہ کر کے  
پیشاپ کر دیا۔ ایک خطرناک بچھو نے اس کے ڈنک مارا اور منہ سے خون جاری ہو گیا  
اور ایک پہر کے عرصہ میں جان بحق ہو گیا۔

میں نے یہ دونوں واقعات سن کر خدام کو سخت ہدایت کی کہ تم نہیں جانتے



ہو کہ مخدوم علی احمد صابر ربینہ شمشیر ہے۔

جو بھی اس کے قریب ہو گا وہ ہلاک ہو جائے گا اور جس پر اسکی نظر پڑے گی وہ ہدف تاوکِ قضا ہو گا۔ جس وقت وہ حجرہ سے باہر تشریف لایا کرے کوئی اسکے سامنے نہ جایا کرے۔ یہ حکم سن کر تمام خادم خائف ہو کر متنبہ ہو گئے۔

گیارہ دن کے بعد بتاریخ بارہ صفر ۱۲۷۰ھ بروز دوشنبہ کو فرزند عزیز <sup>الدین</sup> جسکی عمر بائیس سال کی تھی بغیر اجازت مخدوم علی احمد صابر کے لنگر خانہ میں جا کر ابوالقاسم بھنڈاری سے کہا کہ آج ہم لنگر تقسیم کریں گے، ہر چند ابوالقاسم بھنڈاری نے سمجھایا کہ یہ خدمت حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی ہے اور وہ حضرت بھی جلد تشریف لانے والے ہیں آپ بغیر ان حضرت سے اجازت حاصل کئے اس خدمت میں دخل نہ دیں۔

مگر عزیز الدین نے ابوالقاسم بھنڈاری اور دیگر لوگوں کے سمجھانے پر بھی نہ مانے اور جواب دیا کہ ہمارے باپ کا لنگر ہے تم لوگ کیوں منع کر رہے ہو۔؟ یہ کہہ کر لنگر تقسیم کرنے لگے۔ ابوالقاسم بھنڈاری نے لنگر کا ایک حصہ چھپا کر حضرت علی احمد صابر صاحب کے تقسیم کرنے کے لئے رکھ لیا۔ عزیز الدین نے پہلا حصہ تقسیم کرنے کے بعد وہ حصہ بھی ابوالقاسم بھنڈاری سے یہ جبر لیکر تقسیم کر دیا اور جا کر اپنی والدہ مجیب النساء ہمیشہ شیعہ ذکر یا سندھی سے کہنے لگا کہ روزانہ علی احمد صابر لنگر تقسیم کیا کرتے تھے آج ہم لنگر تقسیم کر آئے عزیز الدین کی والدہ نے جواب دیا کہ خدا خیر کرے ابھی دو لڑکے تو ہذر قضا کر چکے ہیں تو نے یہ کیا غضب کیا۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ مخدوم علی احمد صابر حسب معمول قدیم حجرہ سے باہر آئے اور ابوالقاسم بھنڈاری سے حصہ تقسیم کرنے کیلئے طلب کئے ابوالقاسم بھنڈاری نے عرض کیا کہ حضرت آج آپ کے بھائی میاں عزیز الدین لنگر تقسیم کر گئے ہیں۔

مخدوم علی احمد صابر نے دریافت کیا کہ کوئی حصہ بھی باقی رہا ہے؟ ابوالقاسم بھنڈاری



نے عرض کیا کہ حضرت کوئی حصہ باقی نہیں رہا، مخدوم علی احمد صابر نے کہا کہ وہ موذی باقی رہ گیا۔  
 یہ کلمات حضرت مخدوم علی احمد صابر کی زبان سے صادر ہوتے ہی رُوح عزیز الدین کے جسم  
 سے پرواز کر گئی اُس وقت عزیز الدین اپنی والدہ سے ہم کلام تھے گھر میں کھرام برپا ہو گیا۔  
 میں نے یہ سُن کر کہا کہ موذی کیوں خدمت مقررہ مخدوم علی احمد صابر میں بلا اجازت خلل انداز  
 ہوا تھا کئے کا ثمر حاصل کیا۔

## احوال

حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی والدہ صاحبہ ہرات سے آنے کا  
 اور حضرت مخدوم علی احمد صابر کے عقد کا۔

حضرت بابا شاہ شیخ فرید گنج شکر صاحب اپنی تصنیف "العبودیت" میں تحریر فرماتے  
 ہیں کہ علیم اللہ ابدال نے مخدوم علی احمد صابر کی والدہ ماجدہ کے پاس شہر ہرات جا کر تینوں  
 امور واقعات کی خبر کی اور والدہ مخدوم علی احمد صابر یہ احوال سن کر عذر ادا کرنے کے واسطے  
 وہاں سے علیم اللہ ابدال کے ساتھ یہاں کیلئے روانہ ہوئیں۔ منزل بہ منزل کی مسافت طے کرتے  
 کے بعد تاریخ انیس جمادی الاول ۱۰۶۱ھ بروز جمعہ بوقت عصر کے والدہ مخدوم علی احمد صابر  
 معہ علیم اللہ ابدال کے میرے مکان پر پہنچیں۔

مخدوم علی احمد صابر کو دیکھ کر مجھ سے رُو کر کہنے لگیں کہ بھائی میں نے تم سے بہت عابضی  
 سے عرض کیا تھا کہ میرے صابر کو بھوکا نہ رکھنا تم نے اس کے عوض ایک دن بھی کھانے کو نہیں  
 دیا اور میرے بیٹے کو سات برس بھوکا رکھا۔

میں نے جواب میں کہا کہ تمہارے سامنے مخدوم علی احمد صابر کو لنگر تقسیم کرنے کا حکم دے دیا  
 تھا۔ والدہ مخدوم علی احمد صابر نے مخدوم علی احمد صابر کو طلب کر کے دریافت کیا کہ تم کو تو سارے



لنگر کے تقسیم کرنے کا اختیار دے دیا تھا تم نے کھانا کیوں نہیں کھایا؟  
مخدوم علی احمد صابر نے جواب دیا کہ لنگر تقسیم کرنے کی خدمت پر مامور فرمایا تھا کھانے کی اجازت  
عطا نہیں فرمائی تھی جو میں لنگر میں سے کھانا کھاتا۔ یہ جواب سن کر میں نے مخدوم علی احمد صابر کی  
والدہ سے کہا کہ ہمیشہ عزیزہ! خدائے عزوجل نے مخدوم علی احمد صابر کو کھانے کے واسطے پیدا نہیں  
کیا ہے تم کو خود معلوم ہے جو کچھ علی احمد صابر نے ایام شیرخواری میں صبر اختیار کیا ہے اور تم کو عالم دُنيا  
سے بھی احکام پیش خبری مخدوم علی احمد صابر کی عظمت و فضیلت کی معلوم ہو چکی ہے اور اب میں  
پھر تم کو بعض احوال سے جو عالم ظہور میں آنے والے ہیں جاہ و جلال مخدوم علی احمد صابر سے مطلع کرتا ہوں  
حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العارفین قطب عالم اغیاث ہند  
"سُـر العبودیت" میں تحریر فرماتے ہیں کہ چند روز کے بعد والدہ مخدوم علی احمد صابر نے مجھ سے  
سوال عقد مخدوم علی احمد صابر کا میری دختر خدیجہ بیگم عرف شریفہ بنت بی بی خاتون  
دختر سلطان غیاث الدین سے کیا۔

میں نے ہر چند سمجھایا کہ مخدوم علی احمد صابر شادی کے قابل نہیں ہیں اس کو غلبہ کیفیت جذب  
سے اتنی فرصت نہیں ملتی ہے کہ جو اس عالم امکان کے اس پر طاری ہوں اور مخدوم علی احمد صابر  
مراسم زوجیت کے بجلائیں۔

والدہ مخدوم علی احمد صابر نے جواب میں کہا کہ میں بیوہ ہوں اور میرا بیٹا یتیم ہے اس باعث  
تم کو اپنی دختر کا عقد مخدوم علی احمد صابر کے ساتھ منظور نہیں ہے یہ گفتگو سن کر میں نے اجازت  
رسوم نسبت کی دی اور کہہ دیا کہ تم کو اختیار ہے چنانچہ بتاریخ اکیس شوال ۱۱۲ھ  
بروز چار شنبہ قبل نماز مغرب نکاح مخدوم علی احمد صابر کا منعقد ہوا۔

شب کو والدہ مخدوم علی احمد صابر نے خلاف معمول مخدوم علی احمد صابر کے حجرہ میں



## چراغ روشن کیا

اور دلہن کو حجرہ میں پہنچا دیا اور خود حجرہ کے دروازہ کے باہر بیٹھی رہیں اور نو عروس حجرہ کے اندر بحضور مخدوم علی احمد صابر دست بستہ کھڑی رہی۔ جب وقت تہجد کے مخدوم علی احمد صابر کو مراقبہ فنا سے فرصت ملی۔ مخدوم علی احمد صابر نے دیکھ کر عروس سے کہا "کون ہے عروس نے جواب دیا کہ آپکی زوجہ!!" مخدوم علی احمد صابر نے کہا "خدا تو فرد ہے زوج سے کیا کام ہے؟"

## اُسی وقت زمین سے آگ پیدا ہوئی

کہ تمام جسم عروس کا جل کر خاک کی ڈھیری ہو گیا۔ والد علی احمد صابر یہ گفتگو سن کر چاہا کہ جا کر مخدوم علی احمد صابر کو سمجھاؤں۔ اس سے پہلے کہ وہ حجرہ کی زنجیر کھول کر اندر جائیں کیا سے کیا ہو چکا تھا۔

حجرہ کے اندر پہنچ کر مخدوم علی احمد صابر کی پشت پر دونوں ہاتھ مارے اور کہا کہ "میں تیرے ماموں کو کیا جواب دوں گی۔ مخدوم علی احمد صابر نے کہا کہ میں نے کیا کیا ہے انکی والدہ نے جواب دیا کہ میں نے تیرا نکاح آج تیرے ماموں کی دختر سے کرایا تھا اور عروس کو تیرے حجرہ میں لائی تھی تو نے اسکو جلا دیا یہ خاک کی ڈھیری موجود ہے۔"

مخدوم علی احمد صابر نے جواب دیا اور کہا کہ مجھکو بالکل علم اس امر کا نہیں ہے اسی دن سے والدہ مخدوم علی احمد صابر بیمار رہنے لگیں آخر کار انھیں دق ہو گئی تھی۔ بتاریخ ۲۵ جمادی الثانی ۱۱۴۳ھ بروز جمعہ بعد مغرب کے والدہ مخدوم علی احمد صابر کی وفات ہوئی۔ صبح شنبہ کو جب مخدوم علی احمد صابر لنگر تقسیم کرنے کیلئے حجرہ سے باہر آئے ابو القاسم بھنڈاری نے عرض کی کہ شب کو حضور کی والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اور جنازہ قبرستان کی طرف جا رہا ہے حضور بھی نماز جنازہ میں شریک ہوں۔ مخدوم علی احمد صابر نے جواب دیا کہ لنگر

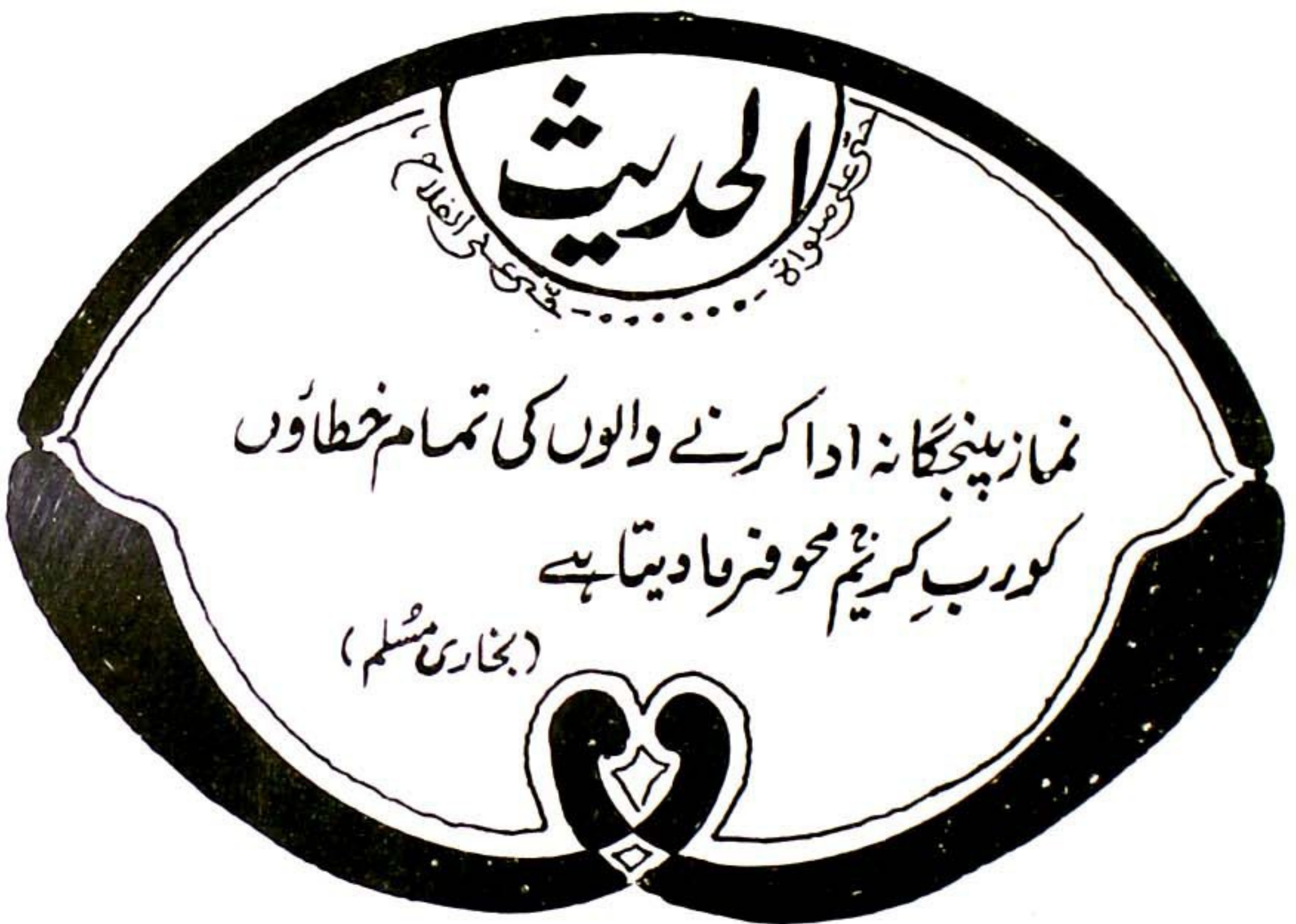


خدا سے زیادہ والدہ عزیز نہیں ہیں۔ وہاں جناب بابا صاحب کا ہونا کافی ہے۔ اور  
لنکر تقسیم کر کے جو مخدوم علی احمد صابر اپنے حجرہ میں چلے گئے تو پھر ان کو اسنتقراق سے فرصت  
ہنیں ملی جو لنکر تقسیم کرنے حجرہ سے باہر آتے۔ بروز شنب بارات ۶۱۲ھ مرقوم الصدر لوم  
الجمعة تک ابو القاسم بھنڈاری نے لنکر تقسیم کیا تیرہ سال سات مہینے گیارہ یوم لنکر تقسیم ہوا

## وفات

حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر قطاب ہند سلطان اولیاء  
رحمۃ اللہ علیہ کا وصال عین حالت سماع میں بعہد سلطان جلال الدین خلجی ۱۲  
ربیع الاول بروز جمعرات ۶۹۰ھ بوقت مغرب ہوا۔

مزار مبارک کلیر شریف (بھارت) میں ہے آپ کا عرس مبارک ۵  
ربیع الاول تا ۱۳ ربیع الاول تک بڑے اہتمام سے منعقد ہوتا ہے جس میں برصغیر  
پاک و ہند سے بے پناہ عقیدت مند و مشائخ شرکت کرتے ہیں اور آپ کے فیوض و  
برکات سے فیضیاب ہوتے ہیں۔





حضرت شاہ

## علاؤ الدین شاہ ولایت

رحمۃ اللہ علیہ

کتاب "قلمی اسرار الابرار" مؤلفہ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ جو ۱۰۰۰ھ میں لکھی گئی ہے حضرت شاہ ولایت کے حالات اس طرح لکھے گئے ہیں۔

حضرت شاہ ولایت کے والد ماجد سید سلیمان بن سید حسن الحسینی رحمۃ اللہ علیہما مدینہ منورہ سے بتقریب سیاحت ہندوستان تشریف لائے اور رووی تشریف میں کچھ عرصے قیام فرمایا۔ ان کے کمالات پروہاں کے لوگ فریفتہ ہو گئے اور مفارقت کو پسند نہ کیا لہذا آپ نے رووی میں چند نکاح کئے اولاد ہوئی۔ چاند بی بی رحمۃ اللہ علیہا سے شاہ علاؤ الدین تنہا پیدا ہوئے۔

جب آپ کے والد بزرگوار کا انتقال ہوا تو عمر شریف کچھ کم بارہ سال تھی عزیز اقربا اور علاقائی بھائیوں نے جائیداد پر جھگڑا کیا آپ کی والدہ ماجدہ کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ میرا بیٹا اس ناپیدار دولت کے صلے میں ضائع نہ ہو جائے۔ لہذا ترک قیام کر کے ہمراہ اپنے لخت جگر کے مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ اور کئی بار حج ادا کئے اور وہیں رحلت فرمائی اب حضرت سیدنا علاؤ الدین تنہا رہ گئے بجز سایہ الہی اور کچھ



نظر نہ آیا۔ اور آپ طلب علم میں مصروف ہو گئے ہر شہر و دیہہ میں  
 بلا و عرب تشریف لے جاتے اور جو کچھ حاصل ہوتا نہایت توجہ سے حاصل  
 فرماتے۔ پھر ملک محم نارس و خراسان زیارت مشاہد و بزرگان سے مشرف  
 ہو کر عازم ہندوستان ہوئے اور دارالعلم شہر دہلی میں داخل ہوئے اور جناب  
 مخزن علوم و طاہر و باطن مولانا شیخ لادن جو اولاد حضرت مخدوم شیخ  
 عماد الدین کے تھے۔ تفسیر قرآن و حدیث اور سردنتر حقیقت حضرت  
 خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی روح سے بھی استفادہ فرمایا بعد تکمیل  
 ایک کیفیت جذب بعد سلوک پیدا ہو گئی۔

## حضرت مخدوم علاء الدین شاہ ولایتؒ

بھی منجملہ اقطاب وقت سے تھے۔ جن کی ذات گرامی سے ایک  
 عالم کو فیض طاہری و باطنی ملتا تھا۔ شیخ ابو الفضل، آئین اکبری  
 میں حضرت شاہ ولایت کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔ میرے والد حضرت  
 ملا مبارک شاہ ۹۵ھ میں آگرہ آئے اور خدمت میں حضرت شیخ علاء الدین  
 مجذوب کشف و صدور کشف قبور کامل تھے۔ ان کی صحبت میں ملا  
 مبارک موصوف رہے اور حضرت شاہ ولایت نے مستی و ہوشیاری  
 کی حالت میں ارشاد فرمایا کہ خدا کا حکم یہ ہے کہ اس شہر آگرہ میں ٹھہرو  
 اور سفر چھوڑو خداوند کریم تم کو نہایت عزت و برکت دے گا چنانچہ اس  
 بشارت اور اشارات سے والد کو اطمینان ہوا۔

حضرت شاہ علاء الدین شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ دربار شاہ



حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے خلعت و قطبیت عطا ہوئی اور آپ آگرہ تشریف لائے اور دریائے جنا کے کنارے مقیم ہوئے۔ ہر دم قرآن شریف میں استغراق تھا۔ اور ایسا کیف بڑھا ہوا تھا کہ ہر سوال کا جواب الفاظ قرآنی سے فرمادیتے۔ سبحان اللہ جن لوگوں کو کشش الہی نے توفیق دی ہے ان کا یہی حال ہوتا ہے کہ ہر چیز پر ان کے حکم پر اور خواہش پر خدمت کرتی ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ ہمارا بندہ جب نزدیک ہوتا ہے تو وہ جو کچھ کہتا یا سنتا ہے وہ سب ہم ہی کہتے ہیں اور سنتے ہیں۔ بوجہ صفائے باطنی یہ حالت تھی جو شخص جس زبان میں گفتگو کرتا تھا۔ آپ اسی زبان میں جواب دیتے تھے۔ صوفیہ حضرات نے لکھا ہے کہ جب صفائی سینے کی ہو جاتی ہے تو نامعلوم چیزیں بھی معلوم ہو جاتی ہیں۔ حضرت کی عادت شریف یہ تھی کہ امیروں غریبوں میں سے کسی کو اپنی خدمت کا کبھی حکم نہ دیتے اور اگر ضرورتاً ایک پانی کی مشک بھی لیتے تو دام اس کو فوراً ادا کر دیتے۔

## جس سال بابر بادشاہ بیمار ہوا

تو لوگوں نے مشورہ کیا کہ حضرت شاہِ ولایت اگر دعا کریں گے تو ضرور صحت ہو جائے گی چنانچہ آپ کو بلایا۔ آپ نے فرمایا کہ اب وقت آخر ہے دعا سے کیا ہوگا چنانچہ بادشاہ نے رحلت فرمائی۔ ناعاقبت اندیشوں نے کہا کہ اگر شاہ صاحب سیمائی کریں تو مگر زندگی بادشاہ کی ہو جائے



گی۔ چنانچہ آپ کو دوبارہ بلایا۔ ابھی قاصد راستہ ہی میں تھا کہ آپ وہاں سے چلنے اور اسی وقت کول علی گڑھ پہنچ گئے۔

فقراء کے حال میں اس کو ملی الارض کہتے ہیں یعنی کئی دن کا راستہ چند منٹ میں انسان طے کر جائے۔ چنانچہ جب علی گڑھ سے سوار آئے تو انہوں نے تلاش کرنے والوں کو بتایا کہ آج صبح ہم نے شاہ صاحب کو علی گڑھ میں فلاں مقام پر دیکھا ہے۔ چنانچہ کچھ روز آپ کا قیام علی گڑھ میں رہا۔

حضرت شاہ ولایت المعروف علاول بلاول رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت رکھنے والے آگرہ سے علی گڑھ پہنچے اور حضرت شاہ ولایت سے نہایت اصرار کیا کہ حضرت آگرہ تشریف لائیں چنانچہ ہالیوں کے عہد میں آپ آگرہ آئے اور ایک ویران مقبرہ گنبد دار جو شکستہ پڑا ہوا ہے اس کے قریب حضرت شاہ صاحب نے قیام فرمایا اور کمالات و برکات کا دوبارہ گرم ہوا۔

تمام اہل کمال اور اولیاء اس دربار سے عہدہ پاتے تھے اور علی حسب مراتب فیضیاب ہوتے۔ جب شہرت آپکی ہوئی تو سید حبیب علی حلقہ قلندران سید میراں حسینی جن کا نام سید جعفر حسین معروف بہ سید حسینی نے کہا کہ اب حضرت شاہ ولایت یہاں تشریف لے آئے ہیں سب طالبان قلندریہ کو ان سے فیض لینا چاہئے ورنہ یہ وقت نہ ہا تھو سے نکل جائے گا۔ چنانچہ اکثر قلندراور سالک حضوری میں رہتے اور جس میں حسب طلب کامل ملاحظہ فرماتے تو پھر اس کو کچھ عطا کر دیتے تھے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی۔ اخبارالخبیار میں اپنے چچا کا



قصہ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ کسی پریشانی میں آگرہ تشریف لائے اور کسی نذر کے خواہش مند تھے کہ آیا قرآن ختم کروں یا کچھ اور کروں جس سے نذر اللہ پور کا ہو جائے اس سلسلے میں فکر مند تھے لوگوں سے حضرت شاہ دلایت کا ذکر سنا اور دہلی میں بھی سنا تھا کہ شاہ صاحب کشف میں بے نظیر درویش ہیں لہذا منڈوی حجام جہاں آپ کا قیام تھا تشریف لائے دیکھا حضرت کھڑے ہیں۔ دیکھتے ہی فرمایا کہ با بقراقرآن شریف کا ختم سب سے اچھا ہے اور نہایت تواضع سے پیش آئے۔

## حکایت

مبارک خاں سوری جو شیر شاہ بادشاہ کا چچا تھا اکثر دربار شاہ دلایت میں حاضر ہوا کرتا تھا ایک دن اس کے دل میں خیال آیا کہ حضرت صاحب کس خاندان میں خلیفہ ہیں آپ نے فوراً فرمایا کہ اے مبارک خاں میرے والد حضرت شاہ سلیمان عارف قدس سرہ بلا واسطہ مرید بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں جب والد صاحب کا وصال قریب ہوا تو میری والدہ نے گھبرا کر دل میں سوچا کہ بعد وفات دیکھئے کیا پیش آئے حضرت والد ماجد نے مجھے فوراً بلا کر بلاتھ تھا ما اور عمامہ مبارک میرے سر پر رکھ کر اپنا جانشین فرمایا والد ماجد کے وصال کے بعد والدہ ماجدہ مجھ کو مدینہ منورہ مکہ معظمہ لائیں۔

وہاں میں نے صحبت مشائخ اور بزرگ لوگوں کی ملک عرب میں سفر کے دوران پائی اور تمام علماء اور فضلاء سے فیض حاصل کیا تب اس درجہ پر



خداوند کریم نے محمد کو پہنچایا جس کو تم دیکھ رہے ہو۔  
 آپ کی تشریف آوری اور قیام پر تمام لوگوں نے منڈوی کی زمین علاوہ نصیب  
 مقررہ شاہی سلاطین لودھیہ کے حضرت کے واسطے مددِ معاش مقرر  
 کردی اور خالقاہ محلہ چار دیواری اور باغ اور دروازہ پختہ درگاہ اور کنواں  
 پختہ تعمیر کرایا۔

## تذکرہ تعمیر مسجد

اور حسب ارشاد حضرت صاحب والد شیخ چندن نے ایک مسجد جو حلال  
 طیب مال سے تعمیر ہوئی اس کا قصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص  
 حضرت کے حاشیہ نشینوں میں بیٹھا کرتا تھا ایک روز اس نے کہا کہ میرا مقصد  
 ہے کہ مسجد حضور کے پاس تعمیر کروں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا۔  
 چنانچہ وہ روزانہ تعمیر کرتا اور رات کو سب زمین کے برابر ہو جاتی۔ اس نے  
 حضرت شاہ ولایت کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ خانہ خدا  
 کو حلال مال سے بنوانا چاہتے۔ اس نے عرض کیا کہ جناب روپیہ صیب  
 کہاں سے لاؤں۔ ارشاد ہوا کہ فلاں جگہ تمہارے گھر میں دفن ہے چنانچہ  
 روپیہ نکالا اور مسجد تیار کرائی۔ جب مسجد تعمیر ہو چکی تو حضرت نے ملاحظہ  
 فرمائی اور کہا کہ اس قدر بلند اس کے درہیں۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ  
 مسجد کی تعظیم نہ کریں گے اور اونٹ گھوڑے باندھیں گے لہذا اس کے در  
 نیچے ہونے چاہئیں اور اپنے سر پر لیجا کر مٹی ڈالنا شروع کی۔ پھر تو تمام حاضرین  
 دربار اسیر و غریب و فقیر سب ٹوکریاں بھر کر ڈالتے تھے یہاں تک کہ



اس قدر چھوٹے درہو گئے کہ جھک کر جانا پڑے اور پھر آپ نے دعا فرمائی کہ  
اے خدا جو شخص اس سجد میں نماز پڑھے اس کی نجات کجیو اور بہشت  
دیجیو۔

## ابراہیم لودھی

کے اہل عملہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضرت شاہ ولایت کی مدد معاش  
بہت زیادہ مقرر ہے حالانکہ حضرت کا ذاتی خرچ کچھ نہیں ہے سب قلندر  
کھاتے اڑاتے ہیں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ بند کر دیا جائے جب شاہ صاحب  
کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ جاؤ ہم نے اس کی بادشاہی چھین لی مغل کو دن دی  
چنانچہ اسی سال یابر نے ابراہیم لودھی کو مار کر ہلاک لے لیا۔

## شیخ حاتم سنبھلی

جو علمائے زمانہ میں مشہور تھے حضرت شاہ ولایت کی کرامت و عدم پابندی  
نماز سنکر اس غرق سے حاضر ہوئے کہ ہمالیش کر دیں گا۔ جب حاضر ہوئے تو  
ارشاد فرمایا کہ اے حاتم پابندی احکام ظاہر اس وقت تک ہے جب تک  
انسان عقل ظاہر اور باخود رہے اور جب بے خود ہو گیا تو شرعاً مرفوع العلم  
ہے شیخ موصوف سنکر حیرت میں ہو گئے اور نہایت اپنی کم فہمی پر نادم  
ہوئے اور دل میں سخت معتقد ہوئے کہ علاوہ علوم باطنی کے حضرت کو علوم  
ظاہر بھی کامل ہے اور بعض مشکل مسائل عقلیہ بیان فرماتے کہ جن کو شیخ موصوف  
لا بخل جانتے تھے پس شیخ زمرہ خدام و معتقد داخل ہوئے اور فیضیاب ہوئے



## حکایت

ہمالیوں بادشاہ کوشیر خاں ہسوری سے مقابلہ کی پریشانی ظاہر ہوئی تو اس نے عماد الملک اور محترم بیگ اور بندوبیگ اور خان خانان بیہرم اور نور بیگ جو امرائے دربار بادشاہی تھے ان سب کو واسطے دعائے فتح خدمت میں حضرت شاہ ولایت کے بھیجا یہ لوگ خدمت میں آئے تو فوراً فرمایا کہ با باد و مہینہ سے برابر کہہ رہا ہوں کہ تم لوگ چند سال کے لئے اپنے وطن چلے جاؤ اور ہم بھی آگرہ سے نکل جاتے ہیں اور قرآن شریف کو گردن میں ڈال کر رگتہ باڑی ریاست دھولپور چلے گئے جس وقت ہمالیوں کو شکست ہوئی تو خود حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ روٹی تو پر رکھی ہوئی ہے اس کو داپس آکر کھانا اور لہنڈی سے ایک روٹی بادشاہ کو دی ہمالیوں نے تبرک سمجھ کر لے لی اور کابل چلا گیا۔

جب حضرت باڑی میں تھے تو آگرہ سے خدام و معتقدین خدمت میں حاضر ہوئے اور نہایت اصرار کیا کہ حضور آگرہ شریف لے چلے چنانچہ آپ آگرہ شریف لائے اور ہمالیوں چلا گیا تھا۔

## سلیم شاہ بادشاہ

وہ کے زمانے میں قوتیں اس درجہ بڑھیں کہ ہر ایک کو دعویٰ سلطنت ہو گیا اور سلیم بادشاہ کی گرفتاری کے مشورے ہونے لگے۔ بادشاہ کو معلوم ہو گیا عمدۃ الملک دولہ خان سے اس بھید کا ذکر کیا اس نے کہا کہ ظاہری تدبیر تو بادشاہ کر سکتا ہے مگر فقرام سے رجوع کرنا مناسب ہے



حضرت شاہ علاول بلاول رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ ولایت ہیں ان کی خدمت میں جائے اور دریافت کیجئے۔ بادشاہ روانہ ہو کر دربار میں حاضر ہوا۔ اور مکہ حرام لوگ بھی اس خبر سے حاضر ہوئے مگر مسجد کے پیچھے بیٹھے رہے سلیم شاہ بادشاہ نے پچاس بیڑہ پان سامنے رکھے اور سوچا کہ اگر چار بیڑہ پان حضرت مجھ کو دیں گے تو میں سبھوں کا کہ چاروں دشمنوں پر فتح ہوگی۔

حضرت شاہ ولایت اس وقت تلاوت قرآن کر رہے تھے آپ نے فوراً یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْاَرْضِ ط یعنی خدا کا حکم ہے کہ ہم نے تجھ کو زمین پر بادشاہ کیا انصاف کرتے رہنا۔ اور رومال پان کا واپس دیا اس میں چار بیڑہ رکھے تھے دولہ خان نے کہا کہ اب مراد پوری ہوئی فوراً چل دیجئے ایسا نہ ہو کہ جذب غالب ہو کر خلاف مقصود منہ سے نکل جائے۔ بادشاہ اٹھا اور سلام کر کے چلا گیا۔

باغی لوگ مسہی جلال خاں اور سعید خاں نیازی اور خواص خان جو مسجد کے پیچھے بیٹھے تھے حاضر ہوئے اور دولہ خان پوشیدہ کھڑا رہا کہ حضرت کا ارشاد کیا ہوتا ہے۔

جلال خان کو یہ خیال تھا کہ اگر میں بادشاہ ہو جاؤں تو درگاہ کے لئے بہت کچھ وظیفہ مقرر کروں گا۔ حضرت شاہ ولایت نے ان سے کہا کہ ملک سے مکہ حرامی نہیں کرتی چاہئے۔ یہ بات خدا کو پسند نہیں۔ چلا جا اور بادشاہ سے سانی مانگ تو خواص خان اور سعید خان سے ارشاد ہوا کہ تم پر پہاڑ گر لگیا۔ چنانچہ دولہ خان نے سن کر بادشاہ کو اس فرمان



سے اطلاع دی اور بشارتِ فستح و اقبال سے سلیم بادشاہ کو اطمینان ہوا۔  
ان باغیوں نے حضرت کے ارشاد کو بجز وہ کی بڑی خیال کر کے بادشاہ سے  
مقابلہ کیا میدانِ جنگ میں جلال خان گرفتار ہوا۔ سعید و خواص پہاڑ  
کی طرف بھاگ کر تباہ و برباد ہو گئے۔

## حکایت

شیر شاہ بادشاہ نے جب کالنج فستح کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت  
شیخ کبیر جو اولادِ بابا فرید سے تھے اور اپنے مرشد پیر خلیل  
ان دونوں کو معہ نذرانہ اشرفیوں وغیرہ کے واسطے دعائے فستح  
کالنج خدمت میں شاہ علاؤل بلاء رحمتہ اللہ علیہ کے بھیجا جب  
شیخ موصوف حاضر ہوئے اور نذر پیش کی تو حضرت شاہ صاحب نے فرمایا  
کہ پہاڑوں پر خدا کا غضب ہے۔ آگ میں جلتے ہیں اور وہ بھی جتنے کو جاتا  
ہے۔ اور اشرفیاں ان کے سر پر پھینک دیں جب شیر شاہ سے یہ  
واقعہ کہا تو اس نے باور نہ کیا اور کالنج پر فوج لے گیا اور خود بھی  
جل کر مر گیا۔

## دورِ مغلیہ

ایک روز مبارک خان حضوری میں بیٹھا تھا دیکھا کہ حضرت شاہ  
ولایت قدم زمین پر زور زور سے جمار ہے ہیں۔ مبارک خان نے  
تعب کیا۔ آپ نے فرمایا وہ منغل آگئے سندھ پہنچے لاہور بھی آگئے۔



دکن اور دہلی اور بنگالہ فتح کر لیا۔ آگرہ میں بھی داخل ہوئے گو یا نصیر الدین ہمایوں اور اس کے خاندان کی سلطنت کا پھیلاؤ بیان فرمایا۔ چنانچہ ایسا ہی ظاہر ہوا کیونکہ ایک روٹی جو ہمایوں کو دی تھی اس کا یہ ہی مطلب تھا کہ ایک ہی سلسلہ میں مدتوں بادشاہی رہے گی۔ آخر سلاطینِ معلیہ شاہ ظفر پر ۱۸۵۶ء میں ختم ہوئی۔

## حکایت

شیخ نظام قدس سرہ جو مرید حضرت خواجہ خالون رحمۃ اللہ علیہ کے تھے جب درجہ خدمتِ شیخ کا طے کر چکے تو ارشاد ہوا کہ حضرت شاہ ولایت المعروف علاء دل بلاول رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آگرہ جاؤ دہلی سے تم کو کوئی منصب ملے گا اور بآداب اور حسن عقیدت کی تاکید فرمائی راستہ میں ایک شخص آپ کے ہمراہ ہو گیا اس نے کہا کہ میں تو جب اعتقاد کروں گا جب حضرت صاحب مجھ کو چھلی چاول عنایت کریں۔ شیخ نظام نے کہا کہ امتحان کرنے والا مردود ہوتا ہے بجائے فائدے کے نقصان ہوگا۔ الغرض جب خدمتِ شریف میں آئے تو آپ نے ہنایتِ محبت سے شیخ کو اپنے پاس بٹھایا اور اتفاق سے چھلی اور چاول تحفہ میں اسی وقت آئے آپ نے اس شخص کی طرف اشارہ کیا کہ لے اور چلا جا تر مطلب اسی قدر تھا وہ ہو گیا۔ اور حضرت نظام کو فرمایا کہ نارنوں تمہارے سپرد کیا گیا دہلی جاؤ اور کام کرو چنانچہ حضرت نظام دہلی گئے اور تمام مخلوق کو اپنے فیض سے سمیرا بن فرماتے رہے۔



## حکایت

حضرت شیخ ابن رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ علاؤ الدین موزح دریا نے جو دہلی میں صاحبِ حکومت تھے۔ آگرہ بھیجا اور فرمایا کہ ہم نے تم کو آگرہ کا حاکم کیا جس وقت شیخ موصوف آگرہ آئے تو حضور شاہِ ولایت کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ آگرہ میں حکومت آسان نہیں۔ چنانچہ شیخ ابنِ سخت بیمار ہو گئے اور نادام اور تائب ہو کر حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت شاہِ ولایت نے شفقت فرمائی اور امر وہہ کا صاحبِ ولایت مقرر کر کے بھیجا اور اپنی کھلی دے دی کہ اس پر بیٹھ کر جو حکم دو گے وہ ہو جائے گا چنانچہ شیخ ابنِ امر وہہ میں ہنایت کمال اور صاحبِ کشف حال مشہور ہیں۔

۸۔ اربعہ ۹۵۳ھ میں حضرت مولانا شاہ علاؤ الدین شاہِ ولایت المعروف علاؤل بلاول رحمۃ اللہ علیہ واصل بحق ہوئے آپ کا اپنا آستانہ مبارک آگرہ میں نائی کی منڈی کی گھنی آبادی میں واقع ہے آج بھی لوگ بلا لحاظ مذہب و ملت آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتے ہیں اور فیض پاتے ہیں۔ ۸۔ اربعہ ۹۵۳ھ کو آپ کا عرس مبارک ہنایت اہتمام کے ساتھ منعقد ہوتا ہے۔

## قطعہ تاریخ وفات

حضرت شاہِ ولایت جو حاشیہ منرار پر مرقوم ہے وہ یہ ہے  
 علاؤ الدین مجذوب آلِ خسرو مند  
 کز و گشتے روا مقصود طلب



بناگہ شد نہاں از چشم مردم  
چو لوزے کو شود از دیدہ محبوب

چو گفتم چیست تاریخ و صالشی  
خرد گفتا علاؤ الدین مجذوب  
۹۵۳ھ

حضرت شاہ علاؤ الدین شاہِ دلایت کا نام مشہور شاہ علاؤ  
بلاول رحمۃ اللہ علیہ کتابوں میں دیکھا گیا مگر وجہ معلوم ہو سکی۔ اگر  
علاؤ الدین کا تحف علاؤل ہو تو بلاول صرف قافیہ کے طور پر سمجھا جائے  
جیسے روٹی، ووٹی وغیرہ بولتے ہیں مگر نام میں ایسا لفظ ہونا خلاف  
ادب ہے۔

شاید یہ وجہ ہو کہ علاؤل بلاول بادشاہِ دہلی علاؤ الدین خلجی کا لقب  
تھا اور وہ نہایت عظیم الشان بادشاہوں میں ہوا ہے اور اس کا یہ تصرف  
مشہور تھا کہ غنیم کے مقابلے میں باوجود قلیل فوج ہونے کے ہمیشہ اس کو  
فتح ہوتی تھی چنانچہ حضرت خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے فتوح العیب  
وغیرہ میں لکھا ہے اس لئے اس کا نام نقل ہو کر حضرت شاہِ دلایت  
کے نام کو بوجہ تصرف شاہی رکھ دیا گیا۔

حضرت لعل شہباز قلندر

آپ کا اصل اسم مبارک حضرت حاجی حافظہ مخدوم شیخ الکبیر



محمد عثمان مردندیؒ لقب لعل شہباز قلندرؒ آپ کی ولادت باسعادت  
 قصبہ مردند میں ۵۶۱ھ مطابق ۱۱۷۷ء میں ہوئی۔ آپ کا شمار بزرگ  
 پاک و ہند کے اکابر اسلام اور مشائخ عظام میں ہوتا ہے آپ ایک  
 ایسے دیوانہ توحید اور پروانہ رسالت ہیں جن کی ذات گرامی کی بدولت  
 مردند سے سیوہن تک کی فضا ضیائے وحدت اور انوار محمدی سے معمور  
 و منور ہوئی۔

آپ کے مورث اعلیٰ عراق سے ہجرت کر کے مشہد میں قیام کرتے  
 ہوئے مردند آئے تھے ان کا سلسلہ نسب بارہویں پشت میں حضرت  
 اسماعیل بن حضرت امام جعفر صادق سے جا ملتا ہے خداوند کریم نے آپ  
 کو مادر زاد ولی پیدا فرمایا تھا۔

آپ کے والد ماجد سید کبیر الدینؒ بھی اپنے دور کے بڑے کامل بزرگ  
 کہلاتے اور والدہ ماجدہ مردند کے حاکم سلطان شاہ کی صاحبزادی  
 تھیں اور بڑی عابدہ خاتون تھیں لال شہباز قلندرؒ کمسنی ہی میں سایہ  
 پدری سے محروم ہو گئے تھے۔ اس لئے آپ کی تعلیم و تربیت والدہ  
 کی نگرانی میں مکمل ہوئی۔ چونکہ آپ بہت ذہین واقع ہوئے تھے اس  
 لئے آپ نے صرف سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کر لیا  
 اور فارسی و عربی کی تعلیم گھر سے ہی حاصل کی تھی۔ آپ کمسنی ہی میں  
 عالم کیف وستی میں رہ کر تے تھے اور آپ کی آنکھوں سے جلالی  
 نیکتار بہتا اور جو کچھ آپ کی زبان مبارک سے نکلتا وہ فوراً پورا ہو جاتا  
 اس لئے آپ مستجاب الدعوات بھی کہلاتے۔



کم عمری میں آپ شیخ جلال مجرود کے مریدوں اور معتقدوں میں  
 رہنے لگے اسی اثنا میں مردند کے ایک جلیل القدر بزرگ حضرت  
 بابا شیخ ابراہیم قادری کو حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی  
 نے خواب میں بشارت دی کہ سید عثمان کی طرف توجہ دیں اور اسے  
 راہ سلوک کی منازل طے کرائیں۔

حضرت شیخ ابراہیم آپ کے پاس آئے اور ایک ہی نظر میں  
 آپ کو پہچان لیا اور اپنے سینے سے لگایا اور روحانیت کا ایک راز منقل  
 کر دیا۔ اس کے بعد آپ حضرت بابا شیخ ابراہیم کے ساتھ رہنے لگے  
 پھر آپ پر طریقت و معرفت کے وہ راز منکشف ہونے لگے جو آپ  
 کی نظروں سے ابھی اوجھل تھے۔ ایک سال تک اپنے پیرو مرشد  
 کے پاس رہنے کے بعد آپ کو حضرت شیخ بابا ابراہیم قادری نے  
 خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ اور نشانی کے طور پر ایک تھمر سنگ ستون  
 عنایت کیا جو آپ ہمیشہ اپنے سینہ پر لٹکانے رہتے تھے اور وہ ہی تھمر  
 آپ کے منرار پر سرنیلنے کی جانب نصب ہے۔

کچھ عرصہ آپ حضرت شیخ منصور کی خدمت میں بھی رہے وہاں  
 سے بھی آپ کو کافی فیض حاصل ہوا۔ اس کے بعد آپ ایران تشریف  
 لائے اور حضرت امام رضا کے منرار پر حاضر ہوئے اور اپنے چالیس  
 دن کا چلہ فرمایا۔ چلہ کے اختتام پر آپ کو بشارت ہوئی کہ اب  
 تم غوث الاعظم کے منرار اقدس پر حاضری دو لہذا آپ بغداد شریف  
 کے لئے روانہ ہو گئے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے منرار پر



حاضری دی اور دن رات عبادت ریاضت میں مصروف رہے اور بارگاہِ غوث الاعظم سے کافی فیض و برکات حاصل کئے۔

اس کے بعد حضرت سید عثمان مزدنی حج کے لئے مکہ معظمہ پہنچ گئے حج سے فارغ ہونے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے مدینہ پہنچ گئے یہاں آپ گیارہ ماہ تک رہے اور رسول اللہ کی قربت اور برکتوں سے فیضیاب ہوتے رہے پھر آپ کو ایک روز رسالتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اے عثمان ہندوستان میں اللہ کے بندے تمہارے منتظر ہیں۔ ان کی ہدایت کے لئے خدا نے تمہیں مقرر کیا ہے وہاں جاؤ اور وہاں کے لوگوں کو دین اسلام کی دعوت سے فیض پہنچاؤ۔ لہذا دوسرے ہی دن آپ آخری بار روضہ رسول اکرم پر حاضر ہو کر الوداعی سلام پیش کیا اور مکہ معظمہ کی طرف چلے گئے یہاں آپ نے دوسرا حج کیا اور پھر عراق ایران، اور مکران ہوتے ہوئے ملتان پہنچے۔ کیونکہ ملتان ان دنوں صوفیائے کرام و بزرگان دین کا مسکن تھا اور یہاں حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی حضرت بابا فرید شکر گنج اور حضرت شیخ جلال الدین بخاری سے ملاقات ہوئی اور حضرت لال شہساز قلندر یہاں کافی عرصہ رہے اور ان لوگوں سے کافی فیض صحبت پایا۔ بعد میں چاروں بزرگ چار یار کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور یہاں پر بھی آپ کو حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی نے خرقہ خلافت عنایت کیا تھا۔



## حضرت لعل شہباز قلندرؒ

صحیح معنوں میں پانی پت میں ہی شہباز بنے۔ باز۔ شاہین۔  
عقاب۔ دراصل صوفیانہ اصطلاحات ہیں ان سے مراد فضائے بسیط  
میں آزاد پرواز کے ہیں۔ فضائے بسیط موجودات عالم ہے۔  
پرواز۔ فکر و نظر اور مشاہدہ ہے۔

حضرت لال شہباز قلندر کو حضرت بوعلی شاہ قلندر نے بھی  
خرقہ خلافت اور کلاہ چارترکی سے نوازا۔ اور سہوستان (سیوہن) کی  
کفر آلود تائیک فضاؤں میں اسلام کی شمع روشن کرنے اور کتاب  
اللہ کا پیغام عام انسانوں تک پہنچانے کے لئے سندھ جانے کا حکم دیا۔  
آپ کو حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ سے بہت عقیدت تھی۔ اور  
آپ جب بھی بوعلی شاہ قلندرؒ کا ذکر کسی کے سامنے کرتے تو بڑے ادب  
واحترام کے ساتھ کیا کرتے تھے اور بعض اوقات تو فرط جذبات سے  
آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے اور کچھ ایسی سستی دے خودی  
طاری ہو جاتی کہ دیکھنے والے سمجھتے کہ آپ ابھی رقص کرنے لگیں گے۔  
اور آپ فرماتے تھے کہ اگر مشکلات اور پریشانی میں کوئی اللہ سے  
حضرت بوعلی شاہ کے واسطے سے دعا مانگے تو خداوند قدوس کی  
بارگاہ میں ضرور مقبول ہوتی ہے اور میں نے کئی مرتبہ مصائب کے  
وقت ایسا کیا ہے اور خدا نے ہر بار میری دعا کو شرف قبولیت بخشا ہے

## سیوہن میں آمد

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی آمد سے قبل سیوہن جو بہت



پرستی و کفر اور برائیوں کا مرکز تھا اور بدکاری اپنے نقطہ سرودج کو پہنچی ہوئی تھی۔ جب شہر کے لوگوں کو آپ کی آمد کی اطلاع پہنچی کہ ایک درویش سرخ کپڑے پہنے ہوئے ہے اور اس نے شہر کے باہر پڑا ڈال لیا ہے اور وہ دین اسلام کی تبلیغ کے لئے پہنچا ہے تو وہاں کے معزز افراد نے آپ کے پاس ایک وفد بھیجا جس کے ساتھ ایک دودھ سے بھرا ہوا پیالہ بھی تھا۔ اس طرح وہ لال شہباز قلندر کو یہ بتانا چاہتے تھے جس طرح اس پیالے میں مزید اب دودھ کی گنجائش ہوتی اسی طرح تمہارے لئے بھی یہاں رہنے کی گنجائش نہیں لہذا یہاں سے کہیں اور چلے جائیں۔ مگر لال شہباز قلندر نے ان کے اس طنز کا بھرپور جواب دیا کہ انہوں نے دودھ کے بھرے پیالے میں گلاب کی چند پتیاں رکھ کر اُسے واپس بھیج دیا۔ دراصل آپ انہیں یہ بتانا چاہتے تھے کہ واقعی اب اس شہر میں نام نہاد پیروں اور فقروں کے لئے گنجائش نہیں ہے۔ اب ہم یہاں رہیں گے۔ اس طرح آپ یہاں رہنے لگے۔ جس علاقہ کو اپنے قیام کے لئے منتخب کیا۔ اس کے چاروں طرف بدتماش افراد رہا کرتے تھے۔

## تبلیغ اسلام

مگر حضرت لال شہباز قلندر کی تعلیمات اور روحانی نظروں کی بدولت بدکاروں نے توبہ کی اور راہِ راست پر آگئے اور لوگ دور سے جوق درجوق آنے لگے اور دین اسلام کی حقانیت کو دل سے



قبول کرنے لگے۔ اس طرح آپ کی خانقاہ فیض پانے والوں سے بھری رہنے لگی۔ اور آپ قلندرانہ زندگی گزارنے لگے مگر اس کے باوجود تبلیغ اسلام کے سلسلے میں اسوہ رسول اکرم کا جتیا جاگتا نمونہ تھے آپ کا زیادہ وقت عبادت اور ریاضت میں گذرتا تھا اور کچھ وقت آپ خانقاہ سے باہر قریب کی پہاڑیوں میں تبلیغ کے لئے چلے جاتے۔ اور ہر شخص سے محبت و اخلاص سے پیش آتے ہر کاز کے بعد آپ کے پاس عقیدت مندوں کا ہجوم رہتا اور آپ ہر ایک کی بہتر طور پر دادرسی کرتے۔

## تحت خط سے نجات

ایک مرتبہ سندھ اور اس کے قرب و جوار میں اتنا سخت قحط پڑا کہ مخلوق خدا سخت پریشان ہو گئی اس تحت سے نجات حاصل کرنے کے لئے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دعا کی درخواست کی۔ حضرت لال شہباز قلندر نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی ابھی آپ مصروف دعا ہی تھے کہ بارش شروع ہو گئی دیکھتے ہی دیکھتے تمام کھیمت جل تھل ہو گئے اور ندی نالے پُر ہو گئے اس طرح مخلوق خدا نے سکون کا سانس لیا۔

## سایہ دار درخت

ایک مرتبہ آپ اپنی خانقاہ میں وضو فرما رہے تھے وہاں سخت



دھوپ تھی آپ کے مریدوں نے التجا کی کہ اس جگہ ایک گھنا سایہ دار درخت ہونا چاہئے۔ آپ نے اسی وقت اپنے ایک مرید کو مسواک دیتے ہوئے کہا کہ اس کو اس جگہ لگا دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ دوسرے دن دوسرے مسواک ہری بھری شاخوں کے ساتھ نمودار ہوئی اور یہ ہی مسواک بڑی تیزی کے ساتھ ایک سایہ دار درخت کی شکل اختیار کر گئی۔

## پانی کا چشمہ

اسی طرح آپ نے ایک مقام پر اپنا عصا مبارک گاڑ دیا تھا جس سے پانی کا چشمہ ابل پڑا وہ چشمہ اب بھی جاری ہے اور اس کا پانی نہایت صاف و شفاف بیٹھا ہے اور صدیاں گزر جانے کے بعد بھی کسی قسم کا کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔

## ضبطِ نفس

حضرت لال شہباز قلندر ضبطِ نفس کے زبردست قائل تھے اور ضبطِ نفس وہ عمل ہے جس سے انسان تمام آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہ منزل بڑی کھٹن ہوتی ہے لیکن جب انسان کو ضبطِ نفس حاصل ہو جائے تو وہ قلبی سکون محسوس کرتا ہے اور ایک کیف کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جس میں انسان ٹرپنے لگتا ہے اور اسی ٹرپ کا نام دھمال ہے اس کا اظہار آپ وصلِ خدا میں دہنوں جیسا سرخ لبہ پہن کر ایک خاص قسم کا رقص کیا کرتے تھے جس کو آج دھمال کا نام دیا



جاتا ہے روایت مشہور ہے کہ دورانِ دھمال آپ پر بے خودی طاری ہو جاتی تھی اور اسی بے خودی کی وجہ سے اللہ کی ضرب یعنی اللہ ہوا کہہ کر تے اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے۔ اور یہ دھمال ہڈیاں گزر جانے کے بعد آج بھی آپ کے منرار پر جاری ہے۔

## گہوارۂ علم و فضل

حضرت لال شہباز قلندرؒ جس پائے کے صاحب علم و فضل اور صاحب تصوف و معرفت تھے اسی پائے کے معلم۔ مقرر، ادیب اور شاعر بھی تھے۔ عربی و فارسی علوم پر عبور حاصل تھا۔ قرآن و حدیث و فقہ کا وسیع مطالعہ تھا۔ آپ کا مرتبہ شاعری میں بہت بلند ہے۔ آپ کی شاعری صوفیانہ خیالات اسلامی جذبات قرآنی آیات، وحدانی تعلیمات رکھتی ہے۔ جس کی خوشبو و نارنگینیوں اور رعنائیوں میں روح انسانی معطر اور قلب ایمانی شادان و درخشاں ہے۔ آپ کا کلام تبلیغِ دین اور اصلاح انسانیّت و معاشرے کے سلسلے میں بہت موثر و مفید ثابت ہوا ہے۔

## وصال

حضرت لعل شہباز قلندرؒ پر عمر کے آخری دنوں میں جذبہ کیف کی حالت طاری تھی اور آپ اپنے حجرے سے بہت کم باہر تشریف لاتے تھے۔ گاس حالت میں کوئی کامہ طیبہ پڑھتا یا اذان کی آواز آتی تو



بوش میں آجاتے تھے۔

یہ حالت آپ کی کئی ماہ رہی مگر جب شعبان کا چاند نظر آیا تو یہ کیفیت ختم ہو گئی اور ۲ شعبان ۶۷۲ھ مطابق ۱۳۷۴ء کو آخر آپ اس دنیا سے فانی ہوئے۔ رخصت فرمائے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰجِعُوْنَ آپ کو بعد وصال اسی حجرے میں سپرد خاک کیا گیا جس میں آپ رہا کرتے تھے۔ یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ اس آنتاب تصوف نے مدتوں دُرد در تک اپنی ضیا پاشیوں سے لاکھوں دلوں کو منور رکھا۔ اور آج بھی ان کا فیض جاری ہے۔

پھر سال آپ کے عرس کے موقعہ پر ملک کے گوشہ گوشہ سے عقیدت مندوں، زائرین لاکھوں کی تعداد میں آتے ہیں اور روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہو کر واپس جاتے ہیں۔

آپ کے مقبرہ کی عمارت کماندار ہے چھ گنبد ہیں جن میں ایک بہت بڑا ہے جو مرزا جانی بیگ نے بنوایا تھا۔ مرقد کے ارد گرد لکڑی کا کٹھرہ ہے جس کے ستون نقری پٹیوں سے منسُزین ہیں یہ کٹھرہ لاڑکانہ کے ایک زمیندار نے بنوایا تھا۔

چند سال قبل مقبرے میں طلائی دروازہ نصب کیا گیا تھا جو سابق شاہ ایران کا عطیہ تھا۔

مقبرے کے اندر صرف شہباز قلندر کی قبر ہے الذی بنہ صحن میں سید علی بغدادی (جن کو آپ کا وزیر کہا جاتا ہے) کی قبر کے علاوہ دوا در قبریں ہیں۔



## سلطان الاولیاء حضرت نظام الدین قدس سرہ العزیز

### نام و نسب

محمد نام لقب سلطان الاولیاء نظام الدین خطاب محبوب الہی تھا۔  
 نسب نامہ یہ ہے محمد بن احمد دانیال۔ بن سید علی الحسینی البخاری، بن سید  
 عبداللہ بن سید حسین بن سید میر علی، بن سید احمد بن میر ابی عبداللہ بن  
 امیر ابی اصغر، بن سید جعفر بن سید علی امام بن سید علی ہادی السقی  
 بن سید امام محمد الجواد بن علی موسیٰ الرضا۔

### نسب نامہ مادری

سلسلہ نسب از جانب مادر آپ کا سلسلہ نسب پدری سے  
 چار واسطوں کے بعد مل جاتا ہے نام والدہ ماجدہ بی بی زلیخا بنت  
 سید عرب الحسینی البخاری بن سید محمد بن سید حسین تھا۔ حضرت کے دادا خواجہ  
 علی بخاری اور نانا خواجہ عرب بخاری ترکیب وطن کر کے ہندوستان آئے عرصہ  
 تک لاہور میں قیام کیا وہاں سے قبیلہ الاسلام بدایوں تشریف لائے اور  
 سکونت اختیار کی یہیں خواجہ احمد دانیال کا انتقال ہوا۔



## پیدائش

۱۹۲۲ء میں آپ کی پیدائش ہوئی آپ کی عمر پانچ سال تھی کہ باب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ کی والدہ نے تحصیل علم کے لئے مکتب میں بٹھایا۔

کثیر از علوم حدیث و تفسیر و صرف نحو و منطق و معانی حاصل کئے اور دستارِ فیلد ہوئی۔ نقل ہے کہ آپ تعلیم میں مشغول تھے ایک روز آپ کے استاد کے پاس البو بکر قوال ملتان سے آیا اور اس نے کہا کہ حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی کی خدمت سے آیا ہوں وہاں کی خاتقاہ میں مجاہدہ دریاضت بہت زیادہ ہے حتیٰ کہ لوندیاں جو آٹا گوندتی ہیں نہنگاں مشت زنی بھی کر کے فارغ و خالی نہیں رہتیں وہاں سے پاکستان آیا وہاں زیارت شیخ الشیخ حضرت بابا فرید الدین شکر گنج سے سرف ہوا۔ آپ اس قدر با عظمت، وسیت ہیں کہ آپ کو کوئی نگاہ بھری کے نہیں دیکھ سکتا۔

پسنگر آپ غائبانہ حضرت بابا صاحب کے فریفت ہو گئے اور شب و روز موافق شیوہ محبت ذکر خیر بابا صاحب کا کیا کرتے تھے

## سفر محبوب الہی

سی ذوق و شوق میں بدایون کو خیر باد کہا دہلی تشریف لائے۔ حضرت شمس الملک صدر ولایت دہلی کی خدمت میں حاضر ہو کر تعلقا



حسری اور علم حدیث کی بسند حاصل کی۔

## بیعت

آپ کی عمر بیس سال کی ہوئی تو آپ ۱۲۵۵ھ کو ابودھون  
دپاکبٹن آئے اور بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرف  
بیعت حاصل کیا۔ بحید نوازشات منقول ہوئیں اور خرقہ نعلین چو  
بیس مرتبہ کیں اور ارشاد فرمایا کہ میرا ارادہ ولایت ہند کسی دوسرے  
کو تفویض کرنے کا تھا مگر تم راستے میں تھے کہ مجھ پر الہام ربانی ہوا کہ یہ نظام  
الدین کا حق ہے جب وہ آئے تو اس کو دینا۔

حضرت سلطان الاولیاء نے سنتے ہی قدم بوسی حاصل کی سلطان  
اولیاء نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو میں ترک تعلیم کر کے توافل میں مصروف  
ہو جاؤں۔ حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ میں کسی کو تعلیم سے  
منع نہیں کرتا یہ بھی کرو اور وہ بھی غالب اپنے مغلوب کو آپ ترک  
کرادے گا۔ فرمان شیخ ہونے پر آپ خانقاہ میں مصروف بہ یاد  
الہی ہوئے اور طریقہ مجاہدہ و ریاضت اختیار کیا۔

راحت القلوب میں تحریر ہے کہ آپ اٹھارہ برس مشد کی خدمت  
میں حاضر رہے حضرت شیخ العالم نے کمالیت دیکھ کر خرقہ خلافت  
سے ممتاز فرما کر دہلی روانہ کیا۔



## سوانحیات

دہلی میں غیاث پورہ میں برقامت فرمائی آپ کو ادائل حال میں اس قدر تنگی معاش کے باوجود اتنی ازرانی کہ ان دنوں میں ایک پیسہ میں دو آدمی دونوں وقت بخوبی شکم سیر ہوتے تھے مگر آپ کو کئی کئی روز تک زحمت فاقہ کشی ہوئی تھی۔ ایک روز ایک عورت صالحہ جو آپ کی ہمسایہ تھی جس کا گزر سورت کے کاتنے پر تھا وہ آدھا سیر جو کا اٹا حضرت کی خدمت میں پیش کر گئی آپ نے شیخ کمال الدین یعقوب سے فرمایا کہ اٹالے کو ایک مٹی کی ہنڈیا میں تھوڑا پانی ڈال کر ابال لو۔

ناگہاں ایک فقیر دلچ پوش دور سے آیا اور با آواز پکارا کہ اے نظام الدین جو کچھ حاضر ہو۔ لاؤ۔ جواب دیا مانڈی جوش میں ہے ذرا ٹھہرو۔ اس نے کہا تو خود اٹھ کر ہنڈیا کو جس طرح سے ہے میرے پاس لاؤ۔ آپ اٹھے اور ہنڈیا پیش کی۔ فقیر نے گرم گرم کھانا شروع کیا اور ہنڈیا کو توڑ ڈالا اور کہا کہ

## اے نظام الدین نعمت باطنی

تو نے فرید سے پائی اور کاسہ فاقہ و اخلاص ظاہری کو ہم نے تیرے توڑ دیا۔ اب تو سلطان ظاہری و باطنی ہو گیا۔ یہ کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا اس روز سے اس قدر فتوح و نذرانہ شروع ہوا جس



کا حساب نہیں ہر وقت لنگر جاری رہتا۔ امراء وغیرہ حاضر باش رہتے  
آپ کی مجلس سلطانی دربار سے بڑھ کر تھی۔

## اشاعت اسلام

آپ کا سب بڑا کارنامہ اشاعت اسلام ہے تمام قطاع ہند  
میں آپ نے خلفاء بھیج کر اشاعت اسلام کی اور اسلامی حکومت  
کی طاقت کو اپنے خلفاء کی مجاہدانہ سرگرمی سے امداد دیتے رہے اور  
کفر کی قوت کو بڑھنے نہیں دیتے تھے

## آخر عمر

بادجو اس شوکت و عظمت کے ریاضت و مجاہدات میں رہتے  
تھے جب انہی برس کی عمر ہوئی تو بدرجہ غایت مجاہدہ اختیار کیا  
ہر روز روزہ رکھتے اور وقت، افطار بہت تھوڑا کھاتے آپ رات کو حجرہ  
خاص کا دروازہ اندر سے بند فرما لیتے تھے اور تمام شب راز دنیا میں  
مصرف رہتے۔ صبح کے وقت دروازہ کھولتے بوجہ شب بیداری  
چشم ہائے مبارک سرخ رہتی تھیں۔ جس کی نظر آپ کے جمال مبارک  
پر پڑتی باطن صاف ہو جاتا۔ سلطان علاؤ الدین حسن کو بھی آپ کی دعا  
سے ہی تخت سلطنت نصیب ہوا۔ اور آپ کی باطنی توجہ نے حکومت  
علاؤ الدین کو مضبوط کر دیا تھا اور سلطان فیروز شاہ بھی آپ کی دعا سے  
صاحب سلطنت بنا۔



## انتقال پرملا

چو رانے سال کی عمر میں ۱۷۰۳ ربيع الثانی ۱۲۳۲ھ میں آفتاب  
ولایت غریب ہو گیا۔ رکن دین سپہروردی ملتان سے آئے ہوئے  
تھے انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ کے ساتھ ہجوم اڑدھام کا  
کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔

## خواجہ شیخ نصیر الدین روشن چراغ دہلوی

خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلوی حضرت نظام الدین اولیاء  
کے خلیفہ اعظم تھے روشن چراغ دہلوی ان کا لقب تھا۔ حضرت  
عبداللہ یافعی نے حضرت مخدوم جہانیاں گشت سے طواف کعبہ  
میں پوچھا تھا کہ دلی میں اب کون بزرگ ہے۔ مخدوم صاحب نے جواب  
دیا اس زمانے میں شیخ نصیر الدین محمود سے دلی کا چراغ روشن ہے جب  
سے آپ کا لقب روشن چراغ ہو گیا۔

سلطان فیروز شاہ کو آپ سے بہت اعتقاد تھا وہ آپ  
سے امور سلطنت میں مشورہ لیا کرتا تھا اور نہایت آپ کی قدر کرتا اور  
خدمت کرتا رہتا تھا۔

سلطان فیروز شاہ نے جیتے جی ۱۲۶۹ھ میں آپ کی درس گاہ  
تعمیر کرا دی۔ بروز جمعہ ۱۸ رمضان ۱۲۵۷ھ میں وصال ہوا  
اسی درس گاہ میں آپ کو دفن کیا گیا تھا۔



## حضرت شیخ سلیم چشتی

حضرت شیخ سلیم چشتی، حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں آپ کے والد ماجد کا نام شیخ بہار الدین تھا۔ حضرت سلیم چشتی کے دادا پاک ٹپن سے ترک وطن کر کے لدھیانہ میں آ رہے۔ پھر حضرت کے والد شیخ بہار الدین دہلی میں محلہ سرائے علاؤ الدین زندہ پیر آ گئے۔

حضرت شیخ سلیم چشتی ۸۸۲ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی اتمہ تھا جو نہایت بزرگ تھیں جب حضرت سلیم چشتی کی عمر ۹ برس کی تھی کہ آپ کے والدین فتح پور سیکری چلے آئے تھے اور یہیں ان دونوں کا انتقال ہوا۔

شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے بڑے بھائی تھے آپ کی تعلیم و تربیت کی ۱۲ برس کی عمر میں آپ دس روزہ چلے گئے اور وہاں پر شیخ محمد الدین ملک العلماء سے تحصیل علم کیا۔ ۸ سال کی عمر میں براہِ خشکی بہ ارادہ حج و سیاحت روانہ ہو گئے۔ تین برس تک آپ نے مالک اسلامیہ عرب، عراق، روم، شام، مصر اور دیارِ مغرب کی سیاحت کی اور بزرگانِ دین صوفیہ سے فیض باطنی حاصل کیا۔ اسی زمانہ میں ۲۴ یا ۱۴ حج آپ نے کئے۔

بصرہ میں قطب الاقطاب حضرت خواجہ ابراہیم عرب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنا خرقہ خلافت عطا فرمایا۔



ہندوستان واپس آکر بمقام دہلی الی شیخاں (جو سرہند کے قریب ہے) آپ نے حضرت زین العابدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے منزار مبارک کی خدمت کی اور متکلف رہے۔ پھر ۹۶۲ھ میں فتحپور سیکری تشریف لے آئے۔ ۹۶۲ھ میں دوبارہ براہ دریا حج کو تشریف لے گئے اور بندرگاہ (سورت) سے جہاز پر سوار ہوئے اس سفر میں آٹھ حج آپ نے کئے اور ان آٹھ برسوں میں سے چار برس مکہ معظمہ اور چار برس مدینہ طیبہ میں آپ رہے ۹۶۷ھ میں پھر ہندوستان واپس آ گئے۔

شیرشاہ رحمۃ اللہ علیہ اور سلیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ بادشاہوں کے عہد میں آپ سے امام اعتقاد تھا۔ شیرشاہ کا بڑا بیٹا عادل شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے چھوٹے بھائی سلیم شاہ سے تخت نشینی کے مطابق گفتگو کرنے آئے تو آپ ہی کے مکان پر پھہرے تھے آپ سلیم شاہ کے عہد میں شاہی امام بھی رہے ہیں۔

۹۷۱ھ میں آپ نے فستج پور میں ایک خانقاہ بنائی تھی شہنشاہ جلال الدین اکبر کے جب کئی بچے ہوئے اور مر گئے تو ان کو فقراء سے رجوع کرنے کا خیال ہوا۔

شیخ محمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حکیم عین الدین کے شوق دلانے سے شہنشاہ اکبر خود حضرت شیخ سلیم چشتی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی دعا کی برکت سے کئی شہزادے پیدا ہوئے اور زندہ رہے۔ آپ کی وفات ۲۹ رمضان المبارک ۹۷۹ھ میں ہوئی۔ آپ کا مقبرہ فن تعمیر کا بہترین نمونہ ہے۔ اس میں اعلیٰ قسم کا سنگ مر مر استعمال کیا گیا ہے۔



ارض تاج کے تاجدار سید الاحرار

حضرت سیدنا امیر ابو العلاء قدس سرہ العزیز

نسب نامہ جدی کہ از حضرت تقی الدین کرمانی  
بہادرات حسینی حضرت امام عبداللہ الباہر سید

۱ حضرت سیدنا ابو العلاء قدس سرہ ۲ ابن سید امیر ابو الوفا ۳ ابن امیر سید  
عبدالسلام ۴ ابن عبدالملک ۵ ابن امیر سید عبدالباسط ۶ ابن قدوة السیادات امیر  
تقی الدین کرمانی ۷ ابن امیر سید شہاب الدین محمود ۸ ابن امیر سید عماد الدین امیر حج  
ابن امیر سید علی ۱۰ ابن امیر سید نظام الدین ۱۱ ابن امیر سید اشرف ۱۲ ابن امیر سید  
اعز الدین ۱۳ ابن امیر سید شرف الدین ۱۴ ابن امیر سید مجتبیٰ ۱۵ ابن امیر سید  
جیلانی ۱۶ ابن امیر سید کحییٰ ۱۷ ابن امیر سید بادشاہ ۱۸ ابن امیر سید حسن  
۱۹ ابن امیر سید حسین ۲۰ ابن امیر سید محمد ۲۱ ابن امیر سید علی ۲۲ ابن امیر  
سید عبداللہ ۲۳ ابن امیر سید حسین ۲۴ ابن امیر سید اسمعیل ۲۵ ابن امیر  
سید محمد ۲۶ ابن امیر سید عبداللہ بہر ۲۷ ابن سید امام اہتمام سید الساجد  
بن امام زین العابدین ۲۸ ابن حضرت سید الشہداء شباب الجنۃ امام حسین  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۹ ابن حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نسب دیگر حضرت امام  
حسین ابن سیدہ السافا طمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنت حضرت احمد مجتبیٰ  
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و آل اصحابہ اجمعین۔



نسب نامہ جانب جدہ قادری حضرت سید امیر الواعلاء قدس سرہ  
کہ از حضرت قطب البختیار خواجہ ناصر الدین عبداللہ احمراری مہمند

۱ حضرت سید امیر الواعلاء ۲ ابن بی بی فاطمہ عارفہ ۳ بنت خواجہ محمد  
فیض المشہر خواجہ فیضی ۴ ابن خواجہ ابو الفیض ۵ ابن خواجہ محمد عبداللہ ۵  
ابن کلاہ حضرت قطب البختیار ناصر الدین عبداللہ احمراری قدس اللہ سرہ ہم  
ارض تاج کے تاجدار سید الاحرار  
حضرت محبوب خلی و علا سیدنا امیر الواعلاء قدس سرہ

دنیا میں یوں تو ہزار ہا لوگ آتے جاتے رہتے ہیں مگر بعض ہستیاں ایسی  
اعلیٰ صفات کی حامل ہوا کرتی ہیں کہ وہ نہ اپنے دور حیات میں منبع الطاف و اکرام رہتی ہیں  
بلکہ پس حیات بھی وہ لافانی نقوش چھوڑ جاتی ہیں جن پر چل کر اہل دنیا اپنی دنیا و عقبیٰ  
سزاوار سکیں۔

حضرت سیدنا امیر الواعلاء رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی بھی ایسی ہی اعلیٰ  
صفات و کشف و کرامت کی مالک تھی جس کے سبب وہ تا ابد زندہ و پائندہ رہیگی  
یہ حقیقت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے نیک بندے فنا فی اللہ و فنا فی الرسول ہو  
جاتے ہیں تو انکی زندگی تو باعثِ نجات اور دائمی نمونہ عمل ہوتی ہی ہے مگر ان حضرات  
سے وصال کے بعد ایسی ہی کرامات صادر ہوتی رہتی ہیں جو عوام الناس کے لئے  
باعث حیرت و استعجاب ہوا کرتی ہے۔

ارض تاج کے تاجدار سید الاحرار حضرت سیدنا امیر الواعلاء قادری



چشتی، نقشبندی و سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی بھی ایسی ہی خوبوں اور کشف و کرامت کی حامل تھی کہ آپکی روحانی فضیلت و بزرگی کا یہ عالم تھا کہ سلاطینِ زمان کا نپ کا نپ جباتے تھے۔

## اکبر آباد کے تاجدار کی ولاد پناکٹ

لے نریلیہ کی سرزمین اسقدر درود و سلام بھیج کر مدینہ پر جتنے تجھ میں ذرے ہیں کہ آج تیرے ذروں کو ماہِ انجم رشک آلود لگا ہوں سے تک رہے ہیں تیری عظمت پر عرش اعظم انگشت بندناں ہے تیری فضاؤں پر تیرے مناظر پر تیرے اشجار پر تیرے دشت و بیاباں پر مستی کے تیرے ذرے ذرے پر فیضان و عرفان کی بارش ہو رہی ہے کیا تجھے خبر نہیں کہ یہ نورانی قافلہ جو سمرقند سے ہجرت فرما کر تجھے اپنی قیام گاہ بنانے کا شرف بخش رہا ہے اس کے افراد کے بشروں سے شجاعت عیاں ہے اور امارت حینکی نقل و حرکت سے ظاہر ہو رہی ہے

یہ علی ابن ابی طالب کے لاٹے اور حسین کے جانی پھے اس قافلہ کا سارا امیر عبد السلام ہیں جو خوابہ نوجگان احرار کی شمع فروزاں خوابہ عبد اللہ احراری کے پوتے ہیں اور ان کے ہمراہ جو سہروردی اور قدگل اندام انسان ہے جو ان کی اسکی پیری کی بلائیں لے رہی ہے اس امیر زادہ کا اسم گرامی امیر ابو الوفا ہے اور یہی اس درجے بہا اور نعمت خداوند کا پائے ہے

## جسکی ولادت باسعادت نے

آج تیرے اس نغزوں نصیب اجڑے دیار کو جنت بنا دیا ہے اور یہ چاند کا ٹکڑا جو تجھے آغوش مادر میں صاعقہ پاشیاں کرتا نظر آ رہا ہے کل آفتاب عرفانیات کی شکل میں ہندوستان کے طول و ارض کو اپنی جلالی و جمالی تنادیر سے جگمگائے گا جسکی



تابانیاں سلاطین عالم کی آنکھوں کو کور کر دیں گی یہی وہ شیرخوار ہے جسکے بعد امجد حسن  
 وحسین حوض کوثر پر نشہ کا دان اُمت کو بادہ طہور کے جام دے دیکر مسرور کریں گے  
 یہی وہ بچہ ہے جو بڑا ہو کر قدبر و تمدن کے بادروں سے گزر کے شمرنا نیاں کی منزل طے کر گیا  
 کس قدر سعید و خوش نصیب ہے یہ سنہ ۹۹۰ھ کا سال کے آج ہاشمی گلستان کے لوہنہال  
 اپنے قدموں سے ہندوستان کو پاکستان بنا رہے ہیں جلال الدین محمد اکبر کی قسمت پر تمام  
 دنیا کے تاجدار قیامت تک رشک کریں گے کہ جس کے عہد حکمرانی میں یہ رحمت و عرفان کا  
 نورانہ قافلہ ہندوستان تشریف لایا۔

پیارے ابو العلاء کا دور کمسنی اور خاندان اصرار کے ہمراہ نریلیہ سے دارالنور فتحپور  
 کی طرف مراجعت، فتحپور میں اکبر اعظم کی طرف سے حیرت منگم  
 کی طرف مراجعت، فتحپور میں اکبر اعظم کی طرف سے حیرت منگم

نہ جانے کس دل سے نریلیہ کی فضاؤں نے اس نورانی قافلہ کو جو سر اپا رحمت  
 تھا و داع کیا ہوگا۔ جب امیر عبدالسلام کی سرکردگی میں اس مختصر ہاشمی کارواں  
 نے دارالنور فتحپور کی طرف مراجعت کا قصد کیا۔ اکبر اعظم جس قدر فخر کرے بجا ہے کہ آج ان  
 عظیم مہمانوں کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ شہنشاہ نے ان شہزادوں کے قدم چومے  
 اور شاہی مہمان بنا کر رکھا۔

ہندوستان کی قسمت کا یہ وہ ذرینہ و درخشندہ زلفانہ تھا جب فتحپور  
 بیک وقت دو ماہتابوں سے منور ہو رہا تھا جن میں ایک کمسن پیارے ابو العلاء تھے جو  
 آنے والی عید کا مشرودہ سنا رہے تھے اور دوسرے شیخ الہند حضرت سلیم چشتی رح جو  
 اپنے پورے پرتو سے ہندوستان کے گوشہ گوشہ کو لبقہ نور بنا رہے تھے۔  
 اس ہاشمی ماہ پائے پیارے ابو العلاء کی نورانی پیشانی اور انکے طفلی کے اندازہ



دیکھنے والے کو بتا رہے تھے کہ اس کا مستقبل مراتب کا امین ہوگا امیر عبدالسلامؒ کے آنکوش میں آتے ہی اس ہونہار مبارک بچے نے اپنے معصوم اندازوں سے اپنے آنے والے زمانے سے متعارف کرادیا تھا انکی دور بین زور درس نگاہوں کے سامنے اس نورانی شہزادہ کے عرفانی پہلو واضح ہو چکے تھے انہیں یقین ہو چکا تھا کہ یہی وہ خاندان کا چشم و چراغ ہے جو دولتِ ولایت کا اعانت دار بنکر افاق ہند پر طلوع ہوگا جس کے جمال سے حسنی حسینی تناویر جلوہ ریز ہونگی جس کے روار سے ہاشمی شجاعت اور حمیدی تقویٰ کا اظہار ہوگا لہذا پیارے دادا نے نوزیر کا اسم گرامی ابوالعلاء تجویز کیا۔

پیارے ابوالعلاء کے کمسنی کے انداز بنا رہے تھے کہ یہ ہاشمی ہونہار پھل پھول پر اپنے جد امجد کی سراپا تصویر بنے گا عصر نہ نہیں گذرا تھا کہ امیر عبدالسلامؒ دورانِ حج اللہ میں وصال فرما گئے اور ادھر اس شہزادہ کے سر سے اس کے والدین کا سایہ بھی اٹھ گیا۔

پیارے ابوالعلاء کی تربیت اپنے نانا فیضی ناظم خطہ ہردوان کے سائے میں اور شہادت فیضی کے بعد عہد نظامت پر جلوہ افروزی

اس دریتیم کو انکے نانا فیضی نے اپنے کلیجہ سے لگایا انکی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر نہ رکھی وہ جوان ہونے سے پہلے وہید العصر ہو گئے محبتِ فیضی اور فراست کے باعث مدبر سیاست کا اس درجے ماہر ہو گئے کہ حضرت فیضی جب دوران جنگ شہید ہو گئے تو راجہ مان سنگھ نے اس عہدہ نظامت کی قبوایت کے لئے اس ہونہار مدبر کے در پر بھیک مانگی اگبر اعظم نے منصب سہ ہزاری ذات سہ ہزاری سوار پیش کر کے دعائے خیر کی اس قدر کی اور وہ دن بھی آگیا جب یہ سرفرد گل اندام سہ قندہ کا شہزادہ حضرت امیر ابوالوفا کا لادلا



عہدہ نظامت کی زینت بنا۔

آج مشکل کشا کا جگر پارہ اپنے پورے جہاد و جہاد کے ساتھ خطہ ہردوان پر حکمران ہے مان سنگھ گو اس خطہ کا حاکم ہے مگر اس درکا اوئی غلام ہے اور چاہتا ہے کہ یہ احراری شہزادہ یہ سیاست و شجاعت کا آفتاب اسکی حکمرانی کو ہمیشہ ہمیشہ اپنی تابانیوں سے منور کرتا ہے مان سنگھ کو یہ نہیں معلوم ہے کہ یہ گڈ رسی کا لعل ہے اس درجے بہا کی نسبت اس جوہری سے ہے جو کالی کملی اور ڈھ کر مسجد نبوی میں چٹائی پر سوتا ہے جس کے شکم نازنیں پر تین تین دن کے فاقوں میں پتھر بندھے رہنے ہیں بھلا اس سیدزادہ کے واسطے یہ تزک احتشام یہ غریبوں سے دور کر دینے والے مراتب کہاں تک موزوں ہو سکتے ہیں؟

## رات آئی اور بڑے حسن و جمال کے ساتھ آئی

ہردوان کی سرزمین نے ذروں کی زبانی درود و سلام کی بارشیں کر دیں مہ و انجم آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے ہردوان کے ذروں کو تک رہے ہیں۔ آج مولائے کائنات اپنے شہزادے حسن و حسین کے ہمراہ اپنے نور نظر پیارے ابوالعلاء کو خواب میں تلقین کرنے آئے ہیں مولائے کائنات نے اپنے دست مبارک سے اس احراری شہزادے کو قیادت کا تاج پہنایا اور حسین نے مبارکباد دی اور نورانی کفن گلے میں ڈال دی اور فرمایا۔

اے ابوالعلاء! تو ہمارا تخت جگر ہے تو ہم میں سے ہے ہمارا یہ کام نہیں جو تو کر رہا ہے، صبح ہوئی تو ہاشمی مزاج میں تغیر تھا علی کے لاڈلے حسین کے بانی حضرت سیدنا امیر ابوالعلاء نے نظامت کے عہدے سے دستبردار ہونے کا عزم کر لیا تھا

کرامت کا ظہور

ادھر اکبر اعظم کا انتقال ہو چکا ہے سلیم الدین محمد جہاںگیر مسند آرائے



سلطنت ہے آج دربار جہانگیری میں مدبران و اکابرین سلطنت کی ہنرمندیوں اور نکاتِ علمی کا جائزہ لیا جا رہا ہے آج ہاشمی شہسوار سید الاحرار حضرت سیدنا امیر ابو العلاء بھی سپہ سالار تیزک و احتشام کے ساتھ قلعہ معلیٰ اکبر آباد کی زینت بنے ہوئے ہیں فن تیراندازی کا سہرا اس ہاشمی شہسوار ہی کے سر رہا۔

جہانگیر نے فرطِ مسرت سے بے خود ہو کر دوسرا غر شراب کے اس بادہ طہور کے مدہوش کو دئے اللہ والے نے آدابِ سلطانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان دونوں پیمانوں کو اپنی آستینوں میں ڈال لئے لیکن جہانگیر جو گوشہ ہائے چشم سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اس دنیاوی بادشاہت کے تکیے کے نشہ میں از خود رفتہ ہو کر بولا۔

یاسید! تم غضبِ سلطانی سے نہیں ڈرتے؟

ولایت کے شہنشاہ آسمان ہاشمی کے درخندہ آفتاب کو جلال آگیا اور فرمانے لگے۔

"اے دنیا کے خریدار! تو قہرِ نذرانی سے نہیں ڈرتا؟ اور آپ نے اپنی دونوں آستینیں جھٹکا دیں آپ کے دائیں بائیں سے دو غراتے ہوئے شیر نمودار ہوئے۔ جہانگیر خوفزدہ ہوا اور دونوں شیر غائب ہو گئے۔

حضرت سیدنا امیر ابو العلاء اسی جلالی کیفیت میں یہ شعر پڑھتے ہوئے دیوانِ خاص سے باہر تشریف لائے۔

ایں ہمہ طمطراق کن فیکون

ذره نیت پیش اہل جنوں

جہانگیر قلعہ معلیٰ کے دروازے تک ننگے پاؤں معذرت چاہتا ہوا آیات کو خواب میں شیخ الہند حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے جہانگیر کو بشارت دی کہ ہم پہلے



ہی تم کو بتا چکے ہیں کہ تمہارے دربار میں ایک بہت بڑی ہستی ہے اس کا خیال رکھنا مگر تم نے اسے خفا کر دیا جاؤ جا کر معافی مانگو۔

## تغیر

دوسرا دن ہوا جس آفتاب نے کل اس ہاشمی شہزادہ کو شمشیر بکف سپہ سالار کی شکل میں دیکھا تھا آج وہ شہزادہ کالی کملی اوڑھے ہوئے ایک کفنی میں جلوہ فگن تھا یہ وہ لباس تھا جسکی حوران بہشت بلائیں لینے کو بیچیں تھیں بہار خلد اس لباس کی رعنائیوں پر قربان ہونا چاہتی تھیں فردوس کی ہوائیں جسکی خوشبو سے معطر ہونے کی آرزو مند تھیں آج امارت و نظامت پر ٹھوکر مار کر یہ حسنی و حسینی گلستان کا گل نہ بہا رہا جہاں کو معطر کر رہا تھا صبح ہوتے ہی جہانگیر ننگے سر ننگے پاؤں اس ولایت کے شہنشاہ کے دربار میں حاضر ہوا اور معافی چاہی اس اللہ والے نے اپنی دریا دلی کا ثبوت دیا اور جہانگیر کو معاف کر دیا۔

اذکار احرار، نجات قاسم، محبت العارفین اور پیارا ابو العلاءؒ میں مرقوم ہے۔  
(المحاصل) دیوان میں کرامت کی شب حضرت مولا مشکل کشا امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ نے حضرت سیدنا امیر ابو العلاءؑ سے العزیز کو آغوش شفقت میں لیکر فرمایا۔ فرزند احمد کسود کار تمہارا خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری سے مقدر ہوا ہے انکے مزار پر نور پر حاضر ہو۔

## روانگی احمدی شریف

جناب امامت مآب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی ہدایت کے بموجب اب یہ ہاشمی شہزادہ اپنی منزل کی طرف جانا چاہتا تھا سب سے پہلے اس سیدزادہ کے دہلی کی سرزمین نے قدم چومے آستانہ ملائک اشیاں حضرت قطب الاقطاب خواجہ



قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا محبوب  
 الہی کی بارش فیضان سے پھل پھول کر حضرت سیدنا امیر ابو العلاءؒ ہندوستان کے  
 والی عثمان یارونی کے پیارے حسین کے جانی خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین  
 حسن چشتی اجمیری کے در پر حاضر ہوئے۔ مزار فیض مدار خواجہ خواجگان ہندو ولی  
 عطاے رسولؐ خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بصورت مثالی جلوہ  
 افروز ہو کر فرمایا "اے سید! اتنے دلوں تک تم کہاں رہے؟ جناب اقامت قآب  
 امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی بار بار تاکید ہے کہ میرے فرزند ابو العلاء کو  
 تلقین کرو۔"

آپ نے عرض کی "یا مرشد! یہ تمناے زیارت حضرت محبوب الہی اور قطب قطاب  
 حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز میں توقف ہوا۔"  
 سرکارِ غریب نواز خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیریؒ نے آپ کو رو برد  
 بٹھایا اور چشم و اتوجہ دی جس کو اب ابو العلاءؒ توجہ عینی کہتے ہیں بس اسی توجہ  
 سے حضرت کاسینہ فیض گنجینہ نور فیض چشتیہ سے معجز ہو گیا اس کے بعد آپ روضہ  
 منورہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ پر معتکف ہوئے اور ہر روز فیوضات و کرامات چشتیہ  
 سے سیراب ہوتے رہے ایک روز آدھی رات کو آپ مزار مقدس کا طواف فرما رہے تھے،  
 ناگاہ ایک خطرہ آپ کے قلب میں پیدا ہوا کہ قبر کے گرد گھومنے سے کیا فائدہ؟ بجز اس  
 خیال کے حضرت غریب نوازؒ نے بصورت مثالی جلوہ گر ہو کر فرمایا "کہ فائدہ اس کا یہ ہے  
 کہ جو کیفیت صاحب مزار کی ہے وہ طواف کرنے والے میں آجاتی ہے جیسا کہ مریض کے گرد  
 کسی جانور کو پھراتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں تو مریض کا مرض اس جانور میں منتقل ہو جاتا  
 ہے اب تم اپنے طواف کا فائدہ دیکھ لو بس اسی وقت آپ کو مرتبہ ولایت عطا کیا اور



ادست مبارک حضرت سیدنا کے دہن مبارک کے قریب لیجا کر کوئی چیز آپ کے دہن  
بارک میں ڈال دی۔

حضرت سیدنا امیر ابو العلاء فرماتے ہیں: "زانہ تسبیح کے برابر ایک سرخ رنگ  
کوئی چیز میرے منہ میں حضرت خواجہ بزرگ نے دی جس سے ایک نور عظیم مانند روشنی  
تاب میرے قلب میں متجلی ہو گیا اور حجاباتِ ناسوتی سب برطرف ہو گئے اور عالم غیب  
آواز آئی کہ "اب تک سیرالی اللہ تھی اب سیر فی اللہ شروع ہوگی" بعد اس کے حضرت  
خواجہ غریب نواز نے فرمایا:

### بابا میری تمام عمر کا حاصل یہی ہے،

جو میں نے تم کو عطا کیا۔ اب تم اس کو نگاہ میں رکھو لیوں جانو کہ یہ نعمت جو تم کو عنایت  
میں ہے ہر دو تین سو برس کے بعد ظاہر ہوا کرتی ہے چنانچہ میرے زمانے میں ٹھکرو ملی تھی،  
اس وقت تم کو بخشش ہوئی ہے شکر اس فیاض ازل کا۔ بجالاول اور شہر آگرہ (اکبر آباد) میں  
بہ کر بندگانِ خدا کو خدا کا راستہ بتاؤ۔

حضرت سیدنا امیر ابو العلاء نے حضور غریب نواز سے بیعت کیلئے عرض کیا،  
حضرت خواجہ غریب نواز نے فرمایا۔ تمہارے چچا عبداللہ احراری قطبِ وقت ہیں انہی سے  
بیعت کرو اور انہی کے یہاں شادی کرو، آپ نے عرض کیا یا مرشد! میں تو سرتاسر  
صنور کے فیضان سے معمور ہوں میرے قلب کو بغیر سماع قرار نہ پڑے گا میرے چچا  
رنگِ نقشبندی ہیں وہ سماع سے منع فرمائینگے پھر میں کیوں کر بیعت کروں حضرت خولہ  
غریب نواز نے ارشاد فرمایا۔ تم اندیشہ نہ کرو وہ خود تم کو اجازت سماع کی دیں گے،  
چنانچہ اجمیہ شریف سے آپ آگرہ (اکبر آباد) تشریف لائے۔



## حسب حکم خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

اپنے چچا حضرت عبداللہ احراری قدس سرہ العزیز سے بیعت فرما کر چلے  
جاکے میں اسی وقت بندی اور ڈال لی پھر اس بادۂ آتشہ کے مضمور کی یہ کیفیت  
گئی کہ آنکھوں کے سرخ سرخ ڈوروں پر کوثر و سلبیل کو رشک آنے لگا۔ اس  
سید امیر الوفا کا لاڈلا اور امیر سید عبدالسلام کے جگر کا ٹکڑا قادریہ چشتیہ  
نقشبندیہ و سہروردیہ تجلیات سے اکبر آباد کو وادی ایمن بنا رہا تھا۔ اس  
تجلیوں کے سنگم اس بادۂ عرفان کے سرشار حضرت سیدنا امیر ابو العلاء  
عطاء خواجہ کی یہ حالت تھی کہ انسان تو انسان اگر حیوان ان کی طرف نظر اٹھا  
دیکھتا تھا تو محو ہو کر قدموں پر گر جاتا تھا۔

جب حضرت امیر عبداللہ احراری قدس سرہ کے وصال شریف کا زمانہ  
پہنچا تو ایک روز حضرت حافظ محمد صالح جو آپ کے مرید خاص اور مسجد کے پیشوا  
تھے آپ سے پوچھا کہ حضرت کے بعد کون سجادہ نشین ہونگے یا کس کو منظور  
فرمایا ہے حضرت امیر عبداللہ احراری قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ میرے فرزند  
میں کوئی موزوں نہیں میرے مطیع نظر سید امیر ابو العلاء ہیں چنانچہ بوقت  
شریف حضرت امیر عبداللہ احراری قدس سرہ نے حضرت محبوب جل و علاء  
العلاء کو اپنا مقام اور سجادہ نشین کر کے بار امانت قطبیت آپ کو تفویض  
حضرت محبوب جل و علاء سیدنا امیر ابو العلاء قدس سرہ نے  
خلافت و رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہوتے ہی کل اشغال و اذکار و احوال  
و وظائف سلسلہ ہجرت نقشبندیہ چشتیہ، اویسیہ وغیرہ ہم کو یکجا  
کر دینے تمام طریقے توجہ عینی و قلبی و روحی و سہری کو مخلوط و مملوط فرما کر



طالبان خدا کے لئے آسان سے آسان اور جلد سے جلد منازل سلوک طے کرنے کے لئے کو بطور خود ایجاد فرمایا۔ جس طرح حضرت خواجہ نقشبند بخاری قدس سرہ نے تمام تہ صدیقیہ و جنیدیہ و قادریہ و سہروردیہ اویسیہ و طیفوریہ کو جمع فرمایا ان میں مجموعہ کا نام نقشبندیہ قرار پایا۔ اسی طرح حضرت سیدنا امیر ابو العلاءؒ میں سرہ واقف اسرار الہیہ کا طریقہ عالیہ ابو العلاءؒ کہلاتا ہے۔

حضرت سیدنا امیر ابو العلاءؒ قدس سرہ اکثر شجرہ عالیہ نقشبندیہ عنایت کرتے تھے اور جو کوئی سلسلہ چشتیہ میں بیعت کا متمن ہوتا تھا اسکو شجرہ نشیہ ہمیشہ عطا فرماتے تھے اور شجرہ میں خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی بخاری اجمیری قدس سرہ کے بعد اپنا نام گرامی درج فرمایا کرتے تھے۔

## کرامت

ارض تاج وہ منظر اپنی نگاہوں سے کبھی دور نہیں کر سکتا جب پھول الٹی ہوئی کے بازار میں شاہی مست ہاتھی مردان خدا کو ہلاک کرتا پھر رہا تھا اس شہزادہ حضرت سیدنا امیر ابو العلاءؒ کی رسیلی مست آنکھوں کے سامنے ہوش ہو گیا اور حضرت کے قدموں میں گر گیا اور تمام عمر اس ہاتھی نے حضرت سیدنا امیر ابو العلاءؒ کے حکم کی تعمیل میں گزار دی۔

## کرامت

اکبری مسجد اور کناری بازار آج تک شاید ہیں کہ نارنول کا بہت بڑا پہلوان ہا سپہ گری کے ماہر لاؤخان صاحب اپنی پہلوانی و سپہ گری کے طنطنہ میں کناری



بازار میں کھڑے ہو کر اعلان کر رہے تھے کہ مجھے اس شجاعانِ مغلیہ کے دار الخلافہ  
 میں کوئی ایک فرد بھی ایسا دکھائی نہیں دیتا جو مجھ سے زور آزمائی کر سکے۔ اس کی  
 قد و قامت اور قوتِ حسن کو دیکھنے کے واسطے کناری بازار تماشا نیوں سے بھرنا  
 حضرت سیدنا امیر ابو العلاءؒ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے خانہ  
 واقع صوفی پورہ (نزد وزیر پورہ) تشریف لے جا رہے تھے اس حسین پہلوان کو دیکھنے  
 واسطے اس کے قریب تشریف لے گئے اور فرمایا: ہمیں زور آزمائی کرنا نہیں آتا ہے  
 لڑانا جانتے ہیں یہ سن کر اس پہلوان نے جو نہی نظریں اس بادہ عرفان کے متوالے کی  
 اٹھائیں ایک نعرہ مار کر کناری بازار کے فرش پر گر پڑا۔ حضرت اپنی خانقاہ کی طرف  
 دئے یہ شجاعت اور جوانی کے نشہ میں چور پہلوان حضرت سید امیر ابو العلاءؒ  
 نعرے لگاتا ہوا دربار ابو العلاء میں پہنچا اور غلامان ابو العلاء میں شامل ہوا  
 قدر فیضان ابو العلاء سے مستفید ہوا کہ ولی کامل ہو کر خلافت کے جلیل القدر عہدہ  
 سرفراز ہوا۔

## کرامت

دریائے جمن کی موجوں کو وہ دن خوب یاد ہو گا جس دن شہزادہ عرفان  
 سیدنا امیر ابو العلاءؒ اپنے پروانہ و شش عشاق کے ہمراہ ایک چھوٹی سی کشتی  
 کر جمن کی موجوں میں خدا کی ربوبیت کے جلوے دیکھ رہے تھے۔  
 ایک سادھو نے ذراہ عقیدت ایک پڑیا میں زرا سی خاک اکسیر کہہ کر تحضاً پیش  
 کہ اس سادھو کی تمام عمر کی کمانی تھی مگر اس ہاشمی شہزادے نے بے التفاتی سے پاؤں  
 ڈال دی اور فرمایا کہ اے دولت کے پیچھے دوڑنے والے سادھو اللہ والے کی نظر اکسیر ہے  
 قدر اس دریا کی ریت تو لے جا سکے لے جا سب اکسیر ہے۔ سادھو پریشان ہوا اور



دریا کی ریت کے ہر ذرہ کو جائزہ لینے پر اکسیر پایا تو فوراً داخل اسلام ہو کر غلام ابوالعلاء ہو گیا

## کرامت

جوہری بازار کی فضاؤں کو آج تک وہ لغرہ توحید یاد ہو گا جو حضرت سیدنا امیر ابوالعلاءؑ کی زبان مبارک سے نکل کر سرش کو ہلا چکا ہے۔ جس لغرہ کو سن کر جوہری بچے دوکانوں سے نیچے آگے اور بے اختیار کلمہ پڑھتے ہوئے حضور سیدنا امیر ابوالعلاءؑ کے پیچھے ہولتے تھے۔ یہ وہ لغرہ تھا جس کے ذریعے حضرت سیدنا امیر ابوالعلاءؑ نے جناب میر لقمان صاحب شہر اکبر آباد کو تلقین فرمائی تھی کہ ہنود کو مسلمان جبر سے نہیں کیا کرتے مرد مومن کی نگاہ انسان کی تقدیر بدل دیتی ہے۔

## ایک اور کرامت جو بہت مشہور ہے

ایک دفعہ حضرت سیدنا امیر ابوالعلاءؑ مسجد کے صحن میں رونق افروز تھے کہ سامنے سے ایک جوگی پنجرے میں ایک مینا لے گذرا۔ آپ نے مریدین سے فرمایا کہ اس جوگی کو معہ پنجرے کے یہاں لے آؤ۔ مریدین گئے اور اسے لے آئے۔ اول آپ نے وضو کیا پھر دو رکعت نفل ادا کئے اور پنجرے سے مینا کو نکال کر وضو کا پانی اس پر چھڑکا پانی کے چھڑکتے ہی وہ مینا ایک حسین و جمیل عورت میں تبدیل ہو گئی۔ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ پنجاب کے ایک معقول سا ہوکار کی بیٹی ہے میں اپنے مکان کے دروازے پر کھڑی تھی یہ جوگی ادھر سے گذرا اس نے جادو کے زور سے مینا بنا کر پنجرے میں بند کر لیا۔ حضرت نے اسے گھر بھجوانا چاہا مگر اس نے کہا کہ اب آپ کے در سے کہیں اور کیا جاؤنگی یہ کہہ کر وہ مسلمان ہو گئی



جوگی جو خوف سے کانپ رہا تھا آپ کے قدموں میں گر گیا اور وہ بھی مسلمان ہو گیا حضرت نے ان دونوں کا نکاح پڑھوا دیا۔ بقیہ زندگی ان دونوں نے آپ ہی کے آستانہ پر گزار دی۔ وہ جوگی بھی حضرت سیدنا امیر الوالعیاء کے فیض سے ولی کامل ہو گیا۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا

نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہے تقدیریں

جو پیدائشی ولی ہو جس کی رگ رگ میں حسنین کا خون جوش مارتا ہو جسکی صورت و سیرت حسنین کی تصویر ہو اس کی نقل و حرکت اس کے قول و فعل اور اس کے رنگ ڈھنگ سے کرامت کا اظہار ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے اور یہ ہاشمی شہزادہ حضرت امیر الوالعیاء تو چاروں سلسلوں کا سنگم ہے۔ یہ نورِ معرفت ہی کی خاص شان تھی کہ جس نے اغیار کو بھی کھینچ کر آپ کے قدموں میں لا ڈالا۔

آپ کا مزار مبارک آج بھی اکبر آباد (آگرہ) میں مرجعِ خلاق ہے اور لوگ بلا لحاظ مذہب و ملت آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتے ہیں۔ آپ کا سلسلہ عالیہ الوالعیاء دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔

## شاخہ ارتحال بروز دوشنبہ ۹ صفر

۱۰۶۱ھ

آج اکبر آباد کا ذرہ ذرہ غمگین و فلول نظر آ رہا ہے دریائے جمنا کی لہروں میں وہ جوش و خروش نہیں قلعہ معلے کی اونچی اونچی دیواریں سو گوار نظر آ رہی ہے آج ارض تاج کا تاجدار اکبر آباد کو عرفانی جلوؤں سے منور کرنے والا اپنے غلاموں کو



ملول و بیقرار چھوڑ کر اپنے آقا حسن و حسین کا ہاتھ بٹانے کیلئے حوض کوثر پر  
سقائی کرنے کا عزم کر لیا ہے۔

اس حق سبحانہ کے شیدا فی نے وصال یار کی مسرت میں کئی دن سے کھانا پینا  
چھوڑ دیا ہے جسم نازنین روح سے بھی زیادہ لطیف ہو گیا ہے، نقاہت کی زیادتی  
ہے مگر کیا مجال کہ یاد محبوب سے غافل ہو جائے۔ بیٹھ کر نہیں تو اشاروں سے  
ہی نماز ادا کی جا رہی ہے۔

اے ۹ صفر ۱۰۶۱ھ کی صبح تو خوش نصیب بھی ہے اور عاشقوں کے  
واسطے دل خراش بھی۔ ایک طرف حق تعالیٰ کے فدائی کو وصال یار سے سرد کر رہا  
ہے اور دوسری طرف توہ نے غلافان حضرت سیدنا امیر ابو العلاءؑ کو اس آقا  
جدا کر دیا ہے جنکی غلامی کا وسیلہ انکی دین و دنیا کا رہبر ہے۔

سلام اس سید زادے پر جس نے عالم تزع میں نمازِ فجر کا خیال رکھا  
سلام اس اکہتر برس کے ہاشمی آفتاب پر جس نے اکبر آباد کے افق سے  
طلوع ہو کر ارض ہند کو عرفان و فیضان کی تجلیوں سے بفعہ نور بنا دیا۔

اے خلیفہ دربار ابو العلاءؑ ملاولی محمد تم پر آتش دوزخ حرام ہے کہ  
تم اس نورانی جب مقدس کے غسل دینے کی فضیلت نصیب ہوئی ہے اے ملاولی محمد  
تم اس شہید و فاکے پہلو بدلوانے کی کوشش نہ کرو یہ سید زادہ امیر ابو العلاءؑ  
شہید ہے اور شہید ہر چیز سے باخبر ہوتا ہے یہ خود پہلو بدل لیں گے۔

:- نوٹ :-

یہ واقعہ ہے کہ حضرت سیدنا امیر ابو العلاءؑ نے بوقت غسل خود پہلو بدل لیا تھا  
رفتنہ قطب زماں بعالم پاک (نور اللہ) ۱۰۶۱ھ ہجری۔



حضرت امام ربانی عظیم بیزدانی،

## مجدد الفثانی

رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے فضائل و کمالات و خوارق و کرامات کتب سیر میں بہت ہی شرح و بسط سے مرقوم ہیں۔ آپ امام طریقت و مقتدائے شریعت ہیں آپ رافع بدعت و محی سنت تھے۔ آپ کا اسم شریف شیخ احمد نسبت فاروقی اور لقب بد الدین اور کنیت ابو البرکات ہے۔ آپ کی نسبت دارادت طریقہ نقشبندیہ میں شیخ عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے اور نسبت قادر یا سکندر کھیلنی کے ساتھ اور نسبت صابریہ چشتیہ اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد کے ساتھ ہے اور فیض سہروردیہ بھی خواجہ عبدالاحد سے ہی پایا۔

آپ نے اپنے مقامات، مراتب میں اس قدر ترقی پائی کہ خود حضرت باقی باللہ صاحب حلقہ میں تشریف لاکر فرمایا کرتے کہ شیخ احمد ایسا آفتاب ہے کہ دونوں عالم اس سے منور رہیں۔

### وِلَادَتِ بِاسْعَادَتِ

حضرت امام ربانی مجدد الفثانی کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میرے فرزند ارجمند احمد پیدا ہوئے تو ایک دن میں مستغرق الحال ہوئی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ گھر میں اولیائے امت جمع ہیں ان میں سے ایک بزرگ نے فرمایا۔ دوستو! شیخ احمد کی زیارت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اولیائے کرام کے کمالات اس میں



جمع کئے ہیں اور اپنا خزانہ الرحمۃ بنا لیا ہے۔

## سرسند شریف

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے والد ماجد کے پیروں میں سے حضرت شیخ عبدالعزیزؒ خلیفہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ولادت باسعادت کے وقت سرسند شریف میں موجود تھے۔ فرماتے ہیں کہ اس دن ہم نے عجیب کیفیت دیکھی کہ فرشتے آسمان سے کعبہ مطہرہ میں اتر رہے ہیں اور وہاں سے سرسند شریف کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ بام پر ایک آواز دینے والا پکار رہا ہے کہ اے لوگو! آج رات ملک ہند میں ایک اللہ کا ولی پیدا ہوا ہے۔ خداوند تعالیٰ اس کے ذریعہ دین اسلام کو عزت بخشے گا۔ بدعت اور گمراہی کو جڑ سے اکھاڑ دیگا اور سنت مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تازہ کرے گا۔

## زمانہ طفولیت

آپ ایام طفلی میں کبھی ننگے نہیں ہوئے ضروریات سے فارغ ہو کر فوراً خود کپڑے لے لیتے تھے۔ آپ کا جسم مبارک یا کپڑے کبھی نجاست آلود نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی کبھی آپ نے گریہ و زاری کی ہر وقت خنداں و فرحان رہتے تھے اگر دن رات آپ کو دودھ نہ ملتا تو اسکی خواہش سے نہ روتے تھے۔ ایام رضاعت میں بیمار ہو گئے اتفاقاً حضرت شاہ کمال قادریؒ سرسند شریف میں موجود تھے آپ کے والد ماجد علاج روحانی کیلئے حضرت شاہ کمال قادریؒ کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ دور ہی سے اس اللہ کے ولی کو دیکھ کر تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔

آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم صاحبؒ کو اس غیر معمولی تعظیم پر تعجب ہوا اور بحالت استعجاب استفسار فرمایا کہ حضور کس کی تعظیم کے لئے استاد ہوئے ہیں



تو حضرت کمال شاہ قادریؒ نے فرمایا کہ ہم اس صاحبزادے کی تعظیم کے لئے اٹھے ہیں اور وہ دن قریب ہے کہ یہ محبوب آفتاب ہوگا اور اپنے تجلیات ارشاد سے ایک عالم کو از مشرق تا مغرب منور و تاباں کرے گا۔ یہ وہی محبوب ہے کہ جسکے وجود مسعود کی خبر امت کے تمام اولیائے کرام و صوفیائے عظام دیتے آئے ہیں۔ باخبر لوگ اب تک اسکی بعثت کے منتظر اور چشم براہ رہے ہیں۔ یہ کہہ کر حضرت شاہ کمال قادریؒ نے اپنی زبان پاک حضرت کے دہن مبارک میں دی آپ نے شاہ صاحب کی زبان چومسی تو شاہ صاحب نے حقارت ممدوح سے فرمایا کہ لیجئے صاحبزادے نے اپنی زبردست روحانی طاقت سے طریقہ قادریہ کی تمام نعمت صرف زبان کے راستہ سے ہی حاصل کر لی ہے جب کہیں شاہ صاحب سر ہند شریف تشریف لاتے تو حضرت امام مجدد کے حق میں بشارت عظیمہ بیان فرماتے

### مقام امام ربانی مجدد الف ثانیؒ

نقل ہے کہ ایک دن حضرت محمد نعمان (آپ کے خلیفہ خاص) کو زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر! محمد نعمان سے کہہ دے کہ شیخ احمد کا مقبول ہمارا مقبول ہے اور شیخ احمد کا مردود ہمارا مردود ہے اور مقبول یا مردود خدا کے مقبول یا مردود ہے

### آپ کا نام پاک

نقل ہے کہ ایک دن ایک شخص کو آپ نے سفر کو روانہ فرمایا کہ اگر راستہ میں کوئی مصیبت یا مشکل آن پڑے تو مجھ کو یاد کر لینا۔ جب وہ سفر میں ایک بیابان میں پہنچا تو ناگاہ ایک شیر بہر بہت غصہ سے نکلا اور حملہ کرنے پر مستعد ہوا۔ یہ شخص فوراً آپ



کا نام پاک زبان پر لایا تو معاً حاضر ہوئے اور آپ نے شیر کو بھگا دیا اور اس مسافر کو بوجھ  
قافلہ کے نجات دلا کر سیدھا راستہ پر چلایا۔

### صاحب روضۃ الاسلام

فرماتے ہیں کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے دو خارق العظیم صفحہ ہستی میں  
رہ گئے ہیں ایک تو آپ کے مکتوبات شریف دو کم آپ کی اولاد پاک آپ کی ولادت باسعادت  
بتاریخ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ بروز جمعہ ہے اور وفات شریف بروز ۱۷ شنبہ بتاریخ ۲۶ صفر  
۱۰۳۴ھ ہوئی عمر شریف آپ کی ۶۳ برس ہے مزار شریف آپ کا سر ہند میں ہے۔  
مادیہ تاریخ ولادت، اشرف فقیر، ۹۷۱ھ ہے مادہ تاریخ وفات احمد صراط مستقیم،  
۱۰۳۴ھ ہے۔

### شجرہ نسب

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی بن مخدوم شیخ عبدالاحد بن شیخ العابدین  
بن شیخ عبدالحئی بن شیخ محمد بن شیخ حبیب اللہ بن امام رفیع الدین بن شیخ نصیر الدین بن  
خواجہ سلیمان بن خواجہ یوسف بن خواجہ اسحاق بن خواجہ عمید اللہ بن خواجہ شعیب بن خواجہ  
احمد بن خواجہ یوسف بن قرح شاہ بن خواجہ نصیر الدین بن خواجہ مسعود بن خواجہ محمود بن خواجہ  
سلمان بن خواجہ مسعود بن خواجہ عبداللہ بن خواجہ ابو الفتح بن خواجہ اسحاق بن خواجہ ابراہیم  
بن خواجہ ناصر الدین بن عبداللہ بن حضرت عمر رضی اللہ عنہم۔



عمدة المفسرين، قدوة المحدثين، رئيس الفقهاء،

امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ

### ایک ہمہ گیر شخصیت

فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان (۱۸۵۶ء تا ۱۹۲۱ء) اپنے عہد کے نامور عالم، فقیہ، ریاضی داں، مصنف اور عمیق تھے۔ علوم ریاضی میں وہ مجتہدانہ دسترس رکھتے تھے اسی طرح علم فقہ میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے اپنی ۶۵ سالہ زندگی میں انہوں نے جو علمی اور سیاسی و دینی خدمات انجام دیں ہیں عالمی پیمانے پر ان کو سراہا گیا ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مقتدر اہل سنت برصغیر پاک و ہند کے جلیل القدر عالم تھے اور ایک عظیم نعت گو شاعر و ایک عظیم انسان تھے۔

یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ علمائے حقانی اور اولیائے ربانی نے ملت اسلامیہ کی ہر دور میں فکری و علمی راہنمائی فرمائی ہے تاریخ اسلام نے اگرچہ بڑے بڑے حاکم پیدا کئے ہیں مگر دلوں پر اقتدار کا پرچم صرف علمائے حقانی اور اولیائے ربانی کا ہر اتا ہے۔

### ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت شوال ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ جنوری ۱۸۵۶ء میں ہوئی۔ تاریخی نام المختار تجویز ہوا۔ دادا جان نے احمد رضا پیارا نام تجویز فرمایا اور اسی نام کو بقائے



دوام میسر آیا۔ آپ نے اپنے لئے عبدالمصطفیٰ کا لقب خود منتخب فرمایا اور آقا کی غلامی میں یوں مقبول ہوئے کہ غلامی اور عبدیت کا سہرا ملک بھر میں انہیں کے سر سجا۔  
زندگی کی ابھی تیرا بہا رہا دیکھی تھیں کہ علوم اسلامیہ متداولہ سے فارغ ہو کر مسند افتاء پر قدم رنجہ فرمایا۔

## خرقہ خلافت

کامل شیخ حضرت سید آل رسول رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی اور خرقہ خلافت و اجازت بیعت ملی۔ وسعت علمی کا یہ عالم تھا کہ علوم دین میں حاضر رہتے ہیں۔ معانی و الفاظ دست لبتہ علاموں کی طرح کھڑے ہیں۔ بلا کی ذہانت ہے اور انتہائی ذکاوت قدرت حافظہ کا یہ کمال ہے کہ رمضان شریف میں روزانہ کے حساب سے ایک پارہ قرآن پاک یاد فرمالیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت جیسا جامع علوم اور صاحب تصانیف کثیرہ زمین ہند پر کوئی دوسرا نہیں گذرا۔ اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد نئے اسلام میں دوسرا نظر نہیں آتا۔ بلا مبالغہ اعلیٰ حضرت کی تصانیف ایک ہزار کے قریب ہیں کئی سو مطبوعہ ہیں۔

مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے جب سرزمین ہند میں تجدید و احیاء دین کا کام شروع کیا تو انہیں بیک وقت کئی محاذوں پر برس رہا ہونا پڑا ایک طرف تو فرنگی تہذیب اور اسکے دلدادہ تھے دوسری طرف ہندو لو از نام نہاد مسلمان تھے تیسری طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بے باکیاں کرنے والے تھے۔ دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کا ٹولہ الگ تھا۔ آریہ سماج الگ تھے اور مرزائی الگ مگر ابھی پھیلا ہے تھے غرض کہ غلاظت و عذابت، کفر و شرک کے گہرے بادل پورے برصغیر پر پھائے ہوئے تھے اور پوری گھن گرج سے برس رہے تھے۔ ایسے میں یہ مرد حق آگاہ نامنہل



اور وسیدہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سہارے طوفانوں کا رخ موڑنے اور باطل کے سیلابوں کا زور توڑنے کھڑا ہوا۔

اس میں شیخ عبدالقادر جیلانی رح کا ساز بہد و تقویٰ تھا۔ ابوحنیفہ رح اور ابو یوسف کی سی ژوف نگاہی تھی رازی و نخرالی کا سا طرز استدلال تھا۔ وہ مجدد الف ثانی اور منصور حلاج کا اعلائے کلمۃ الحق کا یار رکھتا تھا۔

اس کے پاس نہ تو کوئی بڑی دینی درس گاہ تھی اور نہ کوئی مرکز عقیدت خالقانہ کوئی سرگرم عملی جماعت تھی نہ مددگاروں کا کوئی گروہ، اس کا ہتھیار انقلاب آفریں قلم اسکی سیر آہنی ہمت و عزم اور اسکی جائے پناہ دامن رحمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔

آخر کار اس نیک نیت و پاک طنیت مرد حق آگاہ نے اپنے مشن میں کامیابی اور کامرانی پائی۔ فوج و سپاہ والے پیچھے رہ گئے ان کا پردہ فریب چاک ہو گیا انکی جمعیت پراگندہ اور ان کی غوغا آرائی غلغلہ حق میں گم ہو گئی۔ پورا برصغیر پاک و ہند مولانا الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی روشن کی ہوئی شمع سے روشن ہو گیا۔

### قصیدہ نور

۱۳۱۷ھ میں فاضل بریلوی نے اپنا قصیدہ نور لکھا جس کا پہلا شعر ہے

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا

صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا۔

اور آخری شعر ہے

اے رضایہ احمد لوزی کا فیض نور ہے

ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا۔



سب سے پہلے یہ قصیدہ عرس قادری بدایون میں ۵ جمادی الآخر ۱۳۱۶ھ کو پڑھا گیا جس میں ہندوستان کے نامور علماء اور مشائخ مولانا عبد القادر بدایونی مولانا وصی احمد محدث، مولانا ہادی علیخان سیٹاپوری، مولانا ہدایت رسول، شاہ محمد فخرالہ آبادی، مولانا عبد الصمد سہوانی، شاہ علی حسین اشرفی، میاں کچھو چھوی شاہ، جمل حسین شاہ، بھاپنوری وغیرہ موجود تھے۔ حضرت شاہ ابوالحسن لوری میاں صدر مشائخ تھے۔ حضرت فاضل بریلوی بھی تشریف فرما تھے بدایون کے مشہور نعت خواں حبیب قادری مرحوم نے اپنے مخصوص انداز میں قصیدہ لور پڑھا۔ لوگ بیان کرتے تھے کہ محفل سراپا نور بن گئی۔ ایک ایک شعر چار چار پانچ پانچ مرتبہ پڑھا گیا کیف و سرور کی ایک کیفیت برپا تھی، تحسین آفریں کے لغزے تھے۔ دس بجے یہ قصیدہ شروع ہوا اور قبل ظہر ختم ہوا۔

حضرت شاہ احمد نور قدس سرہ نے جو گردن جھکائے مراقب نظر آئے تھے گردن اٹھائی اور دست بدعا ہوئے۔ حضرت فاضل بریلوی والہانہ انداز کے ساتھ اٹھے اور بے ساختہ ایک چینی نکلی اور حضرت میاں صاحب قبیلہ کے زانوئے مبارک پر سر رکھ دیا سبحان اللہ

## وفات

یہ علم و عمل کا براجظم ۱۸ صفر ۱۳۳۰ھ بمطابق ۱۹۲۱ء دوپہر شفیق محبت کی گود میں ہمیشہ کے لئے سو گیا۔ اپنی ۶۵ سالہ زندگی میں انہوں نے جو علمی اور سیاسی اور دینی خدمات انجام دیں ہیں اسے عالمی پیمانے پر سراہا جا رہا ہے۔

## شجرۃ نسب

مجددِ قاتہ حاضرہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ کا سلسلہٴ بیعت



مارہرہ سے اور مارہرہ کی نسبت کاپلی شریف سے ہے جو درج ذیل شجرہ کو واضح ہوگا۔

سلسلہ قادریہ ابوالعلائیہ کاپلی شریف سے پھیلا حضرت سیدنا امیر سید ابوالعلاؤ قدس سرہ کے خلفاء میں حضرت میر سید محمد ترمذی کاپلیوی قدس سرہ کے خلفاء میں حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی کو بڑا مرتبہ حاصل ہے۔ وہ صاحبزادہ والا جاہ حضرت میر سید احمد قدس سرہ کے اتالیق بھی مقرر فرمائے گئے۔ انکی خالقاہ الہ آباد میں آج بھی موجود ہے جو انکے پر نواسہ کے نام سے موسوم ہے جہاں کا اصلی سجادہ نشین محیر سطور ہے۔ مولانا فائز بیچود محیر سطور کے ہی جد امجد تھے حضرت میر سید احمد کے صاحبزادے حضرت میر سید فضل اللہ قدس سرہ سے اصحاب فائزہ اور وہاں سے یہ نسبت اعلیٰ حضرت مجددانہ حاضرہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کو حاصل ہے۔

حضرت سیدنا امیر ابوالعلا اکبر آبادی قدس سرہ کے ایک خلیفہ شاہ عبدالرحیم بھی تھے جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد تھے اور حضرت محدث دہلوی نے انہیں سے بیعت و قرابت بھی حاصل کی جیسا کہ انفاس العارفین اور دیگر کتب متفرقہ میں موجود ہے۔

جو حضرات ہم سے الگ ہو کر آزادی ہند کے سلسلے میں اپنا رشتہ محدث دہلوی سے جوڑتے ہیں انکو بھی اس اقرار سے مقرر نہیں کہ برصغیر کی آزادی میں سلسلہ ابوالعلائیہ کس قدر کامیاب رہا ہے خواہ وہ محمدیہ فضلیہ فائزہ سے معنون کیا جائے یا محمدیہ برکاتیہ رضویہ کے نام سے موسوم کیا جائے۔



## مفت اعظم ہند

### حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان

علیہ الرحمۃ



حضرت نے اپنا چہن کا زمانہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے زیر سایہ علمی ماحول میں گزارا اور انہیں کی سرپرستی میں آپ نے تمام مروجہ علوم و فنون پر مہارت حاصل کی اور امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی زیر نگرانی اپنی تعلیم مکمل فرمائی۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے دربار میں بڑے بڑے جمید علماء اپنی اپنی علمی سپاس بھجانے کے لئے ہر وقت حاضر رہا کرتے تھے۔ اور جب امام احمد رضا علیہ الرحمہ دقیق سے دقیق مسائل چٹکی بجاتے حل فرما دیا کرتے تھے تو مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ پر اپنے والد بزرگ وار کی علمی لیاقت اور خداداد ذہانت کا بہت اثر ہوتا۔ مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ نے مولانا شاہ رحم الہی منگوری سے بھی درس لیا جو اپنے وقت کے جمید عالم تھے۔

آپ اپنے برادر محترم حضرت حامد رضا خان علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد سے اپنی حیات تک مستند رضویت پر فائز رہے ان سے بھی پڑھا اور فیوض و برکات حاصل کئے جب آپکی عمر شریف ۹ برس کی ہوئی تو اس وقت آپکے والد ماجد امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے مشاہیر اور علماء کے مجمع میں بمقام بریلی بہت ہی واضح الفاظ میں اعلان فرمایا کہ میرا یہ بچہ ولی ہے اس سے فائدہ حاصل کرنا۔ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی زبان مبارک



سے نکلے ہوئے یہ الفاظ کتنے سچے ثابت ہوئے اور دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ بچہ بڑا ہو کر ولی کامل اور تاجدارِ اہلسنت کے نام سے دنیا کے علمیت و ولایت پر آفتاب بن کر چمکا جس کے روحانی فیض سے لاکھوں گمراہ انسان راہِ مستقیم پر آگئے۔ جسکی پوری زندگی تبلیغِ دین میں گزری جسکی زندگی کا ایک ایک لمحہ یادِ الہی اور مخلوقِ خدا کی خدمت میں گزرا۔ جو زندگی بھر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ کو اپنے سینے سے لگائے رکھا۔ جو دشمنانِ دین کے لئے ایک ننگی تلوار تھا جسکی ہیبت و جلال سے بد مذہبیوں کے کلیجے تھراتے تھے جو عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک شفیق باپ کی طرح تھا جسکے آگے بڑے بڑے جمید علماء، طفلِ مکتب نظر آتے جسکی عبادت کا یہ عالم تھا کہ رات اور دن عبادت میں مشغول رہتے آپکے دربار میں حاضری کو لوگ ترستے تھے اور جو حاضر ہوتے تھے وہ اپنی اپنی تھولیاں بھر کر واپس جاتے تھے۔

آپ کے آستانہ پر ہر وقت سیکڑوں عقیدت مندوں کا ہجوم ہوتا اور مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کی ایک بڑی تعداد آپ کے یہاں آتی تھی۔

## یادِ الہی، عشقِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اور خدمتِ خلقِ عبادت و ریاضت ہی آپکی زندگی کا سرمایہ تھا۔ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تمہاری ایک سانس کسی دوسرے انسان کے کام آجائے تو سیکڑوں برس کی عبادت سے بدرجہ بہتر ہے؛ مولانا مصطفیٰ خان علیہ الرحمہ کی تو پوری زندگی خدمتِ خلق میں گزری ہے آپ کا اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا غرض زندگی کا ہر لمحہ اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گزرا تھا آپ اخلاق و محبت کا ایک عظیم پیکر تھے آپکے زہد و تقویٰ کا یہ علماء کو ملی کام خلافِ شریعت نہیں کرتے تھے آپ کی نورانی شکل دیکھ کر ہزاروں غیر مسلموں نے آپ کے دستِ حق پر اسلام کی لازوال نعمت کو قبول کیا۔ لاکھوں مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور لاکھوں نفوس آپ کے حلقہٴ ارادت میں شامل ہوئے آپکے عقیدت مند اس وقت



دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔

یوں تو مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ تمام علوم عقلیہ و نقلیہ پر مکمل عبور رکھتے تھے لیکن فقہ میں آپکی حیثیت انتہائی بلند و منفرد تھی، فتویٰ نویسی کا فن تو آپکو وراثت میں ملا تھا۔ آپ کو دنیائے اسلام نے (مفتی اعظم ہند) کا خطاب دیا اور آپ نے آخری عمر تک فتویٰ نویسی کو جاری رکھا۔ حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ علمیت، روحانیت اور زہد و تقویٰ میں امام احمد رضا خاں کے صحیح جانشین تھے۔ آپکی پاکیزہ ہستی تو وہ ہے جس کو دیکھنا خود عبادت ہے۔ بھلا ایسے ولی کامل کی عبادت و ریاضت کس درجہ کمال کو پہنچی ہوگی اور اس کے زہد و تقویٰ کا کیا عالم ہوگا۔ ریاضت کے مطابق مفتی اعظم ہند کا ارشاد ہے جس میں آپ نے بعض مختلف مشائخ کرام کا حوالہ دیا ہے کہ "لوگ ریاضتوں کی ہوس کرتے ہیں، کوئی ریاضت و مجاہدہ ارکان و آداب نماز کی اعانت کرنے کے برابر نہیں۔ خصوصاً پانچ وقت مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنا۔"

آپ ہر کام اخلاص سے خدا کی رضا کے لئے باتباع شریعت کرنا باعث نجات سمجھتے تھے جو ریاضت و مجاہدہ کی روح ہے۔ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کا اسم گرامی ان ہستیوں میں بڑی اہمیت کا حامل ہے جنہوں نے خالق کائنات کے اس ارشاد کو ہمیشہ پیش نظر رکھا کہ سرکارِ دو عالم، تاجدارِ دینیہ، مالکِ دو سر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر کوئی عبادت عبادت نہیں۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تعظیمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام عبادتوں کی عبادت ہے اور روح عبادت ہے اور عشق ہی روح ایمان ہے اور ایمان کی جان ہے۔

## نائبِ غوث الاعظم

حضور مفتی اعظم ہند کو جناب سیدنا غوث الاعظم سے خاص عقیدت تھی اور بلاشبہ آپ



نائبِ عفوٰث الاعظم تھے جناب حافظ رحمت نبی خاں صاحب بریلوی عرصہ دراز سے شیخِ طریقت کی تلاش میں تھے لیکن جس طرح کا مثالی مرشد ان کے تصور میں تھا وہ کہیں نظر نہیں آتا تھا انہیں ۱۹۰۱ء میں خواب میں زیارت سیدنا عفوٰث الاعظم علیہ الرحمہ ہوئی جس کے بعد سے مرشد کی تلاش صرف قادری سلسلہ میں ہی تھی۔ تلاش شیخ میں بمقرر ہو کر حافظ صاحب موصوف نے بغداد شریف کے سفر کا ارادہ کیا اور وہاں جا کر یہ خیال کیا کہ آستانہ سرکار عفوٰث الوریٰ کے سجادہ نشین ہی سے بیعت ہو کر غلامانِ عفوٰثیت کے زمرہ میں شامل ہو جاؤں گا مگر کچھ وجوہات کی بناء پر یہ آرزو پوری نہ ہو سکی آخر کار جب دل کی بمقراری حد سے زیادہ بڑھی تو محبوب سبحانی عفوٰث الاعظم علیہ الرحمہ نے صاحبِ موصوف ان کے ہونے والے شیخِ طریقت کے بارے میں بتا دیا کہ جاؤ بریلی شریف میں میرے نائب ہیں ان سے بیعت ہو جاؤ، بالآخر حافظ رحمت نبی خاں صاحب سرکار مفتی اعظم ہند کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے

### دستِ عفوٰث اعظم

ایک دفعہ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک صاحب مرید ہونے کے لئے تشریف لائے۔ مرید کرتے وقت حسبِ معمول اور باتوں کے علاوہ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے ان صاحب سے کہا: کہو کہ میں نے اپنا ہاتھ حضور سیدنا عفوٰث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا۔ لیکن وہ صاحب ہر وہ بات دھرتے گئے جو بات مفتی اعظم ہند فرماتے رہے لیکن یہاں آکر وہ خاموش ہو گئے اور کہا میں یہ نہ کہوں گا کہ میں نے اپنا ہاتھ حضور سیدنا عفوٰث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا، میں نے تو اپنا ہاتھ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں ابنِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں کے ہاتھ میں دیا ہے حضور مفتی اعظم ہند یہی کہتے رہے کہ کہو میں نے اپنا ہاتھ حضور سیدنا عفوٰث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا، لیکن وہ صاحب اس جملے کو ادا نہ کرتے



لوگوں نے دیکھا کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو جلال آگیا اور آپ نے بلند آواز سے پھر وہی جملہ دہرایا۔ آپ کی آواز کی ہیئت اور چہرہ مبارک کو دیکھ کر انہوں نے فوراً وہ الفاظ دہرائے اور اس طرح وہ حضرت مفتی اعظم ہند سے بیعت ہو گئے۔ جب وہ صاحب مرید ہو کر رخصت ہونے لگے تو لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ تو کہتے تھے کہ یہ جملہ میں ہرگز نہ دہراؤں گا لیکن آخر میں آپ کو کہنا پڑا کہ "میں نے اپنا ہاتھ سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا، حالانکہ آپ کا ہاتھ حضور مفتی اعظم ہند کے ہاتھ میں تھا؟ ان صاحب نے لوگوں سے کہا خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنا ہاتھ سیدنا غوث الاعظم ہی کے ہاتھ میں دیا تھا، وگرنہ میں یہ الفاظ ہرگز نہ دہراتا اللہ اللہ کیا شان تھی؟"

## یادگارِ اعلیٰ حضرت

### دُعائے امام احمد رضا اور نوید سیدنا ابوالحسن نوریؒ

۱۹۵۶ء میں کادون تھا جو اہل بریلی کے لئے بڑا ہی مبارک تھا۔ ہر شخص کی تمنا تھی کہ وہ کسی نہ کسی طرح جلوس کی اگلی صفوں تک پہنچ جائے لیکن یہ کام جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ جلوس کے آگے دو عجوبہ روزگار ہستیاں جن میں ایک جوان اور دوسری ضعیف آہستہ آہستہ چل رہی تھیں۔ یہ منظر بڑا ہی دلکش اور فرحت انگیز تھا۔ اہل بریلی نے دیکھا کہ اس جوان شخصیت کے پیچھے پیچھے چلنے والی عمر رسیدہ سفید ریش اور نورانی چہرہ شخصیت سر پہن پا چل رہی ہے جیسے ایک غلام اپنے آقا کی تابعداری میں چلتا ہو۔ ان بزرگ کو جو اپنے وقت کے امام الفقہاء اور ولی کامل تھے اس سے پہلے کبھی ایسی نیاز مندانہ حالت میں نہیں دیکھا تھا۔ ان بزرگ کی شان تو یہ تھی کہ ان کے دربار میں بڑے بڑے جعید عالم اور مقتدر ہستیاں ہاتھ باندھے با ادب کھڑی رہتی تھیں۔



یہ بزرگ ہستی تو وہ تھی جسکی آواز کو دنیا نے اہل سنیت میں حروفِ آخر سمجھا جاتا تھا ان کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی کا عالم تو یہ تھا کہ جس طرف نظر اٹھاتے لوگ فسطحِ عقیدت سے اپنی گردنیں جھکا لیتے ان بزرگ کے مریدوں کی تعداد ۹۰ لاکھ سے بھی زائد ہے دنیا کے کونے کونے میں ان کے عقیدت مند اور مرید موجود ہیں۔ انکی شہرت کا ڈلکا پورے عالم اسلام میں بچ رہا ہے یہ بزرگ اپنے مکان سے جب نماز پڑھنے مسجد کو جاتے تو راستے میں سیکڑوں لوگ انکی قدم بوسی کے لئے بیٹیا یا نہ دوڑتے، کوئی قدم چومتا اور کوئی ان کا دست مبارک اپنے سر پر رکھواتا۔ جب یہ وضو فرماتے تو لوگ ان کے وضو کا پانی بوتلوں میں بھر لیتے ان کا گذر جب بریلی کی شاہراہوں سے ہوتا تو لوگ دونوں جانب قطاریں بنا کر کھڑے ہوجاتے ٹرینیک جام ہوجاتی اور دکاندار اپنی اپنی دکانوں سے نیچے اتر آتے۔ جب تک ان کی سواری ہا سے گذر نہ جاتی یونہی دست بستہ کھڑے رہتے۔

کیا آپ جانتے ہیں یہ بزرگ ہستی اور وہ جوان ہستی کون تھیں؟ وہ جوان ہستی پیر سیدنا طاہر علاؤ الدین دامت برکاتہم کی تھی جو حضور سیدنا عوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی اولاد میں سے ہیں۔ اور یہ بزرگ شہزادہ اعلم حضرت تاجدار اہلسنت مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی تھے۔

مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کی ولادت کا واقعہ بھی عجیب و غریب ہے امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ ایک دفعہ اپنے پیر و مرشد اور روحانی پیشوا سیدنا حضرت شاہ آل رسول احمد فارہروی علیہ الرحمہ کے آستانہ عالیہ پر حاضر تھے کہ یہ واقعہ پیش آیا۔ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ حضرت ابوالحسن نوری علیہ الرحمہ بعد نماز عصر زینے سے اترے تھے اور امام احمد رضا ان کے پیچھے پیچھے تھے کہ اچانک حضرت نوری میاں صاحب علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا کو مخاطب کر کے فرمایا، مولانا صاحب! بریلی میں آپ کے گھر ایک جہاز



کی ولادت ہو چکی ہے جب میں بریلی آؤں گا تو اس بچے کو ضرور دیکھوں گا وہ بڑا ہی مبارک اور خوش بخت ہے۔

اس واقعہ سے ایک روز قبل خود احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے اپنے پیرومرشد کے آستانے پر خواب میں دیکھا کہ ان کے گھر ایک فرزند پیدا ہوا ہے امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے خواب میں ہی اسکا نام آل رحمن رکھ دیا۔ دوسرے دن بریلی سے صاحبزادے نیک فال کی خبر پہنچی حضرت نوری میاں علیہ الرحمہ نے ابوالبرکات محی الدین جمیلانی نام تجویز کیا۔ بعد کو محمد کے نام پر عقیدت ہوئی اور مصطفیٰ رضا خاں عرف قرار پایا۔

آپکی ولادت سے قبل امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے بارگاہ رب العزت میں دعا مانگی تھی کہ الہی مجھے ایسی اولاد عطا فرما جو عرصہ دراز تک تیرے دین اور تیرے بندوں کی خدمت کرے۔ یہ دعا قبول ہوئی۔ اور حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ بمطابق ۱۸۹۲ء شہر بریلی میں پیدا ہوئے یہ حضرت ابوالبرکات محی الدین جمیلانی آل رحمن محمد شاہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ اپنے والد امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی دعا اور اپنے پیرومرشد حضرت ابوالحسن نوری میاں علیہ الرحمہ کی نوبت تھی ان دو صاحب دل بزرگ کے اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ پر اپنے والد بزرگوار اور پیرومرشد کی نگاہ التفات و کرم کس درجہ مرکوز تھی یہی وجہ تھی کہ پورے عالم اسلام میں آپکی علمیت و روحانیت کا پیر چلتا تھا۔

حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کی بیعت و خلافت کا واقعہ بھی اپنی جگہ

بڑا ہی عجیب و غریب ہے۔

آپ کی ولادت کے چھ مہینے بعد حضرت نوری میاں علیہ الرحمہ بریلی تشریف لائے اور اپنی دیرینہ خواہش کے بموجب بچے کو دیکھا اور گود میں لے کر اس نعمت خداوندی پر امام احمد رضا



خاں علیہ الرحمہ کو مبارکباد پیش کی اور فرمایا یہ بچہ بڑا ہو کر دین و ملت کی بڑی خدمت کریگا اور مخلوق خدا کو اسکی ذات سے بڑا فیض پہنچے گا۔ یہ بچہ ولی ہے، یہ فیض کا دریا بہائے گا اس کی لگا ہوں سے لاکھوں گمراہ انسان دین حق پر قائم ہونگے اس کے ساتھ ہی حضرت نوری میاں علیہ الرحمہ شہزادہ اعلیٰ حضرت کے منہ میں اپنی انگلیاں ڈالیں اور سلسلہ قادریہ میں سبیت سے شرف فرما کر اجازت و خلافت سے نوازا۔

(ماخوذ سے معارف رضا)

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے تین حج کئے، تیسرا حج ۱۹۶۱ء میں کیا جو ایک تاریخی اور یادگار حج تھا جو آپ نے بغیر فولٹو کے پاسپورٹ پر ادا کیا جس عاشق کے دل میں اپنے آقا و مولا کی تصویر سچی ہو اور حبس کا دل حبیب خدا کی محبت و عظمت کا دینہ ہو بھلا وہ اپنی تصویر کیسے کھنچوا سکتا ہے اس کو کب گوارہ ہوگا کہ خلاف شرع کرے (پچھلے دنوں حج برصغیر کی آزادی سے پہلے ادا کئے تھے جس میں فولٹو کی کوئی قید نہیں تھی) پہلا حج آپ نے ۱۹۰۵ء میں اپنے والد بزرگوار امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے ساتھ ادا کیا تھا اور دوسرا حج پاکستان بننے سے تقریباً ایک سال قبل تیسرے حج کے موقع پر آپ کی بڑی قدر و منزلت ہوئی سعودی عرب میں مقیم ہندوستانی سفارت خانہ کے افسران نے آپ کو جدہ میں بڑے پر تپاک طریقہ پر خوش آمدید کہا۔

### احترامِ مدینہ منورہ

جب آپ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو ننگے پیر اور پیدل تھے آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور جسم پر رقت طاری تھی یہ منظر بڑا ایمان افروز تھا۔ مدینہ منورہ کے قیام کے دوران آپکی قیام گاہ پر ہر وقت اہل مدینہ اور دوسرے ممالک کے حج کرام کا ہجوم رہا کرتا تھا ایک دن حلب کے علماء کرام مفتی اعظم کی زیارت کو آئے تو حضور نے انہیں چائے پیش کی۔



تو انہوں نے اس شرط پر چائے پی کہ حضور پہلے ایک گھونٹ پی کر اسکو تبرک کر دیں۔ بعد کو ان میں سے کچھ حضرات حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے مرید ہوئے اور کچھ نے اجازتِ مخالفت حاصل کی۔ مدینہ شریف میں ایک شخص حضرت مولانا ضیاء الدین علیہ الرحمہ سے مرید ہونے آیا تو انہوں نے اسکو ڈانٹا کہ شہنشاہ کی موجودگی میں مجھ سے بیعت ہوتا ہے اور پھر اسے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے بیعت کرایا۔

## وصال

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ۱۲ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ بمطابق ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء

بروز بدھ اور جمعرات درمیانی شب وصال کر گئے۔

وصال کے وقت آپ کی عمر شریف ۹۰ برس کی تھی حضور مفتی اعظم ہند نے اپنے وصال سے چند گھنٹے پہلے بعد نماز عشاء فرمایا تھا کہ میں اپنے تمام مریدوں کو غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں میں نے اپنے تمام مریدوں کو بارگاہِ غوثیت میں دیا اور ان تمام متعقدین کو مرید کیا جو مجھ سے مرید ہونا چاہتے تھے۔

بروز جمعہ آپ کو اپنے والد محترم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خانؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

## آپ کے جنازہ میں

بیس لاکھ سالوں نے شرکت کی پورے ہندوستان سے لوگ جنازے میں شرکت کے لئے آئے۔ چودہ مسلم ملکوں کے سفیر آپ کے وصال کی خبر سن کر بریلی آئے بریلی کا فوجی ہوائی اڈا کھول دیا گیا تاکہ ملک کے مختلف گوشوں سے لوگ بذریعہ ہوائی جہاز دھلی سے براہ راست بریلی آسکیں آپ کے جنازہ میں مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں نے بھی شرکت کی جس وقت آپ کا جنازہ بریلی کی شاہراہوں سے گذر رہا تھا تو لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔



## بوقت غسل ایک کرامت

غسل کے وقت آپ نے ایک ایسی کرامت دکھائی جس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک جہاں سے دوسرے جہاں کو کوچ کر جاتے ہیں ان پر موت بس ایک آن کو آتی ہے اور پھر وہ حیات جاویدانی پا جاتے ہیں۔

آپ کو جس وقت غسل دیا جا رہا تھا تو اس وقت آپ کی ران کے اوپر سے کپڑا سرک گیا جس سے ستر پوشی قائم نہ رہنے کا خدشہ تھا۔ لہذا آپ نے فوراً اپنی دو انگلیوں سے کپڑے کو پکڑ لیا۔ اس واقعہ کے چشم دید گواہ حضرات ہیں جو آپ کو غسل دیتے وقت وہاں موجود تھے

## نوٹ

قارئین حضرات سے التماس ہے کہ اگر کوئی سہواً غلطی رہ گئی ہو تو اس سے آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں تصحیح کی جاسکے۔

تقریباً آبادی

## الحديث

صلى على الفلاح

صلى على صلواته

● نمازی کے نامہ اعمال میں صبح کا شوان بھانکھانا ہے  
نمازیوں کو ملائیکہ رحمت میں ڈھانپ  
لیتے ہیں۔



## دائر الخلفاء مغلیہ آگرہ (اکبر آباد) کے صائب کمال بزرگ

۱	حضرت شاہ علاء الدین شاہ ولایت المعروف علاول بلاول رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک، نانائی منڈی - آگرہ (بھارت)
۲	حضرت سیدنا امیر ابوالعلاء رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک صوفی پورہ نزد وزیر پورہ
۳	حضرت سیدنا امیر عبداللہ احراری رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک قریب روضہ رحمتی جمنا کنارہ
۴	حضرت عبداللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک قریب احاطہ میڈیکل کالج
۵	حضرت عبداللہ حشتی رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک قرب قندھاری باغ
۶	حضرت شیخ صفی رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک بیلن گنج پل آہنی
۷	حضرت شاہ منور رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک گوشہ شمال احاطہ شیخ صفی رح
۸	حضرت زین الدین رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک قرب جمنا احاطہ مسجد بھالیوں (سبھی پورہ)
۹	حضرت شاہ نعمان رحمۃ اللہ علیہ خلفائے مجدد سے ہیں	مزار مبارک صوفی پورہ (تنگہ دھنی)
۱۰	حضرت شیخ احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک تاج محل سمت مشرق
۱۱	حضرت شیخ جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک قرب تاج محل سمت مغرب
۱۲	حضرت شیخ امجد بخاری رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک تاج گنج (چنیلیوں میں)
۱۳	حضرت شیخ عظمت بخاری رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک تاج گنج قریب (تھانہ)
۱۴	حضرت مبارک غوث رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک بل مقابل قلعہ نرد (آگرہ فورٹ پوسٹیشن)
۱۵	حضرت شاہ زنگی رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک اندرون چہار دیواری قلعہ
۱۶	حضرت شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک اندرون چہار دیواری قلعہ
۱۷	حضرت شاہ پھول رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک اندرون چہار دیواری قلعہ
۱۸	حضرت سید غریب شاہ رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک قلعہ کے باہر قرب (امر سنگھ گیٹ قلعہ)



مزار مبارک قلعہ کے باہر جانب جنوب	۱۹ حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک تاج محل قریب احمد بخاری	۲۰ حضور بک بادشاہ زادی رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک عید گاہ جانب دکن	۲۱ حضرت شاہ معروف رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک قریب وزیر پورہ	۲۲ حضرت شاہ منوار رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک ہینگ منڈی	۲۳ حضرت حاجی خلیل المعروف حاجی پیر خلیل
مزار مبارک ہینگ منڈی نکیہ وزیر شاہ	۲۴ حضرت سید کمال شاہ رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک ہینگ منڈی	۲۵ حضرت بابا ملنگ شاہ رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک ہینگ منڈی	۲۶ حضرت مہدی شاہ بابا رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک میدہ کٹرہ	۲۷ حضرت شاہ بیدار محمد رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک لوہا منڈی	۲۸ حضرت مفتی بہا والدین رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک گوکل پورہ	۲۹ حضرت شاہ ناظر رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک بلوچ پورہ (لوہا منڈی)	۳۰ حضرت شاہ احمد میاں رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک بالو گنج	۳۱ حضرت مولانا شاہ محمد ولی رحمۃ اللہ علیہ شاعر مثنوی
مزار مبارک مدرسہ شاہی	۳۲ حضرت شاہ امجد علی رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک چھوٹی پتھانی تلو نیہ مسجد کے باہر	۳۳ حضرت شاہ حکیم رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک پیر گیلانی (قرب پارک)	۳۴ حضرت ماسٹر قمر الدین رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک نرد سکندرہ	۳۵ حضرت شاہ مشتاق رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک نرد سکندرہ (نرکتا)	۳۶ حضرت شاہ حکیم رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک نرد سکندرہ	۳۷ حضرت شیر جنگ بابا رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک بستی نبی صاحب	۳۸ حضرت سید نبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک اچانم خانقاہ و دیوانہ خانہ حکیمان اجمین	۳۹ حضرت شیخ کلیم الدین و حکیم مہر علی رحمۃ اللہ علیہ



مزار مبارک فوزا میڈیکل اسٹور کے برابر	۴۰	حضرت شیخ رفح الدین رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک کٹرہ حاجی شاہ	۴۱	حضرت حاجی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک جامع مسجد	۴۲	حضرت سید غریب شاہ المعروف تہخانہ آئی
مزار مبارک بلمقابل آگرہ کالج ٹھنڈی سڑک	۴۳	حضرت نوگڑے صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک کیٹھم	۴۴	حضرت محبوب شاہ صاحب المعروف مسرت
مزار کھیسڑیا	۴۵	حضرت شیخ کمال شاہ رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک وزیر پور	۴۶	حضرت نورزماں صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک بادشاہی مسجد المعروف پھیڑے کی مسجد لوہا منڈی	۴۷	حضرت سید معصوم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک گھیر کاٹے خلیں (نانی منڈی)	۴۸	حضرت داد کریم اللہ رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک عید گاہ	۴۹	حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک سونٹ کی منڈی	۵۰	حضرت بہار روح رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک نانی کی منڈی	۵۱	حضرت ہانڈی معقوف شاہ رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک وزیر پورہ قریب نہر (نیو آگرہ)	۵۲	حضرت سید صاحب المعروف ستارہ ہند رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک تاج گنج	۵۳	حضرت نظیر اکبر بادی رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک رکاب گنج	۵۴	حضرت خلیل اللہ شاہ شہید
مزار مبارک وزیر پورہ قریب نہر	۵۵	حضرت سیدنا امیر نور اللہ رح
مزار مبارک احاطہ سیدنا امیر ابو العلاء رح	۵۶	حضرت فولاد شاہ رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک عام گنج	۵۷	حضرت پیر وہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک کھینہ لوہا منڈی	۵۸	حضرت شاہ شوکت میاں رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک بلوچ پورہ	۵۹	حضرت شاہ بہادر رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک غالب پورہ	۶۰	حضرت صاحب المعروف کنوارے مولوی صاحب



## اپیل بکرائے ایصالِ ثواب

جناب عبدالرشید صاحب لیڈر مرحیٹ نے  
اپنی والدہ محترمہ مرحومہ و مغفورہ کے ایصالِ ثواب کے لئے اس کتاب  
کی کتابت کا مکمل خرچ فراہم کیا ہے۔

ہم بھی دست بدعا ہیں اور قارئین کرام سے بھی التماس کرتے  
ہیں کہ خداوندِ قدوس کے حضور دست بدعا ہوں کہ اے قادرِ مطلق  
اپنے حبیب پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے  
طفیل ان کی مغفرت فرمائے اپنے فضل و کرم سے ان کے مزار پر  
اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور ان کے گوشہ قبر کو گوشہ  
جنت بنائے۔ اور عبدالرشید صاحب کے کاروبار اور عمر میں  
ترقی عطا فرمائے۔ آمین شکر آمین

## جناب نعیم الدین صاحب نے

اپنے والد محترم علیم الدین مرحوم مغفور کے ایصالِ ثواب کے لئے  
اس کتاب کے کاغذ کا ادھا خرچ فراہم کیا ہے۔

ہم بھی دست بدعا ہیں اور قارئین کرام سے بھی التماس  
کرتے ہیں کہ علیم الدین مرحوم مغفور کے لئے خالقِ کل کے حضور  
دست بدعا ہوں کہ پروردگارِ عالم اپنے حبیب پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ  
علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے صدقے میں علیم الدین مرحوم کی مغفرت فرمائے  
اور اپنے فضل و کرم سے ان کے مزار پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور  
انہی قبر کو نور سے معمور کرے۔ اور نعیم الدین صاحب کے کاروبار اور عمر میں  
ترقی عطا فرمائے۔ آمین شکر آمین



ہمارے ایک کرم فرما اور نسیم الدین شیخ صاحب نے اپنے دادا سعید الدین شیخ اور والد بدر الدین شیخ مرحوم مغفور کے ایصالِ ثواب کیلئے اس کتاب کے کاغذ کا آدھا خرچ فرماہم کیا ہے۔ ہم بھی دعا گو ہیں اور قارئین حضرات سے بھی التماس کرتے ہیں کہ سعید الدین شیخ صاحب مرحوم اور بدر الدین شیخ صاحب مرحوم کے لئے دست بدعاہوں کہ اے خالق اکبر اپنے محبوب نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کے طفیل ان کی مغفرت فرمائے اور اپنے فضل و اکرم سے نوازے اور ان کی قبروں کو اپنے نور سے معمور فرمائے اور ان کے مزاروں پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ اور نسیم الدین شیخ کے کاروبار اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

### جناب محترم اقبال عرف لاڈلے صاحب نے

اپنے مرحوم جدِ مجد کے ایصالِ ثواب کے لئے اس کتاب کی چھپائی کا خرچ فرماہم کیا ہے۔

ہم بھی دست بدعاہیں اور قارئین حضرات سے بھی التماس کرتے ہیں کہ ان کے جدِ مجد کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں اور دعا فرمائیں کہ مولائے کریم تاجدارِ مدینہ اور اولیاءِ کرام کے طفیل ان کی مغفرت فرمائے اور اپنے فضل و اکرم سے نوازے اور ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور لاڈلے میاں کے کاروبار اور عمر میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔



دربار پرنٹنگ پریس پکا قلعہ حیدر آباد اور  
 سٹریٹ آرٹ قلعہ چوک حیدر آباد اور قیوم صاحب آرٹسٹ  
 کے طرف سے اس کتاب کا ٹائٹل پیشے کیا گیا ہے۔

ہم بھی دعا گو ہیں اور قارئین حضرات سے بھی التماس کرتے ہیں  
 انہیں اپنی نیک دعاؤں میں

یاد رکھیں اور ربِّ عزوجل کے حضور دست بدعا ہوں کہ پروردگار  
 اپنے محبوب نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے  
 صدقے میں ان کے کار بار اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

جناب عزیز الدین صاحب منجرہ والوں نے

اپنے والد نقیب الدین مرحوم اور بھائی رفیق الدین مرحوم مغفور  
 کے ایصالِ ثواب کے لئے۔ اس کتاب کی بائڈنگ کا خرچ فراہم کیا،  
 ہم بھی دعا گو ہیں اور قارئین کرام سے بھی التماس کرتے ہیں کہ انکے  
 والد مرحوم اور بھائی مرحوم کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں اور دعا  
 فرمائیں کہ پروردگار اپنے محبوب نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور  
 اولیاء اللہ کے کطفیل ان کے مزاروں پر اپنی رحمتیں اور برکتیں  
 نازل فرمائے اور انہیں اپنے فضل و کرم سے نوازے۔ اور عزیز الدین  
 صاحب کے کار بار اور عمر میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

## نماز کی اہمیت

نماز تمام عبادات میں افضل عبادت ہے نماز تمام فرائض میں اہم اور اعظم ہے۔ نماز کی اہمیت کا ذرا اندازہ تو کیجئے کہ بکثرت آیات قرآنیہ نماز کی اہمیت پر ناطق اور احادیث کریمہؐ اسکی فضیلت میں وارد۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں جا بجا اسکی تاکید اور نماز کی ادائیگی پر زور دیا گیا ہے نماز ہر بالغ مرد اور عورت پر فرض ہے یہ کسی حالت میں معاف نہیں۔

آپ پر لازم ہے کہ نماز قائم کریں اور باجماعت پڑھنے کی کوشش کریں اور اپنی اولاد کو بھی نماز کے لئے حکم دیں آپ بھی دین دار بنیں اور اپنی اولاد کو بھی دین دار بنائیں۔

ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے نماز ہمارے ایمان کی کسوٹی اور دین داری کی گواہ ہے

نماز کیلئے اللہ سے ڈرئے اور نماز قائم کیجئے۔





## نماز کی فرضیت

ہر دن رات میں پانچ مرتبہ خدا کی عبادت کا وہ خاص طریقہ جسے مسلمان ادا کرتے ہیں نماز کہلاتا ہے۔

ہر سمجھدار بالغ مرد اور عورت پر نماز فرض ہے اور جو اسے فرض نہ جانے کا فر ہے۔

## بلوغت کی عمر

لڑکا ہو یا لڑکی پندرہ برس کی عمر ہو جانے پر اسلام کے قانون میں بالغ مانے جاتے ہیں اور نماز روزہ وغیرہ ان پر فرض ہو جاتا ہے تلعیت کے احکام ان پر جاری ہو جاتے ہیں۔

## بچوں کی نماز

نابالغ لڑکے اور لڑکی پر اگرچہ نماز فرض نہیں ہے مگر بچہ کی جب سات برس کی عمر ہو تو اسے نماز پڑھنا سکھایا جائے اور جب دس برس کا ہو جائے تو مار کر نماز پڑھوانا چاہیے۔

## بے نمازی کیلئے حکم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے نماز جان بوجھ کر چھوڑی اس کا نام دوزخ کے دروازے پر لکھا جاتا ہے خدا اور رسول اس سے بیزار ہیں اور جو شخص نماز کا پابند نہیں وہ قیامت کے دن فرعون کے ساتھ ہوگا۔



## لطائف و نکات

نزد ہتہ المجالس میں فرمایا کہ ظہر کے وقت آتش جہنم جوش مارتی ہے تو جس نے نماز ظہر ادا کی اس نے آتش جہنم اپنے لئے سرد کی تاکہ وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسا روز ولادت پاک تھا۔ اور وقت عصر سیدنا آدم علیہ السلام نے دانہ گندم تناول کیا اور موردِ عتاب الہی ہوئے، تو جس نے نماز عصر ادا کی اس نے نار جہنم اپنے جسم پر حرام کر لی۔

اور وقت مغرب سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو جو نماز مغرب اس کے وقت میں ادا کرے تو ربِ قدس سے جو سوال بھی کرے گا وہ رب کریم سے عطا فرمائے گا۔

نماز عشاء ظلمتِ قبر سے اور نماز فجر تاریکیِ قیامت سے مشابہ ہے تو جس نے یہ دونوں نمازیں اپنے وقت میں ادا کیں اسے اللہ تعالیٰ ظلمتِ قبر سے نجات دے گا اور قیامت کی تاریکی سے محفوظ رکھے گا اور اسے نور عطا فرمائے گا۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کا گذر ایک دریا پر ہوا۔ آپ نے ایک نورانی چمکدار پرندہ دیکھا وہ کیچڑ میں گرا اور تھک گیا پھر پانی میں کود گیا اور اس کا بدن پہلا سا نورانی ہو گیا۔ پھر وہ کیچڑ میں گر کر تھڑا اور پانی میں نہا کر پاک صاف ہو گیا۔ غرض پانچ مرتبہ اس نے یہی کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس پر بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ جبریل امین نے تشریف لاکر فرمایا کہ اے عیسیٰ یہ پرندہ امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمازی بندے کی طرح ہے اور یہ کیچڑ اس کے گناہوں کی مثل ہے اور دریا پانچ نمازوں کی مثل ہے تو جس نے پانچ وقتہ نمازیں وقت پر ادا کیں گناہوں سے ایسا ہی پاک ہو جائیگا۔ جیسا پانی میں غسل کرنے کے بعد یہ پرندہ پاک ہو گیا۔



۲۳۰  
**زکوٰۃ**

زکوٰۃ اعظم فریضہ دین و اہم ارکان اسلام ہے۔

ولہذا قرآن عظیم میں تیسرا جگہ نماز کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا اور طرح طرح سے بندوں کو اس فرض کی اہمیت کی طرف بلایا۔ صاف فرمادیا کہ زکوٰۃ نہ سمجھنا کہ زکوٰۃ دی تو مال میں سے اتنا کم ہو گیا بلکہ اس سے مال بڑھتا ہے۔

حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ خشکی و ترمی میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے۔

حضرت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کر لو زکوٰۃ دیکر اور اپنے بیماروں کا علاج کرو خیرات سے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔ حضرت پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ چار چیزیں اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض کی ہیں کہ جو ان میں سے نہیں ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں جب تک پوری چاروں نہ بجالائے۔ نماز، روزہ، رمضان، زکوٰۃ، حج کعبہ زکوٰۃ فرض ہے اس کا منکر کافر ہے اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق ہے اور ارادہ میں تاخیر کرنے والا گنہگار مردود اس کی گواہی مقبول نہیں۔

**راقم ملتس رہے کہ**

میرے جد اور بزرگواران اور باقی اہل خاندان کے لئے بھی  
 دعا فرمائیں۔



## آدابِ حاضری

مشائخین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ - روضہ مبارک کے اندر بار بار نہیں جانا چاہیے۔ بلکہ دن میں دو بار جانا چاہیے ایک صبح ایک شام۔ نینر دربار اقدس کے اندر چلنے پھرنے میں وہی آداب ملحوظ رکھنے چاہئیں جو زندہ بادشاہوں کے دربار میں ملحوظ رکھے جاتے ہیں۔ ہمہ تن صاحبِ مزار کی طرف متوجہ رہنا چاہیے فاصلہ باتوں سے گریز کرے۔ روضہ مبارک کے اندر جائے نواستلام علیکم یا احسن القبور کہہ کر مزار مبارک کی غربی طرف کھڑے ہو جائے اور فاتحہ پڑھیں۔ قرآن مجید کا تحفہ اہل مزار کے لئے بہترین تحفہ ہوتا ہے اس لئے قرآن مجید کی جس قدر آیات پڑھ سکیں اس کا ثواب صاحبِ مزار کی روح کو کرے۔

مختصر فاتحہ یہ ہے کہ بارہ دفعہ سورۃ اِخْلَاصِ ایک دفعہ سورۃ فُلُقِ، ایک دفعہ سورۃ نَاسِ اور ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور درود شریف پڑھ کر ہاتھ اٹھائے اور یہ کہے کہ الہی میں نے جو کچھ پڑھا ہے اس کے خیر و برکات صاحبِ مزار کو پہنچائے اور صاحبِ مزار کے خیر و برکات میری روح و جان میں داخل فرمادے۔







## انجمن ارباب نظر

پکا قلعہ حیدرآباد کے عہدیداران و ممبرانِ مجلس عاملہ

سرپرست :- حاجی نور محمد      صدر :- الحاج رفیق احمد درباری ایڈوکیٹ

نائب صدر :- عبدالمجید قادری      جنرل سیکریٹری :- محمد شاہنواز ایڈوکیٹ

جوائنٹ سیکریٹری :- مقصود اختر      سیکریٹری نشر و شاعت :- نسیم الدین شیخ

خازن :- وحید بخش آغا

## ممبرانِ مجلس عاملہ :-

جناب غیاث الدین ٹھیکیدار صاحب      جناب عبدالرشید صاحب      جناب نعیم الدین

صاحب      جناب عنویز الدین صاحب      جناب مختار احمد صاحب      محمد اقبال صاحب

لاڈلے      جناب وکیل نظر صاحب      جناب وحید الدین نوشی صاحب      جناب سلیم

نظر صاحب      جناب معین الدین صاحب      جناب اسلام الدین صاحب      جناب

حکیم الدین اصلاحی عرف چھوٹے      جناب عبدالغفور صاحب      جناب محمد شاہ صاحب

جناب میر بخش صاحب      جناب افضل علی صاحب

## انجمن ارباب نظر کے اغراض و مقاصد

دینی اشاعت اور اصلاح معاشرہ کے لئے جدوجہد کرنا اور

نوجوانانِ ملتِ اسلامیہ کے ذہنوں کو دین کی طرف راغب کرنا۔



## اپیل برائے ایصالِ ثواب

حاجی نور محمد صاحب چاندنی والوں نے اپنے والد محترم حاجی محمد روشن مرحوم و  
 مغفور اور برادر حاجی نظام الدین، نصیر الدین مرحوم مغفور کے ایصالِ ثواب کیلئے  
 اشاعتِ دوئم کے لئے کاغذ کے چارم کی قیمت عطا کی ہے۔ اور جناب عبدالشکور  
 صاحب عرف گلو بھائی نے اپنے والد نور محمد مرحوم و مغفور کے ایصالِ ثواب کیلئے  
 کاغذ کے دوئم کی قیمت عطا کی ہے اور جناب محمد گلغام صاحب نے اپنے والد  
 عبدالعزیز مرحوم اور والدہ مرحومہ و مغفور کے ایصالِ ثواب کے لئے کاغذ کے دوئم  
 کی قیمت عطا کی ہے۔ جناب رحیم الدین عرف نوشی نے اپنے والد شہاب الدین  
 مرحوم و مغفور کے ایصالِ ثواب کے لئے کاغذ کے دوئم کی قیمت عطا کی ہے جناب  
 محمد احمد زری والوں نے اپنے والد احمد داد خواں مرحوم مغفور کے ایصالِ ثواب  
 کے لئے کاغذ کے دوئم کی قیمت عطا کی ہے۔ جناب معین الدین صاحب نے اپنے  
 والد لڑاب الدین مرحوم مغفور کے ایصالِ ثواب کے لئے کاغذ کے دوئم کی قیمت  
 عطا کی ہے۔ اور ہمارے ایک کرم فرمانے والے اپنے والد کے ایصال  
 ثواب کیلئے کاغذ کے ایک دوئم کی قیمت عطا کی ہے اور جناب محمد طارق نے اپنے  
 دادا نظیر الدین مرحوم مغفور کے ایصالِ ثواب کے لئے کاغذ کے ایک دوئم کی قیمت  
 عطا کی ہے۔

انجن ارباب نظر کے اراکین بھی دست بدعا ہیں اور قارئین حضرات سے  
 بھی التماس کرتے ہیں کہ خدا و قدوس کے حضور دست بدعا ہوں کہ اے خالق کل  
 اپنے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے طویل مرحومین کی  
 مغفرت فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے انکے مزارات پر رحمتیں نازل فرمائے  
 اور معادنین کے کاروبار اور عمر میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین شہ آمین۔



پیر طریقت عالی مرتبت محترم حاجی قاسم بابا فریدی مدظلہ العالی

P. o BOX NO. 32437. LUSAKA.

(ZAMBIA) نے اشاعت دوئم کی چھپائی کا ادھا خرچ فراہم کیا ہے ہم بھی دست بدعاہیں اور قارئین حضرات سے بھی التماس کرتے ہیں کہ خداوند قدوس کے حضور دست بدعاہوں کہ پروردگار عالم اپنے حبیب پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے طفیل حاجی قاسم بابا فریدی کے مقامات اور درجات و عمر میں ترقی عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

جناب محمد احمد صاحب نے اشاعت دوئم کی بائینڈنگ کا مکمل خرچ فراہم کیا ہے اور جناب محمد زاہد خاں صاحب نے چھپائی کا ادھا خرچ فراہم کیا ہے پروردگار عالم اپنے حبیب پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے طفیل انکے کاروبار اور عمر میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ندیم پرنٹنگ پریس بھائی خاں چاڑی حیدر آباد نے اشاعت دوئم کا ٹائٹل اپنے والد استاد فضل الدین مرحوم مغفور کے ایصال ثواب کے لئے پیش کیا ہے۔ ہم بھی دست بدعاہیں اور قارئین حضرات سے بھی التماس کرتے ہیں کہ رب کریم کے حضور دست بدعاہوں کہ پروردگار عالم اپنے حبیب پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے طفیل استاد فضل الدین مرحوم مغفور کی مغفرت فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے انکے مزار پر رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اللہ تعالیٰ ندیم پریس کے مالکان کے  
کاروبار اور عمر میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین



# نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کی رہگذر رسول اللہ  
 رشکِ شمس و قمر رسول اللہ  
 میرا دل اور جگر رسول اللہ  
 آرزوئے نظر رسول اللہ

عکس الوارِ جِلْوۃ مطلق  
 حسنِ آئینہ گر رسول اللہ  
 سے دو عالم کی دولت بیدار  
 آپ کی اک نظر رسول اللہ

جذبِ عرفاں ہو گئی بارش  
 تم نے دیکھا جدھر رسول اللہ  
 چاہے میرے ذوقِ سجدہ کو  
 آپ کا سنگِ در رسول اللہ

اک نظر جانبِ نظر کھینچے  
 منظر ہے نظر رسول اللہ

ہر نظر اک کبریا ہادی کر



# منقبت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بہارِ بیکراں صدیقِ اکبر      صداقت کا جہاں صدیقِ اکبر  
زمانہ حشر تک کہتا رہیگا      تمہاری داستاں صدیقِ اکبر  
محمد مصطفیٰ ہمسرا از خالق      اور انکے رازداں صدیقِ اکبر  
تم ہی تو یارِ غارِ مصطفیٰ ہو      تم ہی ہو جانِ جانِ صدیقِ اکبر  
تمہارے آستاں پر جھک رہی ہے      نگاہِ دو جہاں صدیقِ اکبر  
زمین والے تمہیں کہتے ہیں ابھی      وفا کا آسماں صدیقِ اکبر  
زبانِ حق محمد مصطفیٰ ہیں      محمد کی زباں صدیقِ اکبر

رسولِ پاک کے تم جانشین ہو

اے جانِ دوستاں صدیقِ اکبر

نظرِ اکبر آبادی



# منقبت حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فدائے مصطفیٰ فاروقِ اعظم      حقیقت آشنا فاروقِ اعظم

محمد کی دُعا فاروقِ اعظم      عطا ئے کبریا فاروقِ اعظم

عمر اسمِ گرامی تھا جو ان کا      لقب انکو مسلا فاروقِ اعظم

تمہارا عدل اک ضرب المثل ہے      زمانے بھر میں یا فاروقِ اعظم

ضیائے شمعِ حق پھیلائی تم نے      جہاں میں جا بجا فاروقِ اعظم

سنی قربِ جبل جو ساریہ نے      تمہاری تھی صدا فاروقِ اعظم

براہِ راست نورِ مصطفیٰ نے      تمہیں بخشی ضیاء فاروقِ اعظم

دلِ حق آشنا تمکو ملا تھا      تمہیں حق مل گیا فاروقِ اعظم

نظر زندہ رہیگا نام ان کا  
ہیں اک نقش بقا فاروقِ اعظم

نظر اکبر آبادی



## منقبت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عثمان غنی ولدِ ارحمِ ربوبِ خدا پیکرِ انسانیت سرچشمہِ جود و سخا

آپ کا ایمانِ کامل مرجیہ صدمرجیہ اے حقیقت آشنا اے جانِ اربابِ وفا

آپ کے دم سے منور ہو گئی راہِ نجات اپنے بکھرے ہوئے جلوؤں کو یکجا کر دیا

آدمیت ناز کرتی رہی آپ کے نقش ہے انسانیت کے دلِ آحسان

با حیا پاکر تمہیں فرمایا تھا سرکار نے آپ پر قرباں اے عثمان دو عالم کی حیا

آپ ذوالنورین تھے دونوں جہاں کے آپ کی دنیا میں تھی شمعِ نبوت کی ضیا

آپ کا دورِ خلافت ایک زندگی کا دور تھا گوشہ گوشہ سے اٹھی اللہ اکبر کی صدا

آپ کی اعلیٰ شہادت کی نہیں ملتی مثال رہتی دنیا تک یہاں نامِ زندہ آپ کا

جمع کر کے آپ نے قرآن کی آیات کو اہل ایمان پر بڑا احساس کیا، بخدا

آپ کے کردار نے بخشی ہے ہم کو زندگی بات یہ کہتے رہیں گے حشر تک اہل وفا

زندگی کا انکی پہلو ہے روشن ہے نظر ہو نظر سچی تو مل جائیگا منزلِ کاپتہ



# منقبت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

رہِ وفا و صداقت میں یوں رواں ہیں علی  
ہر اک قدم پہ شریعت کے پاسباں ہیں علی

بہار گلشنِ دینِ باحق کے ترجماں ہیں علی  
نبی کی سوچ ہیں قرآن کی زباں ہیں علی

بتائے دیتا ہوں تلو کہہاں کہہاں ہیں علی  
جہاں بھی ذکرِ نبی ہے وہاں وہاں ہیں علی

نہیں ہے رازِ دو عالم بھی ان سے پوشیدہ  
خدا گواہِ محمد کے رازِ داں ہیں علی

ہنوز آتا ہے یہ اہل علم کے لب پر !  
جہاں میں حسنِ بلاغت کا آسماں ہیں علی

کبھی اصول کی خاطر بگاڑی اپنوں سے  
برائے حق کبھی غیروں پہ مہرباں ہیں علی

ہماری منزل مقصود خود پر کارے گی  
زہے نصیبِ نظرِ میرِ کارِ رواں ہیں علی

نظر اکبر آبادی









تَعَلَى الصَّلَاةِ

تَعَلَى الصَّلَاةِ

الصَّلَاةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِينَ

نماز مؤمن کی معراج ہے

أَوْلِيَاءُ اللَّهِ

نے ایک کامل مردِ مؤمن کی حیثیت سے

نماز

کے ذریعہ زندگی کے ہر میدان میں معراج حاصل کی ہے

اور یہ حقیقت ہے کہ انسان

نماز

ہی سے زندگی کے تمام کاموں میں نورانیت حاصل کر سکتا ہے